

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

البركة على طبع هذا صحيحه المطبوع بامر المفضل الختم دار الحاج محمد سعيد ووفدوا له

بِحَالِشُ الْأَرَا

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

بِمَطَايِحِ الْأَنْظَارِ

وقد اعتنى بطبعها وأشعرها الكتيب الراعي رحمه الله الرشيد محمد بن عبد الجبار

طُبِعَتْ فِي مَطْبَعَةِ السَّيِّدَةِ الْكَاسِيَةِ فِي بَلَدِ كَانَفُو

اس شخصیت میں صرف دو باتیں جو افسرانے اپنے مطلع کردی ہیں مطلع کر کے ان کو اور سربراہ اطلاع میں مطلع کر کے ان کو میں باجماعت موجود رہی اہم تا جواد ضابطہ ارڈر ان کی عملی ترقی میں جو کچھ کیا

الشاہرا محمد سعید تاجرتب الک مطبع مجیدی کانپور پشاور

کتاب جزا

[illegible]

اَللّٰهُمَّ اَرِنِيْ نَعِيْمَ دَارِ الْفِجَارِ الْفِيْ حَيِّمَةِ

اَللّٰهُمَّ اَرِنِيْ نَعِيْمَ دَارِ الْفِجَارِ الْفِيْ حَيِّمَةِ

مَخَالِسِ الْاَمْرَادِ
عَظَائِحِ الْاَهْلَادِ

وَيُؤْتِيْهِمْ اَنْبِيَاءًا وَكُتُبًا وَكَلَامًا وَكَلَامًا

طَبَعَتْ مَطْبَعَةُ حَيْدَرآبادِ الْبَلَدِ

الضلالة للضلالة الفجر لما ساءت كثرة ما من الناس في هذا الزمان جعلوا بعض القبول
 مكرهون كما هو كراهة وادون بكارون كالفعل بهما من نے دیکھا کہ اس زمانے میں بیشتر لوگوں نے غمزدگی
 کا لا وٹان یصلون عند ما وید بحون القربان ویصدون خلفه والاقوال لا تلحق باهل
 جنت بنا کر کہا جو کہ جس کے سامنے خدا پڑھے ہیں اور اسی اسی بائیں کرتے ہیں جو ایمان دار کو زیادہ نہیں
 الايمان فادرت ان ابلین ما ورجبه الشرع في هذا الشان حتى يقضي الحق من الباطل عند
 اس لیے میں نے ارادہ کیا کہ اس بارے میں جو شرعیات کا حکم ہو اسکو بیان کروں تاکہ ان لوگوں پر حق اور باطل مکمل جائے
 من یرید تصحیح الايمان والخلص من کید الشیطان والنجاة من عذاب النار والنجاة من
 جو اپنا ایمان درست کرنا اور شیطان کے کدے سے بچنا اور عذاب ووزر سے نجات پانا اور جنت میں داخل ہونا چاہتے ہیں
 فی دار الجنان والله العادی وعلیه التکلیل ولما یال ما فیہ من التکلیل لما وقع فی
 اور اللہ ہی حمایت کرتے والا ہے اور کسی پر بھروسہ ہو اور امین جو بعض باتیں ٹکرا گئی ہیں اسکی میں نے کچھ پروا نہیں کی کیونکہ
 نصیحة الابرا وانبیاء ما فیہ من الاحوال الذی یرسمہ الناس لخصم الشر والطریق والقال
 بزرگوں کی نصیحت میں ایسا ہو جاتا ہے اور اس کتاب میں میں وہ حالات بیان کروں گا جو عام لوگ غیرو شر اور سنگون اور قال کہتے ہیں
 وسمیہ بجالس الابرا وصیالک الاحیاء وحققت البدع ومقامع الاشهر اور وسمیہ
 اور اسم کا نام میں نے مجالس الابرا و صیالک الاحیاء وحققت البدع ومقامع الاشهر اور وسمیہ
 علی مائتہ مجلس المجلس الاول فی تمثیل من یدکر بہ ومن لیس فی کمالہ المیت فی بیان معنی
 مجلس اول اس بیان میں کہ اللہ کو یاد کرنے والی مثال زندہ کی ہے اور ہر ما اللہ کی یاد کرنے والی کو قتل و روک کر دیا
 ذکر الله تعالی المجلس الثاني فی بیان فضیلة الذکر من کل اعمال البر و بیان اقسامہ
 ذکر اللہ کی شانیت کے بیان میں دوسری مجلس اس بیان میں ذکر اللہ کی تمام اعمال نیک سے افضل ہے اور اس کے اقسام کے بیان میں
 المجلس الثالث فی بیان فضیلة الايمان ومن آمن المجلس الرابع فی لزوم حجة النبی صلی
 تیسری مجلس ایمان اور عزم کی فضیلت کے بیان میں چوتھی مجلس اس بیان میں کہ نبی اکرم صلی
 الله علیه وسلم من یأذنه من والدہ وولدہ والناس یجمعین المجلس الخامس فی لزوم الايمان
 اللہ علیہ وسلم کو پہنچے مان باپ دادا وادب و بزرگوں کو زیادہ چاہنا لازم ہے پانچویں مجلس اس بیان میں کہ
 بما جاء به النبی صلی الله علیه وسلم ولا یجوز الخالفه فیہ المجلس السادس فی بیان من
 نبی صلی اللہ علیہ وسلم جو کچھ لائے ہیں سب ایمان لانا چاہیے اور ان میں مخالفت درست نہیں ہے اس بیان میں کہ جو شخص
 خلی الله بما یؤکلا اسلام دینا و محمد صلی الله علیه وسلم نبیا ذاق طعم الايمان المجلس السابع
 راضی ہوا اللہ کے بہ ہونے پر اور اسلام کے کچھ دین ہونے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے نبی ہونے پر ہوا ہے ایمان کا لازمہ کہ اس کو نبی مجلس
 فی بیان عزم من یؤکلا طعم الايمان به اجماعا علی الاحصاء ونقصا عند البعض المجلس الثامن
 اس بیان میں کہ ایمان بظن پر لانا چاہیے اللہ کو کہ اپنے اندر سے مذہب صحیح اچھا لا اور بعض کے نزدیک نقصان ایمان لانا لازم ہے نہایت مجلس
 فی بیان من یدل الجنة ومن لا یدخلها من المظیع للرسول علیہ السلام والمخالفة المجلس التاسع
 اس بیان میں کہ جو اللہ کی اطاعت کرے گا وہ جنتی ہے اور جو مخالفت جو وہ جنت میں جانے سے محروم ہے نہایت مجلس
 التاسع فی لزوم الاتباع للنبی صلی الله علیه وسلم فيما جاء به وفيه تحقیق المجلس العاشر
 اس بیان میں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی لائی ہوئی چیزوں پر ایمان لانا لازم ہے اور اس سالہ کی تحقیق دسویں مجلس
 فی بیان الفرق بین المؤمن والمؤمنین والمجاهد والمجاهدین المجلس الحادی عشر
 مؤمن و مسلم اور مجاہد اور مجاہدین کے فرق کے بیان میں گیارہویں مجلس بیان میں

اس بیان میں کہ جائز ہے جس کو آدمی قرآن میں اور جو کہ جائز نہیں اور سو اس کے

وہ کہیں کہیں گئے۔

فی بیان فضیلة التوفيق و بیان سبب وضع الاذات المجلس لتاسع و الاربعون فی بیان
 بیان میں فضیلت توفیق کے اور بیان میں سبب تقرر اذان کے
 فضیلة الجمعة و فی تفصیل جو مہاکلی سائی الايام المجلس الخمسون فی بیان المصالح
 فضیلت جمعہ کے اور فضیلت میں اس دن کے تمام دقتوں پر
 و بیان کیفیت عا و فی اذان ما وید عینا فی المجلس الحادی و الخمسون فی بیان فضیلة
 اور بیان میں اس کی کیفیت کا اور نوام کا اور اس کے مضمرات کیوں
 الصلوة بالکتاب السنة و اجماع الامة و فی العید فی حق تاسع المجلس الثاني و الخمسون
 عار کے قرآن اور حدیث اور اجماع امت سے اور نماز میں اس کے چھوڑنے والے کے حق میں
 فی بیان فضیلة الصلوة المفروضة و انکوائها تفصیلا المجلس الثالث و الخمسون فی بیان
 بیان میں فضیلت نماز فرض کے اور اس کے ارکان کے تفصیل دار
 فضیلة الصلوات الخمس و کونھا کفایت للذنوب المجلس الرابع و الخمسون فی بیان
 انچون کی تلاوت کی فضیلت اور ان کے کفارہ پورے میں انہوں سے
 فضیلة الجماعة و ذکر الوعید فی تنکھا المجلس الخامس و الخمسون فی بیان فضیلة
 جماعت کی فضیلت کے بیان میں اور اس کے بارے کے باب میں جو وعدہ صادر ہوئی مجلس پنجم و دہم
 الجنائز و کیفیتھا المجلس السادس و الخمسون فی بیان قوله عليه السلام من كان خيرا
 بیان میں ان کی فضیلت کے بیان میں مجلس پنجم و دہم
 كاله الا الله دخل الجنة المجلس السابع و الخمسون فی بیان جواز ترك التيمم و التيمم عند
 ہا کہ آقا اللہ وہ جنت میں داخل ہوگا مجلس پنجم و دہم
 جلائن المجلس الثامن و الخمسون فی بیان فوائد ذکر الموت و لزوم الاستعداد له
 موت یاد کرنے کے فائدوں میں اور مستعد رہنے میں اس کے لیے
 المجلس لتاسع و الخمسون فی بیان ما هیة الطاعون و عدم التقدم عليه و عدم الفلانة
 مجلس پنجم و دہم
 المجلس الستون فی بیان فضیلة الصبر فی موضع الطاعون و عدم جواز الداء علی فعه
 صبر کی فضیلت کے بیان میں جہاں طاعون نازل ہوا اور اہل کفر کے رخ کے واسطے دعا دے کرنے میں
 المجلس الحادی و الستون فی بیان فضیلة الصبر عند البلا یا یا لمصائب فضیلة
 اس صبر کی فضیلت کے بیان میں بدوقت یا اور مصیبتوں کے اور فضیلت
 الاستنجام عندھا المجلس الثاني و الستون فی بیان تحقیق قوله عليه السلام اغتنم
 نماز و اتا انرا جموں پڑھنے کی حرکت اس صبر میں تحقیق اس حدیث کے کہ قیمت جانو
 خمس قبل خمس الحدیث و ما یتفرع علیه المجلس الثالث و الستون فی بیان محاسبة
 پانچ کو پہلے پانچ سے آخر تک اور اس کے تفریعات
 العیدین القیمة و المناقشة فی الحساب المجلس الرابع و الستون فی بیان محاسبة
 عیدوں کی قیامت کے دن اور جو مناقشہ ہوگا حساب میں اس صبر میں حساب بندہ کے
 نفسه قبل ان يحاسب و مناقش فیها المجلس الخامس و الستون فی بیان محاسبة الامة
 انچا ذات سے پہلے اس سے کہ جس سے حساب لیا جائے اور مناقشہ ہو کر پڑ جائے پیشتر میں مجلس رطب دلائے میں امت کے

علی التوبة ووجوبها على القوم بتحقيقها بالعلماء الثلاثة المجلس السادس الستون في بيان
 قولہ پر اور لوگ واجب ہوتا تو یہ کہ اور توبہ کے تینوں سائن کی
 قولہ علیہ القبولہ والسلام ان اللہ یقبل توبۃ العبد الخ المجلس السابع الستون
 قول ہوں اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے توبہ ہر سے کی قبول کرتا ہے یہاں تک کہ وہ توبہ کرے
 فی بیان حال لکین حال الحق المجلس الثامن والستون فی بیان فضیلة التقوی
 بیان میں حال داتا اور امن کے
 وحسن الخلق وحقیقتہا المجلس التاسع والستون فی بیان لزوم طلب
 اور حسن خلق کی فضیلت کے اور اللہ توفیق کی حقیقت
 کسب الحلال وای اطیب من الکاسک اقمہا المجلس السبعون
 طالع پیشہ کے لازم ہو اور کونسا پیشہ اچھا ہو اور کونسا برا ہو
 فی بیان حرمة الاحکام وسامی ما یتعلق بہ من الاحکام الشرعیة
 بیان میں احکام کی حرمت کے اور جو احکام شرعی اس سے متعلق ہیں
 المجلس الحادی والسبعون فی بیان ای تاجر یحش يوم القیمة فاجل واما
 اس بیان میں کو کونسا تاجر قیامت میں پوچھا جھڑکا ہوگا اور کونسا عاقل ہوگا
 المجلس الثانی والسبعون فی تحریض التاجر علی ملازمة الصدق والامانة
 بہترین مجلس کما دہ کرے میں تاجر کے عزت صدق و امانت پر
 فی جمیع اقواله وفعاله المجلس الثالث والسبعون فی بیان حقیقة الربوا
 اچھے جملہ اقوال و افعال میں
 واحکام غلاتہ المجلس الرابع والسبعون فی بیان حقیقة السلفا حاکم
 اور اس کے نقصان کے پھر وہیں مجلس بیان میں حقیقت پر مسلم اور اس کے حکم کے
 وغیرہ من انواع العقود المجلس الخامس والسبعون فی بیان السؤال الحرام
 انواع عقود وغیرہ میں اس بیان میں کہ سوال حرام کر
 والوعید فیہ فی ای موضع یجوز المجلس السادس والسبعون فی بیان
 اور اس میں کہ سواموہ پر اور اس مقام پر جائز ہو پھر وہیں مجلس بیان میں
 حقوق المملک علی الملک وغیرہ من الاحکام المجلس السابع والسبعون
 غلاموں کے حقوق کے مالک پر اور سواموہ کے احکام میں
 فی بیان حرمة اللواط وعقوبتها وغیرہا المجلس الثامن والسبعون فی بیان
 بیان میں حرام ہونے لواط کے اور اس کے عذاب کے اور اس کے سوا
 حرمة شئ بالجنس و بیان عقوبتہا وسامی المنکرات المجلس التاسع والسبعون
 اقرب پینے کی عورت اور اس کے عذاب اور جملہ منکرات کے بیان میں مجلس ہفتاد و تسم
 فی بیان حرمة القلول ووجوب التصدیق بین الغانمین المجلس الثانیون
 قلول کے حرام ہونے کے بیان میں اور یہ کہ تصدیق کرنے والوں میں ضروری ہے پھر ہفتاد و تسم
 فی بیان فہود الفتن فاما یخالف الشیخ وکیف یعمل جند المجلس
 فتنوں کے تصور کے بیان میں اور ہر مخالف شرع ہے اور کس طرح کیا جائے اس وقت مجلس

لکھتے ہیں
 اور کونسا عاقل ہوگا
 اور کونسا عاقل ہوگا
 اور کونسا عاقل ہوگا

غلاتہ
 غلاتہ
 غلاتہ

الحادی والثمانون فی بیان احکام القضاۃ والخذایۃ بالثبوت وحکومتہ بشہادۃ النور
ہشتاد و یکم بیان میں احکام قضاہ کا بیان ہے اور انکو لینا وصوت دیکھ اور حکم کرنا جو ان کو ایوں سے

المجلس الثاني والثمانون فی بیان من یجوز لہ الودع للناص من لا یجوز من وما یتفرع
بمجلس ہشتاد و دوم بیان میں اس شخص کے جسکو عذر کرنا جائز نہ ہو اور جسکو نہیں جائز ہے اور اس کے تقریرات

علیہ المجلس الثالث والثمانون فی بیان ان الله تعالیٰ یبعث لہد الامۃ
بمجلس ہشتاد و سوم بیان میں اس بات کے کہ اللہ تعالیٰ بھوت کرتا ہو اس امت کے لیے

عمر اس کل مائة سنة من بعد الایام المجلس الرابع والثمانون فی بیان
پندرہ برس کے فروع پر اس شخص کو کہ تارہ کر دین کو مجلس ہشتاد و چارم بیان میں

کيفية السلام وافضلیۃ من بد ابع المجلس الخامس والثمانون فی بیان
کینیت سلام کے اور افضلیت پہلے سلام کرنے والے کی مجلس ہشتاد و پنجم بیان میں

ھول ان اخیه السلف فوفی ثلثة ايام المجلس السادس والثمانون فی بیان
وکر کرنے کسی مسلمان بھائی کے تین روزہ کے دیانہ مجلس ہشتاد و ششم

التخذي من سوء الظن وھی الخمس المجلس السابع والثمانون فی بیان
ڈرانے کے بیان میں بدگمانی سے اور دوسرے کے حال کی چھان بٹان کر مجلس ہشتاد و ہفتم اس بیان میں

التعین المصاحبة والواکلة مع الفاسق المجلس الثامن والثمانون
کہ منع ہے مصاحبت اور کھانا فاسق کے ساتھ مجلس ہشتاد و ہفتم

فی بیان افضل الاعمال الحب لله والبغض فی الله المجلس التاسع والثمانون
اس بیان میں کہ افضل اعمال جو محبت خدا کی راہ میں اور بغض خدا کی راہ میں مجلس ہشتاد و نہم

فی بیان لزوم متابعة الرسول علیہ السلام فی الاموال والنفق ولا یجوز المغالفة
اس بیان میں کہ لازم ہے متابعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی امر و نہی میں اور نہیں جائز ہے مخالفت

المجلس التسعون فی بیان سبق رحمة الله وغلبتها علی غضبه وما یتبعھا المجلس
رحمت الہی کی سبق اور غلبہ کے بیان میں غضب پر اور دونوں کی حقیقت مجلس

الحادی والتسعون فی بیان ان الشیطان یجری من الانسان مجری الدم المجلس
نور دیکھ اس بیان میں کہ شیطان پھر تا ہر انسان میں بجائے خون کے مجلس

الثانی والتسعون فی بیان عدم المواخذة بالرسوۃ ما یجوز یحی ان یتکلم المجلس
نور دوم اس بیان میں کہ رسوہ کا مواخذہ نہیں جب تک انہر عمل نہ کرے یا نہتہ سے نکھر مجلس

الثالث والتسعون فی بیان ان للشیطان لغة یأمن آدم والملائکۃ لہ المجلس
نور سوم اس بیان میں کہ شیطان کو قرب ہوتا ہے نبی آدم کے ساتھ اور فرشتہ کو بھی انکھانہ مجلس

الرابع والتسعون فی بیان ظہر الاسلام غریباً وسیعود غریباً کما ظہر
نور چارم اس بیان میں کہ اسلام پیدا ہوا تھا غریب اور پھر ہو جائے گا غریب جیسا ظاہر ہوا تھا

المجلس الخامس والتسعون فی بیان نعمة الصحة والفراغ فی بیان مغبونیۃ صاحبہ
بمجلس نور پنجم بیان میں نعمت تندرستی اور فراغت کے اور ضمن میں ہونے تندرستی و فراغ کے

المجلس السادس والتسعون فی بیان غمی من اکل بانیہ ریحۃ لکری من دخول المسجد
بمجلس نور ششم اس بیان میں کہ جو شخص کھائے ایسی چیزیں جو بوجہ قوسیدہ نہ جائے

ایں عبارتوں میں جو کچھ مذکور ہے اس میں کوئی شک نہیں ہے

کالذہ جال ورفعون والجملة الضالین فان الخواص کما تظہر علیہ لا تقتضی تظہر علیہ لا تقتضی
 جیسے دجال اور فرعون اور ^{مخل} اور گمراہ کرنے والے کیونکہ خواص جیسے پہنچے گا درجہ کے ہاتھ پہنچے ہیں
 انما فمّا یظہر من ذلک علی یدین من حکان تحت سیاسة الشرع یصیب سببا لمن ید
 اختیار کے ہاتھ پر بھی چوتھے ہیں سو جو اس غارت میں غصے کے ہاتھ پر تھا وہ جو شرعی حکومت کا مصلح ہے و
 بحاکمہ فی عبادتہ وما یظہر من ذلک علی یدین من لوکن تحت سیاسة الشرع
 اس کا ہمارے عبادت کو زیادہ بڑا حادہ گا اور جو اس غارت میں ایسے شخص کے ہاتھ سے ہو شرعی حکومت کا مصلح نہیں
 یصیب سببا لمن ید یجده وغیرہ ولا یزال الشیطان یغویہ حتی یخلفه ربقۃ الاسلام
 تو اسے اور بھی دہری اور غور پڑھ جائے گا اور شیطان ہمیشہ اسکو بہکا تا رہے گا آخر کو اسلام کی دسی آسکر گروں سے نکال کر
 من عتقه بانکار الحاد ود ولا احکام والحلال والحرام فلی هذا یجب علی العبد الذاکر
 حدود اور احکام اور حلال و حرام کا حکم بنادے گا اس لیے بندہ ذکر کو بہ واجب
 ان یجعل جمیع اعمالہ موافقا لاحکام الشرع مادام حیّا قلا ولا یجوز له ان یعمل عملا یخالف
 اس اپنے تمام اعمال جہاں کہ ہو شرعی احکام میں ہے احکام شرعی کے موافق رکھے اور انکو نہ جائز نہیں ہو کہ کسی کس وقت کوئی عمل
 لاحکام الشرع فی وقت من الاوقات لاحکام الشرع علی قسمین قسمین خلق بالظاہر هو البذلک
 احکام شرعی کے متعلق عمل میں لائے اور شرع کے احکام دو قسم ہیں ایک وہ قسم جو ظاہر یعنی بدن سے علاقہ رکھتی ہے
 وقسم یتعلق بالباطن وهو القل والکلی واحد من القسمین علی نوعین احدهما یجب فیہ الفعل
 اور ایک وہ قسم جو باطن یعنی دل سے علاقہ رکھتی ہے اور یہ دو نوع قسمیں دو طرح کی ہیں ایک وہ جسکا کرنا واجب ہے
 والاخر یجب فیہ الذکر فحمله احکام الشرع اربعة قسم النفع الذی یتعلق بالظاہر ویجب
 دوسری وہ جسکا ترک واجب ہے اور تمام احکام شرعی چار طرح کے ہوتے پھر وہ قسم جو بدن و متعلق اور احکام بدن و متعلق لانا واجب ہے
 فیہ الفعل لکن کلہما یتعلق بالشہادۃ واقامة الصلوۃ وایطاء الزکوۃ وصوم رمضان وحج
 شہادت کے دو نوع کے پڑھنا اور نماز قائم کرنا اور زکوۃ دینا اور رمضان کے روزے اور کعبہ کا حج
 البیت وحج الکعبۃ الامام بالعرف والنفع عن المتکثر غیر ذلک من الفرائض والواجبات
 اور کعبہ پر حجاج اور نیک بات بیان کرنا اور بدی سے روکتا ہو اور سوا اسکے اور فرائض و واجبات
 ومن النوع الذی یتعلق بالظاہر یصل الی القتل والزنا واللواط والفسق ویشرب الخمر
 اور وہ قسم جو بدن سے متعلق اور اسکا ترک واجب ہو جن جن ریزی اور بدکاری اور اقسام اور جرمی اور شراب خواری
 والغیبة والنفیۃ والکذب والنظر الی ما حرم نظره واستماع ما حرم استماعه وغیر ذلک من
 اور غیبت اور نفی اور جھوٹ بولنا اور ایسی چیز کا دیکھنا جسکی طرف نظر حرام ہو اور ایسی بات کہ جسکی سنتنا حرام ہو اور ایسی بات
 المحرمات والکفر مات ومن النوع الذی یتعلق بالباطن ویجب فیہ الفعل التوبۃ والاعلاص
 اور محرمات و کفر و مات اور وہ قسم جو دل سے متعلق اور عمل کرنا واجب ہو توبہ اور اعلاص
 والتوکل والصائم الشکر والخوف الرجاء وغیر ذلک من الاخلاق الحمیدۃ والخصال الجمیلۃ
 اور توکل اور صبر اور شکر اور خوف اور رجاء اور امید اور سوا اسکے اور نیک عادتیں اور پسندیدہ تہنیں وغیرہ
 ومن النوع الذی یتعلق بالباطن ویجب فیہ الذکر انکبر والعجب الربا والحسد وغیر ذلک
 اور وہ قسم جو دل سے متعلق اور ترک واجب ہو عجب اور خود پسندی اور باغی اور حسد اور حسد اور سوا اسکے
 من الاخلاق الذمیۃ والخصال القبیحۃ فمن خالف حکما واحدا من هذه الاحکام الامر بربعۃ
 اور بد عادتیں اور بری خصوصیتیں سو جو شخص عتق کو کسی ایک حکم کا ان چاروں حکموں سے

حصول اللہ تعالیٰ واستحقاق عن اہل ولائہ و انکرامہ و بعضہ لکاتبین فی ہذا
 وہ خدا کا نافرمان ہو اور انکے طالب کامراند وہ دلی اور کرامت والک ہوتا ہے اور بعض لوگ اس
 الزمان میں یصلون الخلق ثلثۃ ایام و اکثرہم یخرجون منها و اذا فعلوا ذلک مرة و مرتین
 زمانہ میں تین دن با دیا دوا کا چٹہ کھینچ کر پھر فارغ ہو جاتے ہیں اور جب ایک یا دو بار چٹہ کر کے
 یدعون نبیل الاحوال والوصول الی مقامات العجاہ مع انہم یکنون ما یخالف الشریع الشریف
 تو دعویٰ کرتے تھے کہ ہکوسب حالات مکمل گئے اور عمرہ لوگوں کا درجہ بڑھایا باوجودیکہ شریعت کی مخالفت کیے جاتے ہیں
 و اذا انکر علیہم ما ارکبوا یقولون حرمۃ ذلک فی العلم الظاہر و انا اصحاب العلم الباطن
 اور جب ان سے انکے اعمال کی بڑائی بیان کر دے تو کہتے تھے میں یہ علم ظاہر میں حرام ہے اور ہم تو باطنی علم والے ہیں
 و انہ حلال فیہ وان للوصول الی اللہ تعالیٰ لا یكون الا بفضل العلماء الظاہر و اکثرہم یخادعون
 سو یہ امر میں علم میں ہل کر اور عزت الہی بدین جھوٹے علم ظاہر کے نہیں ملتی تم
 من الکتاب السنۃ و انا بالخلق و ہمة الشیخ نصل الی اللہ تعالیٰ فینکشف لنا العلوم فلا یحتاج
 قرآن اور حدیث سے فائدہ دیتے ہو اور ہم جلد اور سیرک دوسے خدائی درگاہ میں جاتے ہیں ہر سب علوم مکمل جاتے ہیں ہکو
 الی مطالعۃ الکتاب و القراءۃ علی الاستاذ و اذا صدقنا مکملہ او حرام نعلمہ او حرام نعلمہ فی المنام
 کتابوں کے مطالعہ اور استاد کو جو شیخ کی ہدایت میں ہیں اور ہمیں جب کوئی کدوہ حرام علم میں آتا ہے تو خواب میں ہو جاتا ہے ہو جاتی ہے
 فنقول الحلال و الحرام و ما قلنا و انہ حرام لو فتنہ عنہ فی المنام فنعلمنا انہ لیس بحرام و نحو
 سو ہم حلال اور حرام کو سمجھ لیتے ہیں اب حکم حرام فتنہ ہو ہو کر جس سے خواب میں سن نہیں کیا سو سمجھتے جان لیا کہ حرام نہیں ہے اور
 ذلک من الترهات التي کلھا الحما و ضلال اذ فیہ ازدراء للملۃ الخفیۃ و الشریعۃ
 اس طرح کی ترہات باتیں جو سراسر ضلال اور گمراہی ہیں کیونکہ اس میں شک و حقیقی اور شریعت
 النبویۃ و عدم الاعتماد علی الکتاب و السنۃ و اجماع الائمة قالوا جب علی کل من سمع
 نبویہ کی مخالفت ہو اور بے اعتمادی قرآن و حدیث اور اجماع امت کی سو وہاں ہر سب جو ایسی باطل گفتگو تھیں
 امتثال تلک الا قایل بالباطلۃ لا نکسر علی قائلہ و الحزم بطلان کلامہ بلا شک ولا تردد
 کہ جو شک اور بے تردد اور غیر توقف قائل کے اس کلام کو جہودہ اور دہیات تھے
 و لا توقف و لا فهو یكون من جملۃ من یحکم علیہ بالان ذلک فانہم لیکانوا فی الاعتقاد بهذا
 اور نہیں تو وہ بھی اس گروہ میں داخل ہو اور سب کفر کا حکم ہو گا کیونکہ ان لوگوں کا اعتقاد جہاد
 المرتبۃ کان بینہم و بین الشیطن مناسبۃ فیہم فی بعض الا زمان اشیاء من الانوار
 ذہبت کو چھوٹا تو ان میں اور شیطان میں ایک رابطہ پیدا ہو گا پھر وہ شیطان انکو بعضی قدر کھینچ لے گا وغیرہ دکھا دیتا ہے
 و غیر ما فیغترون بہا و یظنون انہم محسنون و عند اللہ مکرمون و لا یعلمون
 ہیں یہ قوم دھوکا کھ کر یو تھال کر رہے ہیں کہ ہم کیا خوب عمل کرتے ہیں اور خدا کے نزدیک ہم عزت والے ہیں اور یہ خبری نہیں
 ان الشیطان لا ینال یحسن لامل الخلق و ارباب الدنیا فینہ ان یعملوا بہا و اجسمہم و رگہا ہم
 کہ شیطان ہمیں نہ ابل غلوت و ریاضت کی نفوذ میں اس بات کو اچھا دکھاتا ہے کہ اپنے توجہات اور خواہش کے موافق
 من غیر تحکیم الشریع فیہا فیقولون القلب اذا کان محفوظاً مع اللہ تعالیٰ یكون خیر اطیع
 بدین سرائقت شرع کے عمل کیا کریں پھر یہ کہتے ہیں کہ دل جب اللہ کی طرف سے محفوظ ہوتا ہے تو انکے سب غلات خلاص
 معصومۃ عن الخطاء و ہذا من اعظم کید الاعد و فہم لان الخواطر ثلثۃ انواع رحابۃ
 نیچے ہوتے ہوتے ہیں اور یہ انکے حق میں مٹھن کا بڑا بھی دھوکا ہے کیونکہ ذرات تین طرح کے ہوتے ہیں روحانی

فی شیطانیہ فی نفسانیہ قلبیہ لا شیان ما بلغ من ال یا حۃ وال یا حۃ فی شیطانیہ
اور شیطانی اور نفسانی ہیں اگرچہ انسان ریاضت اور مجاہدہ کی انتہائی حد کو پہنچ جائے تاہم اسکا شیطانی

فی نفسہ لا یقار قاتہ الی الموت وال شیطانیہ بھی منہ جہی الدم والعصۃ لیست
اور نفس اس کے ہمراہ ہیں جو موت تک اس سے ٹھہرا تو گئے اور شیطانی اس کے ہمراہ ہیں اسی پر تاہم یہاں کہہ دینا کہ اس وقت کہ کس شخص پر نہیں

ال للرسول الذین ہم وسائط بین اللہ تعالیٰ و بین خلقہ فی تبلیغ امرہ فی نھیہ و وعدہ
سوائے انبیاء اور ان کے جراح اور خلق اور مسلمان واسطہ ہیں اور نبی کے ہونے پر ان کے اور وعدہ و وعید کے خلاف سے

و وعدہ و من عداہم لیس بمعصوم و من ظن انہ یدستغنی عما جاء بہ الرسول ما یلتقی
اور سوائے ان کے کوئی معصوم نہیں اور بعض گناہ کر کے اس کو یہ کہہ لیں کہ اس کے لئے جو احکام کی حاجت نہیں جو کہ ان کے خلاف سے کہ اس کے دل پر عاری ہو کر ہیں

فی قلبہ من الخواطر فہو من اعطوا الذکر فلا ینالی فی القلب یمحق ان یحکون من
اگر وہ اس کے دل میں سے گزرے کہ جو عطرہ دل میں آتا ہے اس میں اس کا اثر ہے کہ اس کا اثر ہے وہ

القہم النفس وال شیطانی فلا عبرۃ بہ ولا التفات الیہ حتی یعرض علی ما جاء بہ الرسول
نفسانی ہو یا شیطانی اس کے لئے وہ قابل اعتبار نہیں قابل توجہ ہے تاوقتیکہ احکام نبوی سے موازنہ نہ کیا جائے

و یدشہد لہ بالکمال ففما اذ لیس کل ما یل الا لسان فی النوم والوقظۃ صحیحاً بل قد کلون بعضہ
اور ان کی برافضت طرح دینی جائے اس کو کہ یہ ضروری نہیں کہ جو کہ انسان عالم خواب یا بیداری میں دیکھ دیکھ کر بعض اوقات

من الخواطر النفسانیہ وبعضہ من الیسا و من لشیطانیہ وبعضہ من اللہ تعالیٰ بالاسماء
بعض باتیں حرکات نفسانی ہوتے ہیں اور بعض دوسرے شیطانی اور بعض دوسرے خداوندی لفظ الیسا کہ اس کی طرف سے اس کا اثر ہے

ما لعل و یا فلا بد من التنبیہ بین ہذہ الثلاثۃ لیعلم ان ما یل و من ای نوع ہو فاذا اقبلت
پس ان تینوں میں کوئی تیز ہوتا ضرور ہے جس سے معلوم ہو کہ جو دیکھتا ہے اس کو اس کی طرف سے اس کا اثر ہے

انہ من اللہ تعالیٰ فلا بد من عالم یعلم المراد منہ فان المراد منہ ان کان ظاہر الا یتج
کہ وہ من جانب اللہ ہے لہذا کوئی عالم درکار ہے جو اس کے مطلب کو سمجھ سکے کہ اس کے لئے اگر اس کا مطلب ظاہر ہے

الی التاویل بل انما یتجہجہ الی التنبیہ وان کان غیر ظاہر یتجہجہ الی التاویل و قبول بتاویل
تو کہ تاویل کی ضرورت نہیں بلکہ صرف تنبیہ کافی ہے اور اگر ظاہر ہو بلکہ تاویل کی حاجت ہے تو صحیح تاویل کی جائے گی

صحیح کما ان الکتاب السنۃ لا شہادۃ فی کئی نعمان اللہ تعالیٰ ویرسلہ لکن المراد منہما
جیسا کہ قرآن و حدیث کے مطابق اللہ و رسول جو سنے میں کوئی شک نہیں لیکن اس کا مطلب

قد ینکون ظاہراً فلا یتجہجہ الی التاویل وقد ینکون غیر ظاہر فیتجہجہ الی التاویل وقد ینکون
کبھی ظاہر ہو تاہم کہ تاویل کی حاجت نہیں ہوتی اور کبھی ظاہر نہیں ہوتا تو تاویل کی حاجت ہوتی ہے

العلماء بان الالام وکن لک الر یا قالہ نام لیس شیئ منہما من اسباب المعصیۃ بالاحکام
اور علما اس امر کی تصریح کر چکے ہیں کہ الامام کا خطاب کوئی بھی احکام دانی کا زریعہ نہیں

خصی صاذا خالف کل منہما کتاب اللہ و سنتہ رسولہ علیہ الصلوۃ والسلام فان عمن الخطاب
مخصوصاً ایسی حالت میں کہ ہر ایک ان میں کا قرآن و حدیث کے خلاف ہو حضرت عمر

رضی اللہ عنہ مع کئی نہ سید المسلمین والحدیثین کا نفاذ و قہ فی قلبہ الخواطر لا یستغنی
رضی اللہ عنہ باوجودیکہ اہل امام اور محدثین کے مراد تھے جب بھی آپ کے دل میں غلط آئے آپ اس وقت ان سے نہ کرتے

الیہا ولا یحکم علیہا ولا یعمل بها حتی یعرض علی کتاب السنۃ فہو لاء الجملۃ و قد یسی
تاہم کہ کوئی حکم نہ کرے اور نہ اس پر عمل کرے تاوقتیکہ اس کا قرآن و حدیث سے موازنہ نہ کرے اور نہ اس کے لئے

احدھا اذنی شمی یفعلکم فیہ خواطر علی الکتاب فی السنة ولا یلتفت الیہما ولا یلتفت من
کسی نے اگر کہی کوئی اور نے دیکھ کر اپنے خلوت کو قرآن و حدیث پر بیٹھا ہو اور کتاب نہ دیکھت کہوں کہ تم میں سے کوئی اور طریقہ کے متفقین
علماء الطريقة قد تمسکوا بالکتاب والسنة ووزنوا عما فاضلہم وعما اهل تہم ومکاشفہ
علمائے قرآن و حدیث ہی کی سنت کی ہے اور اپنے افعال اور عبادات اور مکاشفات

فما وجدہ غیر مونیون بعد من المیزانین وغیر ثابت بعد من الشاہدین لم یفتقر ہولہم لانتہ
اور دین کو نہ دیکھت کہ جس بات کو انھیں قرآن و حدیث و کم جہان پایا اور ان دونوں ظاہر و باطن میں کمالیت نہ دیکھا اور اسکا اعتبار نہیں کیا اور عجمی جانب التفات کیا
اللہ قال یوسفیان الدارانی سبما یقع فی قلبی لکن من کلمۃ القوم فلا اقبلہا الا بشاہدین عدلین
ابو یوسف الدارانی فرمایا کہ میرے دل میں اگر بات لکھیں اس قوم کے کلمات میں جو آتی ہیں لیکن میں انکو قبول نہیں کرتا تا وہ دو عینین کے حکم و عادل گواہوں
من الکتاب السنة وقال ابو سعید الخدری کل باطن یحالف الظاہ فهو باطل وقال ابو جعفر
یچھے قرآن و حدیث سے تصدیق نہ کر لیں اور ابوسعید خدری فرماتے ہیں جو باطن کو ظاہر کے خلاف ہو وہ باطل ہے اور ابو جعفر میرا قول ہے

الکثیر من لم یمن افصالہ و احوالہ ہمین اقل الکتاب السنة لہم خواطر ولا یفتقر
کہ جو شخص اپنے فاضل اور اقبال اور اعمال کو کتاب و سنت کی ترازو میں نہ دے اور اپنے خلوت قلبی نہ دیکھے اسکو
فی دیوان الرجال فقال یوسف بن عبد البسطامی لو نظرتم الی حال علی بن ابي طالب من الکلمات حتی ترجع
مردان خدا میں نہ شمار کرو اور ابو یوسف بطلحامی فرماتے ہیں کہ اگر تم ایسے شخص کو دیکھو کہ طرح طرح کی کتابیں دیکھتا ہو یا حدیثیں دیکھتا ہو یا احادیث دیکھتا ہو
فی السواء او شئ علی لہ فلا تغتزلو اہ حتی تنظروا کیف تنظروا نہ عند الامم النہی وحفظ
و باطن پر چلتا ہو تو تم ہرگز ان باتوں سے دھوکا نہ کھینچو تا دیکھو کہ یہ نہ دیکھو کہ وہ امر اور ہی اور

الحدیث و ہولہ احکام الشریعة وقال المجتہد البغدادی الطریق الی اللہ تعالیٰ بعد د انفاہ
حدیث کی نگہداشت اور احکام شریعت کی پابندی میں کیسا پایا جاتا ہو اور فرمایا مجتہد بغدادی نے کہ شریعت میں کوئی چیز نہیں ہے جو بغیر فلاح کے نفوس میں
الخلافت و کلہا مسدودۃ علی الخلق الا علی من اقتضی الامر الیہ وحکی انہ افتی بقتل الحلاج
اور وہ سب ظلم ہیں جو بین سوا اس شخص کے جو رسول اللہ کی پیروی کرے اور کتب میں کہ انھوں نے حکم کیا کہ قتل کا فتوہ صرف اس بات پر دیا تھا
لجل ما صدر عنہ من قولہ ان الحق فانظر لہا العاقل الطالب للحق ان ہذا لام الکلام مع
کہ اسے اپنا حق نہ تھا پس اسکا فتنہ ہر اسے حق معلوم نہ کرے تا مگر بزرگ باوجودیکہ

کن فہم عظماء مشہور بالطريقة و کبار اراء بالحق فہم قد تمسکوا بالشریعة ولم یفتوا لغویا
بزرگ و مشہور طریقہ و کبار اراء بالحق فہم قد تمسکوا بالشریعة ولم یفتوا لغویا
فی شئ اصلا فعلی هذا یجب علی لعبد المشتغل بالذکر ان یقصر بالشریعة فی جمیع اقوالہ
پس ای طرح پر بندہ ذکر افعال پر واجب ہوگا ہے صحیح اقوال اور افعال اور احوال میں شریعت کی پابندی کیا کرے
ولا فعالہ و احوالہ ولا یفتا لہ فی شئ اصلا لکن ینبغی ان یصلح المؤمن المؤمن الذکر و المؤمن الذکر
اور ہر کسی بات میں اس کے خلاف نہ کیا کرے لیکن یہ بھی جان لینا چاہیے کہ ذکر و تفرار باطنی و بیرونی ہر جہت و ہر دور و ہر دلی کے ساتھ ہوتا ہے
علی الدوام مع حضورہ القلب فاما الذکر مع ذہولہ لقلب فهو قلیل الحدوی لان الذکر کس
اور جو ذکر غفلت قلبی سے ہو وہ کم تر ہے

اولا و اخل اولہ بوجہ الانس والحب و اخرہ بوجہ الانس والحب و المطلوب ذلک الانس
اول و آخر ہوتا ہے اول انھیں انسانی رحمت انھی پیدا کرتا ہے اور آخر اسکا مقصد ہے محبت و انس کی خود بخود پیدا ہوتا ہے اور ایسی رحمت مقصود ہے
والحب لان الذکر فی ابتدا اہم ۛ کیونکہ متکلفا فی صفت قلبہ عن الوسواس الی ذکر اللہ تعالیٰ
اس لیے کہ فکر ابتدا میں تو اپنے دل کو بہ تکلف و وسوسوں سے پھیرتا ہے اور یاد الہی میں لگتا ہے

فان وفق للمداومة انش به وانقرض في قلبه حب المذکور، وصار مضطراً الى كثرة ذكره
 بمرکز کرم طوت کی توین ہوئی تو اس سے اس جہاں کو اور محبت انھی آئے دل میں بڑھ کر لپٹی ہو اور کثرت ذکر کر کے ایسا بے قرار رہتا ہے
 بحيث لا یصل عنه لان من احب شيئاً کثر ذکره ومن کثر ذکر شیء ولو تکلماً بقعه فی
 کثرت ذکر کے میر شین آتا اس لیے کہ جو شخص کسی چیز کو دوست رکھتا ہو تو اس کو بہت یاد کیا کرتا ہو اور کثرت ذکر کرے اور کثرت ذکر کرے
 قلبه به والحاصل ان اول الذکر یکون بالکلیت الی ان یشم الا انش بالمدح والحب الی
 تو اس کے دل میں ان کی محبت پیدا ہو جاتی ہو خلاصہ یہ کہ ان سے ذکر میں شغف ہوتا ہو آخر ان پر خدا سے انس و محبت ہو جاتی ہے

یمتدھ الصبر عنہ فی حب الی اللہ والتمس ثمراتہ اذا حصل الذکر الا انش بذکر اللہ تعالیٰ
 پھر انکی ایسے مہر حال ہو جاتا ہو جس کو ہر سبب سبب اور شر شر پر حجب و اگر یاد انکی سے انس ہو جاتا ہے

ینقطع عن غیر اللہ ویجک کمال فائز تہ بعد الموت لان یفارق ما سوی اللہ تعالیٰ عند الموت
 تو وہ غیر خدا سے الگ ہو جاتا ہو اور پورا لاکھ لاکھ مرتبے کے ہوتا ہو کیونکہ وہ ماسوی اللہ سے مرتبے پہنچا ہو جاتا ہے

ولا یبقى معه فی القبر اهل ولا مال وادما یبقى معہ ذکرا للہ تعالیٰ فان کان قد انش به
 اور قبر میں اس کے ساتھ داخل ہوتا ہو نہ مال نہ آدمی نہ جانور اس کے ساتھ رہتا ہے پس اگر وہ اس سے مانوس ہے

یتمتع بہ وتبذل بذل انقطاع العوائق الصارفة عنہ لان من ورات الحاجات کانت تصدق عن
 تو فائدہ اٹھائے گا اور وہ پاؤں ان شغلات کو چھوڑ جائے گا جو اس کو باندھتے تھے کیونکہ ضروری دنیاوی حاجتیں اس کو اللہ کے ذکر سے رکھتی تھیں

ذکر اللہ تعالیٰ ولا یبقى بعد الموت عائق فکانہ خلی بینہ وبين محبوبہ وتخلص من
 اور بعد مرتے کے کوئی مانع باقی نہیں رہتا جس کو یا کہ اس کو اپنے محبوب سے تعلق نہ ہو گیا اور اس قید کو چھوٹ گیا

السجن الذی کان فیہ ممنوعاً عما به انشہ وبہذا لا یشبتل العبد بعد الموت الی ان
 جیسے پہلے پائے کے سے منسلک تھا اور بندہ اس کی عید موت کے سے مزہ لیتا رہتا ہے

یلاذ فی جوار اللہ تعالیٰ وبذل فی من الذکر الی اللہ اذ لا مقصود له بقوله لا اله الا اللہ سوی
 یہاں تک کہ اللہ کو پاس لایا جائے اور ذکر سے توڑ کر کے دیار جاتا ہو کیونکہ لا اله الا اللہ کے سوا کسی مقصود صوابی اللہ تعالیٰ کے اور کچھ نہ تھا

اللہ تعالیٰ اذ کل مقصود معبود وکل معبودان وبالملازمة علی ذکر لا اله الا اللہ یسکن فی
 اس لیے کہ ہر مقصود معبود ہو اور ہر معبود اللہ اور لا اله الا اللہ کے دائمی ذکر سے

جميع المعبودات الباطلة ولذا کل فضل علی سائر الاذکار والذکر المطلق فی بعض المواضع
 تمام مجھوتے معبود غلط ہوتے ہیں اسی لیے اس ذکر کو تمام ذکروں پر فضیلت ہو اور بعض مقاموں پر ذکر مطلق ہے

وفی بعضها مقید بالصدق والایخلاص کما روی عن ابن عباس انہ علیہ الصلوٰۃ والسلام
 اور بعض میں محدث اور اخلاص کی بھی شرط ہو جیسا کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہو کہ آنحضرت علیہ السلام نے

قال من قال لا اله الا اللہ خلص داخل الجنة ومعنی الاخلاص مسأداً علی الحال للمقتل
 فرمایا جس نے سب کے دل سے لا اله الا اللہ کہہ کر دیا جو خدا خلاص کے معنی یہ ہیں کہ دل خیال قول زبان سے سلاقی ہو

فمن قال لا اله الا اللہ بلسانہ ولم یسأداً حاله لمقاله لا یکون فیہ شیء من
 جس نے جو کوئی زبان سے لا اله الا اللہ کہہ کے اور دل میں نہ ہو تو اس ذکر میں اخلاص بالکل نہیں ہے

الاخلاص فیکون اھم فی مشیئة اللہ تعالیٰ ولا یؤمن فی حقہ الخضر المجلس لثانی
 اور اس کا انجام کار مشیت انکی ہو اور انکی حالت اور شے سے مانی نہیں دوسری مجلس

فی بیان فضیلة الذکر من کل اعمال الدینیہ اقسامہ قال رسول اللہ
 اس بیان میں ذکر انکی سادہ رنگ کا مومن کو بہتر ہے اور اس کے اقسام کا بیان فرمایا رسول خدا -

صلی اللہ علیہ وسلم لا انبکم جنین اھل الکھان کا ماخذ ملکہم و انفعہم فی دینہم
 و خیر لکم من اتفاق الذہب والورق و خیر لکم من ان تلقوا عدوکم و قضی و اعنا فہم
 اور تمہاری سزا اور چاندی کو ٹکٹے سے بھی بہتر ہے اور اس سے بھی بہتر جو کہ تم خدا کی راہ میں دشمنانِ ظالم کی گردنیں کاٹو
 و یضی و اعنا فہم قالوا لی یا رسول اللہ قال ذکر اللہ ہذا الحدیث من حسان المصابیح
 اور اپنی گردنیں کاٹو سب سے عرش کی بان حضور فرمائیں آپ نے فرمایا وہ ذکر الہی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث مصابیح کی حدیث میں سے ہے
 و فاہ ابوالدر و وہ و انما کان ذکر اللہ تعالیٰ من سائر العبادات ارفع و خیر من اتفاق الذہب
 اسکو ابو الدرداء نے روایت کی ہے اور ذکر الہی کا تمام عبادتوں سے برتر ہونا
 و الفضل و ملاقات العدو و المقاتلہ معہم لان سائر العبادات و سبیلۃ الی ذکر اللہ تعالیٰ
 اور دشمنانِ خدا کے ساتھ جہاد و مقابلہ کرنے سے بہتر ہونا اسوجہ سے جو کہ تمام عبادتیں صرف اس غرض ہیں کہ کیا ذکر الہی کی ذریعہ بنیں
 و ذکر اللہ تعالیٰ هو المطلوب الا علی و المقصود الا قصی الا انہ یفقسیم الی قسمین احدهما
 اور ذکر اللہ مقصود اصل ہے اور اعلیٰ مطلب ہے لیکن اسکی دو قسمیں ہیں ایک
 ذکر باللسان و الاخر ذکر بالجنان اما الذکر باللسان فهو ذکر ملفوظ باللسان مسموع بالاذان
 زبان کی ذکر اور دوسرے دل سے زبان کی ذکر خود الفاظ ہیں جو زبان سے کہے جاتے ہیں کاٹون سے کہے جاتے ہیں
 یحصل بالسمع و الصوت و اما الذکر بالجنان فهو غیر ملفوظ باللسان و لا مسموع بالاذان
 سمع اور آواز سے پیدا ہوتے ہیں اور دلی ذکر زبان سے کہا جاتا ہے اور نہ کاٹون سے شنائی و شہ ہے
 بل هو فکر و ملاحظۃ القلب و هو علی ما تبدل الذکر و لا یبعد ان یکون المراد بالذکر ہنا ہذا
 بلکہ وہ صرف فکر اور دلی فکر ہے اور ذکر کا یہی سب سے بڑا مرتبہ ہے اور جو شخص کہ اس مقام میں شائع کی مراد اس ذکر سے ہیں
 الذکر القلبی لئلا یزعم ان ہذا فی الفضیلۃ الزائدۃ علی بذل المال والنفس لہما
 ذکر قلبی فکری جو کیونکہ یہ وہ ہے جسکو جان و مال خرچ کرنے پر بھی فضیلت ہے اس لیے
 جاء فی الخیر تفہیم سائرہ خیر من عبادۃ سبعین سنتہ و هو لا یحصل الا بعبادۃ العبد
 حدیث میں آیا ہے کہ ایک گھڑی کا فکر ستر برس کی عبادت سے بہتر ہے اور یہ ذکر اسی وقت حاصل ہو سکتا ہے
 علی الذکر باللسان مع حضور بالقلب حتی یتقن الذکر فی قلبہ و یستولی علیہ بحیث یحتاج
 جبکہ حضور کی جو کڑائی کی عبادت کی جائے تاکہ ذکر اس کے دل میں بچ جائے اور اس پر ایسا غالب ہو جائے کہ غرض اللہ کی طرف متوجہ کرتے ہیں
 صریحاً فی غیرہ الی غیرہ الی تکلف حکما کان فی ابتداء شہ یحتاج فی قرارہ فیہ الی تکلف لکن حصولہ
 تکلف یہ جیسا کہ شروع میں دل کے اندر ذکر چاہئے میں تکلف ہوتا تھا لیکن اس بات کا دل میں حاصل ہوتا
 بہذ الوجه موقوف علی معرفۃ اللہ تعالیٰ لان من لا یعرف اللہ تعالیٰ کیف یمکن
 اللہ کی معرفت پر موقوف ہے کس لیے کہ جو شخص اللہ سے آشنا ہی نہیں
 ذکرہ بقلیہ و لسانہ و طریق معرفۃ اللہ تعالیٰ من و یحین احدہما طریق اھل النظر
 دل و زبان سے کیا ذکر کرے گا اور اللہ کے سمجھنے کے دو طریقے ہیں ایک تو اہل عقل
 و الاستدلال و ثانیہما طریق اھل الریاضۃ و الجاہدۃ فالسا لکون طریق اھل النظر
 اور استدلال کا طریقہ ہے اور دوسرا اہل ریاضت و جہاد کا طریقہ ہے بھرا الی نظر
 و الاستدلال ان التزوامۃ من ملل الانبیاء فہم التکلیف و لا فہم احکام المشاؤون
 و استدلال کہ مذہب انبیاء میں کسی مذہب کو لازم نہیں تو وہ تکلیفیں کہلا سکتے و رد حکم سے مشابہ ہیں

وهو قوم من الفلاسفة اختاروا طريقا وسطا وما له من البحث والبرهان ولم يكونوا
 اور یہ فلسفیوں کی ایک قوم جو جنھوں نے اسطو کا طریقہ اور اسی طرح بحث و دلیل و برہان قائم کرنا اختیار کیا جو اوسے لوگ
 من اهل الایمان والسالكون طريق اهل الیاضة والجماعة ان وافقوا فی ما یاضتہم
 ایمان نہ تھے اور ریاضت و مجاہدہ والے اگر موافق اچھل شریعت کے ریاضت
 وجماعہ تھیں بحکام الشریعة فھم الصوفیة للتشعرون ولا فھم الحكماء الاشراف وھم قوم
 و مجاہدہ کریں تودہ صوفی یا شریع ہیں روز حکما یا اشراف ہیں اور یہ فلسفیوں کا وہ قوم جو
 من الفلاسفة اختاروا طریق افلاطون وما له من الکشف والعیان ولم یتکلموا من اهل
 جس نے افلاطون کے انداز پر کشف اور حیان کا طریقہ اختیار کیا ہے اور نہ تھے وہ
 الایمان فعلی هذا یتکلمون لکل طریق طائفتان فیکون المؤمنون العارفون بالذات قسمین
 اہل ایمان سے ہیں اس بطور ہر طریق کے ذکر کردہ ہوئے سو مومن ہیں عارفان بالذات انہیں کہہ سکتے ہیں
 احدھما اهل الاستدلال والبرهان واثانہما اهل المشاهدة والعیان لان عن قانہم بہ تعالیٰ
 ایک دلیل و برہان والے اور دوسرے اہل مشاہدہ و حیان والے اس لیے کہ اہل حدیث و شریعت
 ان کان بالاستدلال بالذات العقلیة والنقلیة فھم من اهل العلم الظاہر والبرهان وان کان
 اگر عقلی و نقلی دلیلوں کے ذریعے سے تودہ علم ظاہر اور برہان والے ہیں اور اگر
 عن قانہم بہ تعالیٰ بالمشاهدة بعین البصیرة فھم من اهل العلم الباطن والعیان
 چشم بصیرت کے مشاہدہ سے جو تودہ علم باطن اور حیان والے ہیں
 وحاصل لطریق الاول الاستکمال بالبقیة النظریة والذاتی فی مابینہما وحصول لطریق الثاني
 اور طریق اول کا حاصل یہ کہ قوت فکر سے کمال حاصل کر کے اس کے مابین حقیقی و ظاہری اور دوسرے طریق کا خلاصہ یہ کہ
 الاستکمال بالبقیة العملیة والذاتی فی درجاتہا فھذا ھو الکلیۃ الحقیقیۃ التي تھتم من اولیاء اللہ
 کہ قوت عمل سے کمال حاصل کیا جائے اور اس کے خارج میں حقیقی کا جائے اور یہ وہ کرامت حقیقیہ جو جو دیکھا اور سنا گیا ہو تو ہے
 تعالیٰ اذا غایت الکرامۃ حصول الاستقامۃ والوصول الی کمالہا واللہ تعالیٰ لم یطوّل العباد الکیلۃ ممتلئ
 اس لیے کہ غایت کرامت یہ کہ مستقامت حاصل ہو اور کمال استقامت کو پہنچے اور اللہ تعالیٰ نے ہندہ کمال کو اس کو جو کمال میں نہیں
 ان یعیثہ علی ما یحبہ ویرضاه من التقویٰ والاستقامۃ واما الکلیۃ فھو اعم خارق للعادة فلا عین
 کہ اللہ تعالیٰ اور استقامت کو جس واسطہ پر چاہے کی توفیق بخشے جسکو وہ پسند کرتا ہو اور وہ کرامت جو غلات عادت اور ظاہر ہونے کے لئے نہیں ہے
 بہ عند الحقیقین من اولیاء اللہ تعالیٰ نظیرہ من الکفرۃ المذنبین وخیرھم من اهل الریاضۃ مع
 محققین اولیاء اللہ کے نزدیک وہ اصل قابل اعتبار نہیں جو کہو کہ یہ کرامت کفار اور دوسرے فاضل تو ہیں کہ کبھی ظاہر ہوتی ہے اور جو دیکھ
 فسأد العلی والا اعتقاد وسبب ذلک علی ما ذکرہ بعض المذنبین انہ تعالیٰ قد وضع اسبابا بارناطیہا
 کما علی وحیدہ ووقان فاسدہ سے ہیں اور اسکا سبب یہی کہ بعض باریک بینوں نے بیان کیا کہ اللہ تعالیٰ نے کچھ اسباب بنائے ہیں اور کچھ باریک
 مسبباً تھا و اجری عادتہ ان لا یختلف مسبب عن سببہ کا لا حقائق عن لذاتہ من جملة ذلک
 مترتب ہے ہیں اور عادت اس برقی مادہ کی جو کہ مسبب اپنے سبب سے جدا نہیں ہوتا جیسے جلا نا اگر سے اور اسکی قبیل سے
 الی یاضۃ فان تعالیٰ جعلہا سبباً للتصفیۃ القلوب وانا طہا بہا بحيث یوصل بہا الی کشف
 ریاضت جو کہ اسکو اللہ تعالیٰ نے صفات قلب کا ذریعہ بنایا جو اور اسکا اس سے ایسا علاقہ قائم کیا جو کہ اس کشف
 ونحوہ من الخلق ولا یلذذ ذلک علی رضائہ تعالیٰ بذلک السبب الذی ھو الی یاضۃ
 اور غلات عادت امور صادر ہو کر ہیں لیکن کشف وغیرہ اس ریاضت کی وجہ اور اللہ تعالیٰ کی رہنمائی پر دال ہیں

اذ من العلوم قطعاً ان الخوارق ليست مقتضی علی المعجزات والكرامة بل قد تكون استثناءً
 کثیر بہ ذات نفسی معلوم ہوا کہ خوارق کثرہ اور استثناء ہر قسم میں ہیں بلکہ بعض اوقات استثناء بھی ہوتا ہے
 ایضاً مقتضی صحت منہ خلل فی علم اعتقادہ علی حکم بكونہ استثناء احال ان الكرامة ظهوراً امر خارق
 پس جو وقت کہ یہ ایسے شخص سے صادر ہو جسکے علم اور عقیدہ میں خلل ہو اور انکو استثناء ہی کہیں سبلی کر دیتا تو اسکی کرامتیں کوئی کام
 للمعادہ علی بن عبد الصلح ظاہر صراحہ و ہذا القید الاخیر یعنی کہ الاستثناء اگر لایہ ظہور میں خارق
 غلات مادہ دیکھ کر بندہ کے ہاتھ سے ظاہر ہو سکی ہے نہ تبارکی ظاہر ہو اور اسکی آخری قید سے استثناء خارج ہو تاہم اسکی کرامتیں کوئی استثناء
 المعادہ علی بن الاثنیاء کالدجال فی دعون والجهلۃ الضالین فان الخوارق کما تقع من الانبياء
 ماتت بشفاعہ انہن ہوں جیسے کمال اور غرق اور کراہہ اور دھڑل اور دھڑل کو گراہنے والے جہلا اس لیے کہ خوارق جیسا کہ ہرگز گاروں سے ہوتے ہیں
 تقع من الانبياء کما یظہر من ذلك علی بن من کان تحت سیاستہ یجتمعون بسبب المیزان عبادتہ فی عبادتہ
 ویسے ہی افتخار سے ہی ہو تے ہیں پس ہر جگہ کہ ایسے شخص کے ہاتھ سے ہر طرح فریق فریق ہو تو یہ اسکی عبادت میں زیادہ جہد کی سبب کا ہوا
 وما یظہر من ذلك علی بن من لم یکن تحت سیاستہ یجتمعون بسبب الامن ید بعدہ ولا
 اور جبکہ کوئی ایسا بات اس شخص کے ہاتھ سے ہو جو تابع شرع نہیں ہو تو وہ سلی اور دوسری کام سبب ہوا ہے کہ اور
 بنال الشیطان یقر بہ حتی یخلفہ بقۃ الاسلام من عنقہ بالکمال والحدود والاحکام
 شیطان ہمیشہ اسکو قوت دیتا رہے گا بیان ملک کہ اسلام کی رسمی اسکی گردن سے لٹھوڑا اور حد و احکام
 والحلال والحرام ولہذا قال ابوہنید البسطامی لو ان رجلاً مضی علی الماء او یدرج فی الصواء فلا
 اور حلال و حرام سے انکار کر دے گا اسی لیے ابوہنیدہ بسطامی نے فرمایا کہ اگر کوئی شخص پانی پر چلتا ہو یا پانی پر تھیں یا تھیں مار کر بیٹھے تو
 تفتن وابہ حتی تنظر واکف تجدونہ فی الاموال والنعمی وصلاحۃ الشریعۃ وقبیل لہ فلا
 اسے شب میں دیکھا جاتا ہے کہ وہ دیکھ کر کہ وہ امر و نہی اور پابندی و شریعت میں کیسا ہے کسی نے ان سے کہا کہ خوارق شخص
 یس فی لیلۃ الی مکۃ فقال الشیطان ین فی لیلۃ من الشرق الی المغرب وهو فی لعنۃ اللہ تعالیٰ
 ایک رات میں مکہ کو سفر ہو کر جا رہا ہے آپ نے فرمایا کہ شیطان ایک خط میں مشرق سے مغرب پہنچ جاتا ہے حال انکو وہ ملعون ہے
 فعلی هذا کل من یظہر فیہ شی من الخوارق لا یحذف ان یظن ان من ان لیلۃ اللہ تعالیٰ لایہ کما
 اس بنا پر ہر شخص کہ جس سے کچھ بھی خوارق ظاہر ہوں اور یا اللہ میں سے سمجھ لیتا جا کر نہیں ہے کیونکہ جیسا
 یحذف ان یظن ان من ان لیلۃ اللہ تعالیٰ یحذف ان یظن ان من ان لیلۃ اللہ تعالیٰ لایہ کما
 ہٹا اور یا اللہ میں سے ہوتا ہے کچھ اور یا اللہ تعالیٰ ہی ہوتا ہے اس لیے کہ شاید وہ امر و نہی دیکھتا
 فیہ بمقتضی الباطن ان اراء الشیطان فان الشیطان یجعل للانسان الامور بخلاف ما ہو علیہ
 یا قریب ابلیس سے ہوا کہ کیونکہ شیطان بعض امور کو ایسا سمجھا دیتا ہے کہ وہ فی الواقع دیکھتا ہے جیسے ہوتا
 ویریدہ الاشیاء الباطلۃ فی صوغ الحق فمنہم من یاتبعہم بعض الاشخاص فتخاطبہم ویتقل لہم
 اور باطل پسندین جن کی صورت میں دکھتا ہے ہر نفس ایسے لوگوں کی جتنے پاس شیطان بصورت انسان آتا ہو اور اس طرح باتیں کرے کہ وہ انکو
 ویظنوا کلاماً عکساً وہا الجن والشیاطین وکانت اول من ظہر لہ من هؤلاء فی الاسلام
 فرشتہ آسمانی سمجھتے ہیں حال انکو وہ ہم اور شیطان میں ہوتے ہیں اور اسلام میں سب سے پہلے ایسا شخص
 المختار ابن ابی عبد اللہ الثقفی الذی اخبر بہ الذی علیہ الصلوۃ والسلام فی الحدیث الصحیح
 مختار ابن ابی عبد اللہ ثقفی ہوا جسکی خبر کثرت علیہ الصلوۃ والسلام نے حدیث صحیح میں دی ہے
 وقال سیکون فی تحقیق کن اب وقیل لابن عمر ۶۰ ابن عباس ان الخیر کسر یمن لہ یمن لہ
 اور اس طرح فرمایا کہ تحقیق میں ایک جو تبارک کسی نے حضرت عبداللہ بن عمر اور حضرت عباس سے کہا کہ تمنا کر کے خطبہ جگایا کہ مجھ پر حق تھا

عَلَيْهِ فَقَالَ لَاصِدًا قَالَهُ تَعَالَى إِنَّ الشَّيْطَانَ لَيُؤْخِرُكَ إِلَى الْوَيْلِ مِنْكَ وَلَكِنْ كُنْ مِنَ الصَّابِرِينَ ^{ابن سہرناہ دہ جہولہو اللہ تعالیٰ فرمایا کہ شیطان اپنے دوستوں کے دلوں میں ڈالتے ہیں کہ تے جھگڑا کریں دوسری جگہ فرمایا}

هَلْ أَتَيْتَ كُلَّ مَنْ تَنَادَى الشَّيْطَانُ تَنْبُلُ عَلَى كُلِّ أَتَاكَ أَكْثَرُ وَكَثِيرٌ مِمَّنْ يَنْسِبُ إِلَى الْإِسْلَامِ ^{کیا میں نہیں بتاؤں کہ شیطان کس پر اکثر سے کہہ چھوڑے گا کہ پر نادان ہو گئے ہیں درپیر سے دوسرے جو اہل اسلام}

فِي الظَّاهِرِ وَهُوَ بَيِّنٌ مِنْهُ فِي الْبَاطِنِ لَكُمْ لَهْ نَصِيبٌ مِنْ هَذِهِ الْأَحْوَالِ الشَّيْطَانِيَّةِ بِحَسَبِ ^{کھائے ہیں اور باطن کا اسلام سے خالی ہے اور کون شیطان حالات سے حصہ لے گا جس قدر}

مَوَالِيهِ لِلشَّيْطَانِ وَمَعَادَاتِهِ لِلْإِيمَانِ وَيُصِيبُ فِتْنَةً بَيْنَ الْإِيمَانِ وَالْإِسْلَامِ وَلِيُفْضِلَهُمْ وَأَنْ كَانُوا صَافِينَ ^{ان کو شیطان سے ربط اور رحمت سے عداوت ہو اور فتنہ کے لیے فتنہ ہو گئے ہیں اور ایسے مروجہ اپنے معاملہ میں}

فِي مَعَامِلَتِهِمْ وَكَانَ لَهُمْ عِبَادَةٌ وَاجْتِهَادٌ فِي الْعَمَلِ لَكُنْهُمْ نَقْلُهُ عَلَيْهِمْ بِحَقِّ الْإِيمَانِ ^{بچے ہوں اور عبادت اور جہاد ملی ہی کرتے ہیں لیکن جو کہ دیگر ایمان کی حقیقتوں کا نام ہے}

وَصَدَّقَ تَمَيُّنُهُمْ مَعَهُمْ أحوال الشَّيْطَانِ وَلَمْ يُولِ الْإِيمَانُ عَلَيْهِمْ أَلَمْ يَقْعُوا فِي شُبْكَةِ ^{اور سہ جالی اور رحمتی باتوں کی تیز سے جھوڑی اور کوشہ پر جا کر اور شیطان کے جال میں پھنس جاتے ہیں}

الشَّيْطَانِ وَيَدْعُونَ كُتُفًا قُضِيَ الْعَقْلُ وَالشَّرْعُ وَيَقُولُونَ قَدْ ثَبِتَ عِنْدَنَا فِي الْكُتُبِ مَا ^{اور ایسے کٹھن کا دعویٰ کرتے ہیں جو عقل اور شرع دونوں کے خلاف ہو اور کہتے ہیں کہ کٹھن کے ذریعہ وہاں معلوم ہوا ہے کہ}

يَتَأْتِي عَصَى الْعَقْلِ وَالشَّرْعِ وَمِنْهُ لَا يَتَعَدَوْنَ الْكُتُبَ لَكِنْ يَخْتَلِ الْإِيمَانُ أَشْيَاءَ يَتَّفِقُ وَجُودُهَا ^{جو ہم سب عقل اور شرع کے مخالف ہو وہ لوگ ہیں جو خدا کی باتوں سے ہٹتے لیکن انکو وجہ تزیین دکھائی جاتی ہیں جو خارج ہیں نادر الوجود ہیں}

فِي الْخَاسِرِ وَيُظَنُّ نَهَا مِنْ كَرَامَاتِ الصَّالِحِينَ وَلَا يَسْأَلُونَ عَنْهَا مِنْ تَلْيِيسٍ نَسَالِ الشَّيْطَانِ قَانِ ^{اور ان کو وہ صلیبی کرامت خیال کرتے ہیں اور یہ نہیں سمجھتے کہ وہ شیطانوں کے فریب میں بہے ملک}

كَثِيرًا مِنَ النَّاسِ يَظُنُّونَ أَنَّهُمْ مِنْ أَوْلِيَاءِ اللَّهِ تَعَالَى وَهُمْ لَيْسُوا مِنْ أَوْلِيَاءِ اللَّهِ تَعَالَى بَلْ هُمْ ^{بہت سے لوگ اپنے کو اولیاء اللہ سمجھتے ہیں حالانکہ وہ اولیاء اللہ نہیں بلکہ وہ}

مِنْ أَوْلِيَاءِ الشَّيْطَانِ قَانِ أَوْلِيَاءِ اللَّهِ تَعَالَى هُمُ الَّذِينَ وَصَفَهُمُ اللَّهُ تَعَالَى فِي كِتَابِهِ وَقَالَ لَا كَرَامَ ^{شیطان کے دوست ہوتے ہیں اس لیے کہ اولیاء اللہ وہی ہیں جنہیں تعریف خداوند عالم نے قرآن شریف میں کی اور اولیاء اللہ جو کہ}

أَوْلِيَاءِ اللَّهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ الَّذِينَ آمَنُوا بِالْكِتَابِ الْأَوَّلِ قَالُوا آمَنُوا بِالْكِتَابِ الْأَوَّلِ ^{اللہ کے دوست ہیں نہ ڈر نہ غم نہ ہوا نہ وہ غم کھائیں گے جو ایمان لائے اور اللہ سے ڈرتے ہیں درہر آیت میں فرماتا ہے}

أُولَئِكَ هُمُ الْمُتَّقُونَ فَبَيْنَ سُبْحَانِ وَتَعَالَى فِي هَاتَيْنِ الْآيَتَيْنِ إِنْ أَوْلِيَاءَهُ هُمُ الْمُتَّقُونَ وَلَيْسَ ^{انکے دوست وہی لوگ ہیں جو اللہ سے ڈرتے ہیں ان دو آیتوں میں اللہ تعالیٰ نے ایمان کو انکے دوست وہی لوگ ہیں جو پرہیزگار ہیں اور}

لَهُمْ فِي الظَّاهِرِ مِنْ الْأَمْرِ مَا لَمْ يَكُنْ فِي الْإِيمَانِ وَنَبَاهٍ عَنِ النَّاسِ فَلَا يَتَمَيَّلُونَ بَلْبَاسٍ دُونَ لِبَاسٍ ^{ظاہر میں ساری چیزوں میں سے انکے لیے کوئی خاص چیز نہیں ہے جو کہ اور لوگوں سے نہ ہو نہ کوئی خاص لباس جس کو دوسرا لباس نہیں}

إِذَا كَانَ كُلُّ مَنْعٍ مِمَّا أَحْبَبَ يَجِدُونَهُ فِي جَمِيعِ أَسْوَاقِهِمْ إِذَا ذَلُّوا كَلِمَاتُ مَنْ أَهْلُ الْبَهْدَةِ ^{جبکہ وہ دن تو قسم کے لباس میں ہوں بلکہ نہ تو گھٹیا کسی کے سر قلم کے لوگوں میں پائے جاتے ہیں بشرطیکہ بدعتی}

مِنْ أَهْلِ الْفُجُورِ وَلَيْسَ مِنْ شَيْءٍ طَالُوْنَ أَنْ يَكُونُوا مَعَهُمْ مَا يَحْبِبُونَ لَا يَخْلُطُ وَلَا يَخْلُطُ وَلَا يَخْلُطُ ^{اور بدکاروں اور دلی کے لیے یہ شرط بھی نہیں ہے کہ وہ معصومہ کر غلطی نہ کرے نہ غفلت نہ اور کسی بدعتی نہیں ہے}

لَهُ أَنْ يَجْعَلَ عَلَى مَا يَلْقَى إِلَيْهِ فِي قَلْبِهِ وَلَا عَلَى مَا يَقَعُ لَهُ مِنْ أَمْرٍ أَوْ خَطْبَةٍ مِنْ الْحَبْلِ بَلْ جَبَّ عَلَيْهِ ^{کہ انکے دل میں جو فروع گذرے جو بات انکو بطور ایمان یا خطاب الہی کے معلوم ہے پر ہر دہا کرے بلکہ انکے پاس ہے}

ان یحسن من ذلک علی ما جاء به الذی علیہ الصلوٰۃ والسلام فان التقیہ یقبلہ وان خالف
 کہ اس قسم کی باتوں کو اس کے خلاف سے نہ لے کر اس سے مطابق ہوں تو کوئی چیز کہہ کر اور اگر کسی مخالف ہوں
 لا یقبلہ وان لم یعلم ان موافق ایضا خالف یتوقف فیہ والزام فی هذا الباب یغلطون کہ نہیں
 تو ہرگز نہ قبول کرے اور اگر وہ اختلاف کا چاند سے تو توقف کرے اور عام لوگ اس معاملہ میں بڑی غفلت کرتے ہیں
 ویظنون فی شخص انہ ولی ویعتقدون ان الولی یقبل منه کل ما یقول ویسئلو الیہ
 اور بعض اشخاص کو کہہ دیتے ہیں اور یہ اعتقاد کر لیتے ہیں کہ وہی جو کچھ کہے سب قبول کرے اور جو کچھ کرے
 فی کل ما یفعل وان خالف الکتاب والسنة ویوافقون ذلک الشخص فی الفنون ما بعث اللہ
 سب عینیک جو اگرچہ قرآن و حدیث کے خلاف ہو ہر لوگ اس شخص کے قول و کار کو مانتے ہیں اور اس کی مخالفت کرتے ہیں جس کے لئے اللہ نے
 بہ رسولہ الذی فی فرض علی جمیع الخلق تصدیقہ فیما اخبر و طاعته و جماعہ فیما فیہم مخالفتم
 اپنے رسول کو بیجا جلی خیر کو بھی جانتا اور ان کے احکام کو قبول کرنا تمام عالم پر فرض ہے پس ایسے لوگوں کو
 اللہ رسول و موافقہ ہم ذلک الشخص و الی البدیۃ والعصیان و اخیال الی الکفر الطغیان و یکونون
 پیغمبر کی مخالفت اور ان کے کلمے کی پیروی خط و قیامت اور ناز و ناری کا طرف سے پیچھے جاتی ہے اور آخر کار کفر اور سرکشی تک پہنچا دیتی ہے اور
 من الذین قال اللہ تعالیٰ فیہم و کرم یخص الظالم علی یدہ یقول لیکم فی انخذت منکم الرسول
 ان لوگوں پر جو ایمان کی نسبت خدا تعالیٰ نے ان کو افاض فرمایا اور میں نے ظالم پر ان کے حق کو کھانچ لیا اور ان کا کلمہ میں نے رسول کا طریقہ اختیار کر لیا ہوتا
 سخیلا لا یق لیکنی کما اتخذ فلا تخیلک ما قد اکتفی عن الذکر بعد ان خالف و کان العقیطن
 ہاں افسوس کاظم میں لاکھوں آدمی دوست نہ بناتا دیکھتے تھے کہ وہ کچھ بولتا دیکھتے تھے کہ وہ کچھ بولتا دیکھتے تھے اور وہاں
 لا یشان حد ولا بل کوئی دن مشابہت ان نصاریٰ الذین قال اللہ تعالیٰ فیہم انخذوا احکامہم
 آدمی کو دغا دینے والا ہو بلکہ وہ لوگ ان نصاریٰ کے مشابہت ہیں بلکہ ان میں سے جو ان کو افاض فرمایا اور ان کے احکام کو اپنے مالوں
 و زہنا نکم ان کا قرآن و حق اللہ قال عدی بن حاتم الذی علیہ الصلوٰۃ والسلام ما عبد و ہم
 اور وہ دینوں کو اپنا پر قرار دیا عدی بن حاتم نے بتایا کہ آپ علی رضی اللہ عنہ نے جو نصاریٰ کی کچھ باتیں کر لیں ان سے
 فقال الذی علیہ الصلوٰۃ والسلام اطاعوا من اطاع احدہما فاعلم یاذن بہ اللہ فقد عبدہ واتخذہ
 آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا انہی اطاعت کرے کسی کو اور جو خلاف حکم نہ اسے اطاعت کرے تو اسے کوئی اصل پیش کرے اور اس کو اپنا معبود
 رباً فاذا کل من خالف شیئاً مما جاء به الرسول مقدر فی ذلک لمن یظنون ولی الی الی لا یخالف
 بنایا پس اب جو شخص پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے احکام سے کچھ بھی خلاف کرے اور کسی دوسرے کو پیروی کرے یہ خیال کرے کہ وہ ولی جو اور ولی کا
 فی شیء مما یصدی اعنہ من الاقوال والافعال فهو ضال و عیال و لا فی ذلک انہم یرون قد یقع
 کوئی قول و فعل خلاف نہیں تو وہ گمراہ ہو اور ان لوگوں کی بڑی دلیل یہ کہ کعب بن زہر دیکھتے ہیں
 من شخص مکافئہ فی بعض الحارات و شیء من خوارق العادات مثل ان یطبخ فی لہواء و یشی
 کہ کسی شخص سے بعض حالات کا کشت ظاہر ہو یا کوئی امر غارق ظاہر ہو مثلاً یہاں میں آؤں گا ہے یا
 علی لہاء و یخین ہم یصل غائبہم او یاسق لہم او یخرج لک ویستدلون بکذا کلام علی و کایتہ
 بات پر چلتے ہیں یا غائب شخص کا حال بتا دیتے ہیں اور جو کسی دوسرے کا چاند دیتا ہے تو ایسی باتوں سے اس کو ولی قرار دیتے ہیں
 و یجوزون مخالفته مع ان تلك الامور و امثالها قد تجد فی شخص لا یطعم لیل طعنا الشرحیۃ
 اور اس کی مخالفت جائز نہیں ہے اور جو اس قسم کی باتیں بعض اوقات ایسے شخص میں بھی پائی جاتی ہیں جو بالکل شخص ہوتا ہے
 و لا یظن النطاق الذی ینبئہ وقد روی انہ علیہ السلام قال ان اللہ یظن فی حب النطاق و
 اور موافق دین و دوسرے سے پاک و صاف نہیں رہتا جو حال نہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ بڑی چیز کو پسند کرتا ہے جو اور

الذی ظہر فی زمن النبی صلی اللہ علیہ وسلم وظن بعض الصما بآئہ الذی جال وتوقف النبی
 جبریل خاضی الشریعہ علیہ وسلم کہ زانہ میں تھا ہر چہ تھا اور بعض صما نے اسکو دجال کہا کیاتھا اور انھیں بھی اس کے باب میں توقف نہ آیا تھا
 علیہ الصلوٰۃ والسلام فی امری حتی تبین لہ انہ لیس لدجال وانما ہون جنس لکھا و لکھا انکون
 بالآخر سیات کل شیء کہ وہ دو تہل تینیں ہر بلکہ کاہنوں میں سے ہر اور کاہنوں میں سے
 لاحد من قرین من الجن یخفی عن الغیبات ما یساق من السمع مع خلط الصدق بالکذاب
 کسی کا یا رہن ہوا ہر سو انکو گیب کی خبر میں ہر کسی سے مستحکم جھوٹ سچ مار کر بتا یا کرتا ہے
 ومنہم الاسودین العنسی الذی دعی لہ نبیۃ وکان لہ من الجن من یخبرہ ببعض الامور الغائبۃ فلما
 وہ لکھا ان میں سے اسود بن عنسی جو دعویٰ نبوت کیا تھا اور اسکو اس میں لکھا کہ میں اور غیب کی خبر میں دیا کرتا تھا پس جب
 قابله المسلمون لیتلوہ عما فی من الشیاطین ان یخبروہ بما یقولون فیہ حتی اعانت علیہ امری
 مسلمان اس کے قتل کے لیے مقابل ہو کر قضا میں سے یہ اندیشہ ہوا کہ کہیں اسکو اس ارادے آگاہ کر دیں چنانچہ تک کہ کچھ جو رکو
 حین تدین لہا کفر فقتلوہ ومنہم مسیلمہ الذی لہ من الجن من یخبرہ من بعض الجن من یخبرہ من
 جب اسکا کفر ثابت ہوا تو اسے مدد کی ایک کھوکھلی کیا لکھا کہ میں سے کتب ہر ایک سے کتب ہر ایک میں بتا جو ہر شیعہ حال بتا کرتا تھا
 الخفیات وبعینہ علی بعض الحاکمات منہم الحارث الذی خرج بالانتماء فی زمن عبدالمک
 اور بعض فرودان میں اسکی مدد کرتا تھا اور ایک حادثہ پیش ہوا جو عبدالمک بن مردان کے زمانہ میں ملک شام میں ظاہر ہوا تھا
 ابن مروان وادعی النبوة وکان شیطانہ یخرج رجلاً من القید ویمنہ السلام ان یغذ فیہ وکان
 اور نبوت کا دعویٰ کیا تھا اور اسکا بظہان اسکا پاؤں بظہر کچھ لکھ کر دیتا تھا اور کسی ہتھیار اس کے جسم پر آؤشیں ہونے دیتا تھا
 یری الناس فیخاسر کباً نافی الهواء ویقول ہا لملاکلہ وانما من الجن والشیاطین فلما امسک
 اور چند منھیں ہوا پس ہر کوئی کہہ کر کہنا تھا کہ بظہر میں اور درحقیقت وہ جن وشیاطین ہوتے تھے جب مسلمانوں نے اسکو پھرنی پھرنی کرنا دیکھا تو ایک
 المسلمون لیتلق طعنه رجل بالرمح ولم یغذ فیہ الرمح فقال لہ عبدالمک انک لو قسم اللہ تعالیٰ
 شخص نے پرچھی ماری لیکن ذرا بھی اڑ نہ ہوا تو عبدالمک نے کہا تم نے بسم اللہ لکھ کر تین مارا
 فسمی شیطانہ فطعنه فقتلہ ومن غیر مؤکد الذی کورین من یعمل شیطانہ عشیۃ عرفۃ الی
 پھر بسم اللہ کہ پرچھی چھو دی تو مارا الا ان لوگوں نے کہا ہر کافر ہر ایک شخص اور تھا جسکو اسکا شیطان شب عرفہ کو قاتل چوٹا دیتا تھا
 عرفات ولا یجوز فی النبی الذی امر اللہ ورسولہ بحیث لا یجزم عنہ لمیقات ولا یلی فیہا
 اور مع شرعی جسکا حکم خدا ورسول نے دیا ہو نہ ادا کرتا تھا کیونکہ نہ احرام اہم تھا نہ لیکھ کرتا
 ولا یقف لمذلفۃ ولا یطوف للکعبۃ ولا یسعی بین الصفا والمروة ولا یری الجمار بل یقف بشیۃ ثم
 اور نہ دلف میں ٹھہرتا نہ بیت اللہ کا طواف کرتا نہ اذان میں صفا وعرود دہتا نہ یری جمار کرتا بلکہ ٹھہرتا سا وقت کر کے
 یرجم من لیتہ وھو یصل لکمن یحضر الجمعة ویصل بلا وضوء ومنہم من یتغیب بالخلو سواء
 کسی رات کو داپس جاتا اسکی حالت ایسی تھی کہ جیسے کہ کسی شخص جمعہ میں حاضر ہو اور بلا وضوء نماز پڑھی اور بعض لوگ مخلوق سے فرار کرتے ہیں
 کان الخلق حیا ومیتاً او مسلماً او غیر مسلماً یتصور الشیطان بصورت و یقض حاجۃ
 خواہ وہ زندہ ہو خواہ مردہ مسلمان ہو یا کافر اور شیطان اس کی صورت ہر شکل ۲۲ ہے اور
 من یتغیب بہ فیظن انہ من المسلمین ان من استغاث بہ ولیس کما ظن بل انما ہو
 مستغیث کی ضرورت پوری کر دیتا ہے پس وہ مسلمان یا کافر کہے ہیں کہ یہ وہی جس سے فرار کی تھی حالانکہ کمان صحیح نہیں ہو کر وہ
 الشیطان واصلہ لما اثرک باللہ فان الشیطان یضل بنی آدم بحسب قریبۃ فانہ اذا اصابہم
 شیطان ہر گواہ کرتا ہر انکو حادثہ کا شرک بتاتا کہ اس پر کفر شیطان نہ تھا بلکہ بظہر آدم کو گواہ تاج میں شیطان بلکہ انسان کے متعدد میں مدد دیتا ہے

علیٰ عقابہم فہم یضییحوا ضیاع ما ینفعہم فان من کان مستحباً الی الاسلام اذا استغاث
 فزنی سے کئی حصہ زیادہ نقصان پہنچاتا ہے پھر جو شخص اسلام کی حجت منسوب ہو چکے وہ
 من یحسن بہ الظن من شیوخ المسلمین یعنی الیہ الشیطان فی صورۃ ذلک الشیطان فان الشیطان
 ایسے مانے ہوئے ہے کہ ہر اچھا عقائد پر فریاد کرتا ہے اور شیطان اسے پاس ہی شیخ کی صورت میں ۳۲ جو کیونکہ شیطان
 کثیراً ما یضییح علی صورۃ الصالحین ولا یقدر ان یتمثل بصورۃ رسول رب العالمین نشان ذلک
 اکثر اوقات صلحا کی صورت میں جاتا ہے اور یہ محال نہیں کہ کسی حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شکل میں سے پھر وہ
 الشیخ المستغاث بہ ان کان ممن لا علم لا یخبر الشیطان باقوال اخصابہ المستغنین بہ
 پھر جس سے فریاد کی تھی اگر کسی علم و تہذیب سے شیطان اسے فریاد کرنے والے متعین کا حال نہیں بیان کرتا
 وان کان ممن لا علم لہ یخبرہ باقوالہم وینقل الیہم کلامہ فیظن اولئک الجہلۃ ان الشیخ
 اور اگر علم ہو تا ہے مگر کوئی اقبال بیان نہ کر دیتا ہے اور اگر بیکراہ کلام سناتا ہے تو وہ جاہل سمجھتا ہے کہ فیض نے ہماری بات سنکر
 اصواتہم واحابہم معہا المسافۃ ولیس لذلک بل انما ہو بتوسط الشیطان وقدر وی من
 جواب دہ اور دیگر دیکھنا فاصلیت میں ایسا نہیں ہو سکتا کہ جواب دہ اسے شیطان کے ہے چنانچہ
 بعض المسافح الذین قد جری الیہم مثل ذلک بصورۃ المکاشفۃ والخاطیۃ انہ قد جری الی شیخ بران
 بعض مسافح سے جھگو یہ معاملہ مکاشفہ اور مخاطبہ کی صورت میں پیش آیا مروی ہے کہ جھگو کوئی چلتی ہوئی چھپر
 مثل الماء او النجۃ ویشعل فی فیہ ما یطلب فی من الاخبار فاخبر الناس بہ ویبذل الجہۃ یصل
 مثل پانی یا شیشہ کی طرح پانی اور جو بھی سے وہ لٹکتا ہے یا پانی میں وہ اچھیں متشقق ہو جاتا ہے یہیں میں لوگوں کو بتا دیتا ہوں اور اسی طرح
 ان کلام من یستغیث فی من اخصابی فاحدیہ فیصل الیہ جوابی وکثیر من ہذا الخوار یمیل
 فریاد کی بات ہم تک آتی ہے اور میں جو جواب دیتا ہوں وہ انکو پہنچ جاتا ہے اور اس قسم کے بہترے غوار
 لکن من الشیوخ الذین لا یعلمون الکتاب السنۃ ولا یعلمون بہما فان الشیطان
 اکثر ان مشائخ کو مائل ہو جاتے ہیں جو قرآن و حدیث کا نہ علم نہ تہذیب نہ تہذیب عمل کرتے ہیں کیونکہ شیطان
 کثیراً ما یلبس بالناس ویرہم الاشیاء الباطلۃ فی صبور الخلق فمن کان بصیراً الحقائق
 لوگوں کو بہاؤات ایسی ہی دکھاتا ہے کہ اگر نااہل چہیز میں دکھایا کرتا ہے تو شخص کہ ایمان کی حقیقتوں سے واقف ہے
 الایمان وخیراً فیہم الا سلام یعلمون من مکتب الشیطان ویستعبد باللہ تعالیٰ منہ
 اور کلام دینی کو آگاہی رکھتا ہے وہ جانتا ہے کہ یہ شیطان کا کمر ہے اور ایسی باتوں پر احواد باطلہ کتا ہے
 ومن لم یکن من اهل المعرفة والیقین یغتر بہ ویکیون من الہالکین واعظم ما یقوی بہ
 اور یہیں سوت اور یقین نہ ہو اور کلام کا جائز اور پاک ہو تا ہے اور اسے ہی چیز میں سے یہ خطا کی حالات اور بھی قوت پکڑتے ہیں
 الاحوال الشیطانیۃ سماع الغناء اذ هو سماع المذکرین الذین قال اللہ تعالیٰ فی حقہم وما کان
 وہ گانا گنا تھا جسے اس لیے کہ سماع ان مشرکین کا کام ہے جو یہ بین الاشرار تھے لہذا ہے اور
 صلوٰتہم عند الذبکین الکماؤ و تصدیقہ قال ابن عباس وغیرہ من السلف التصدیقۃ
 بیت اللہ کے پاس تالی اور سنی بجا نا ہی انکی عادی ہے ابن عباس اور سلف فرماتے ہیں کہ تصدیق
 التصدیق بالبدن والکماؤ الصغیر وکان هذا مما اتخذہ المشرکون عبادۃ فمن یؤثر سماع
 کے معنی تالی بجانے کے ہیں اور کماؤ کے معنی سنی کے ہیں اور اسی کو مشرکوں نے عبادت قرار دیا تھا کیوں کہ ان کا اعتقاد تھا کہ اگر
 الغناء فہذا من علامۃ کون من اولیاء الشیطان لا من اولیاء اللہ ان الذی یجمعہ النبی
 تو یہ شیطان کو دست ہونے کی علامت ہے جو من کے دست ہونے کی علامت نہیں ہے اس لیے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم

عليه السلام واجبا على استماع العباد لقلوبهم في حق الله تعالى
 الدين لم يجعل هذا اظرفا الى الله تعالى ولا يرد من القرب والطاعات بل صلا من
 المبدعة والمكرات حتى قال ابن مسعود الغداة جدت النفاق في القلب كما يبدت الماء البقاع
 كان من اهل المعرفة التي هي كمال الولاية يعرف ان للشيطان فيه نصيبا وافرا ومن كان من
 المعرفة بعد يكون فيه نصيب للشيطان اكثر فانه بمنزلة الخمر يوشى في النفوس اكثر من
 تاتين الخمر ولهذا اذا قوى سكر امله ينزل اليهم الشيطان ويكلمه على السنة بعضهم يحل
 بعضهم في الهوى ويطن الجبال ان هذا من كرامات الاولياء وليس كذلك بل انما هو من
 الاحوال الشيطانية وليد ذلك اذا قرئ هناك ما يطرح الشيطان مثل اية الكسوف وغيرها
 ينصرف عنه فيسقط كما جرى ذلك لغيا واحدا فان التوحيد يطرد الشيطان حتى يحل ان بعضهم
 حمل في الهوى فقال لا اله الا الله فسقط فلما كان الخوارق كثيرا ما ينقص بها درجة الرجل كان
 كثيرا من الصالحين يضر منها ويستغفر الله ويتوب اليه كما يستغفر من الذنوب ويتوب عنها
 وقد كان تفرض على بعضهم فيسأل زوالها والمشاهدة كلهم كانوا يتقون المريد بن السالكين
 غاية التنفير من الميل اليها فان السالك القاصد لرؤية الاشياء وحصول الخوارق واقع في شكة
 الشيطان فالانحراف له ان يخلص نفسه من الميل اليها اذا لاطل تحتها بل اذا وقعت له
 بلا طلب منه يخاف عليه لا يستدس احواله هذا اقل بعضه لكيلا يدخل سالك في بستان
 وقالت طيور اشجار ذلك البستان بالسنة فيصيبة السلام عليك يا ولي الله فان لم يتفطن
 انه مكره فقد سكر وانشيع هذا التنفير من المشاهدة عند ظنهم انها كليات فكيف اذا تغيرت

الی منازل الانبیاء هم المؤمنون من هذه الامة لان تصديق محمد بن رسول الله وقرینه من
است محمدی ہی کے
مؤمنین کو انبیاء کا درجہ ملے گا اس کی وجہ یہ ہے کہ تصدیق ان ہی سے کی ہوئی ہے ان کو ان کے

مضی قبلہم علم من هذا الايمان بالله الذي انصف به المؤمنون من هذه الامة فتركب من
جو پہلے گزرے اور یہاں سے یہی معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ ان کے

جزا این الاول الايمان بالله تعالى والثاني الايمان بمحمد بن رسول الله الذي انصف به المؤمنون من هذه الامة فتركب من
دو چیز سے مرکب ہے ایک تو اللہ کے ساتھ ایمان لانا دوسرے تمام انبیاء پر ایمان لانا اللہ تعالیٰ نے اس کا یہ مطلب ہے کہ

وجوده وقدمه وقوته واحدا متصفا بالقداسة والارادة والعلم والحيوة وسائر ما يليق به من
قبول کرے کہ وہ موجود ہے قدیم ہے ایک ہے قدرت اور ارادہ اور علم والا ہے اور زندہ ہے اور جو صفات اس کی شان کے مناسب ہیں

الصفات فان العلم بوجوده تعالى وان كان ثابتا في فطرته تعالى من مبدأ خلقهم بمقتضى قوله تعالى
اس سے کہ اللہ کے وجود کا علم کوئی بھی آدمی کی پہلی بات سے وقت سے اسکی طبیعت میں پایا جاسکے جیسے کہ

فطره الله الحي فطره لئلا يفسد عليه كنهه تعالى قد ارشدنا الى وجوده بالآيات منها قوله تعالى قد ارشدنا الى
فطر اللہ الہی فطرہ لئلا اسے کھنہ پر پڑے اور اسے کھنہ میں اسے جو کچھ دیکھ کر پڑے کہ اس میں سے ایک یہ کہ فرمایا ہے کہ

لكنهم لا يرونه الا بالبينات والبراهين والقرائن والاشهاد والبراهين والقرائن والاشهاد والبراهين والقرائن والاشهاد
آسمان و زمین کی بیدار شہادت اور اس کے احوالات دن کے احوالات میں نشانیاں ہیں ایک یہ کہ فرمایا ہے کہ دیکھو یہاں کی جگہ سے جو اس کو تم بتاتے ہو یا ہم

لكنهم لا يرونه الا بالبينات والبراهين والقرائن والاشهاد والبراهين والقرائن والاشهاد والبراهين والقرائن والاشهاد
لیکن انہ ان کو تو اللہ تعالیٰ کو ان کی آیتوں سے دیکھتے ہیں اور ان کی آیتوں سے دیکھتے ہیں اور ان کی آیتوں سے دیکھتے ہیں اور ان کی آیتوں سے دیکھتے ہیں

لكنهم لا يرونه الا بالبينات والبراهين والقرائن والاشهاد والبراهين والقرائن والاشهاد والبراهين والقرائن والاشهاد
لیکن انہ ان کو تو اللہ تعالیٰ کو ان کی آیتوں سے دیکھتے ہیں اور ان کی آیتوں سے دیکھتے ہیں اور ان کی آیتوں سے دیکھتے ہیں اور ان کی آیتوں سے دیکھتے ہیں

لكنهم لا يرونه الا بالبينات والبراهين والقرائن والاشهاد والبراهين والقرائن والاشهاد والبراهين والقرائن والاشهاد
لیکن انہ ان کو تو اللہ تعالیٰ کو ان کی آیتوں سے دیکھتے ہیں اور ان کی آیتوں سے دیکھتے ہیں اور ان کی آیتوں سے دیکھتے ہیں اور ان کی آیتوں سے دیکھتے ہیں

لكنهم لا يرونه الا بالبينات والبراهين والقرائن والاشهاد والبراهين والقرائن والاشهاد والبراهين والقرائن والاشهاد
لیکن انہ ان کو تو اللہ تعالیٰ کو ان کی آیتوں سے دیکھتے ہیں اور ان کی آیتوں سے دیکھتے ہیں اور ان کی آیتوں سے دیکھتے ہیں اور ان کی آیتوں سے دیکھتے ہیں

لكنهم لا يرونه الا بالبينات والبراهين والقرائن والاشهاد والبراهين والقرائن والاشهاد والبراهين والقرائن والاشهاد
لیکن انہ ان کو تو اللہ تعالیٰ کو ان کی آیتوں سے دیکھتے ہیں اور ان کی آیتوں سے دیکھتے ہیں اور ان کی آیتوں سے دیکھتے ہیں اور ان کی آیتوں سے دیکھتے ہیں

لكنهم لا يرونه الا بالبينات والبراهين والقرائن والاشهاد والبراهين والقرائن والاشهاد والبراهين والقرائن والاشهاد
لیکن انہ ان کو تو اللہ تعالیٰ کو ان کی آیتوں سے دیکھتے ہیں اور ان کی آیتوں سے دیکھتے ہیں اور ان کی آیتوں سے دیکھتے ہیں اور ان کی آیتوں سے دیکھتے ہیں

لكنهم لا يرونه الا بالبينات والبراهين والقرائن والاشهاد والبراهين والقرائن والاشهاد والبراهين والقرائن والاشهاد
لیکن انہ ان کو تو اللہ تعالیٰ کو ان کی آیتوں سے دیکھتے ہیں اور ان کی آیتوں سے دیکھتے ہیں اور ان کی آیتوں سے دیکھتے ہیں اور ان کی آیتوں سے دیکھتے ہیں

لكنهم لا يرونه الا بالبينات والبراهين والقرائن والاشهاد والبراهين والقرائن والاشهاد والبراهين والقرائن والاشهاد
لیکن انہ ان کو تو اللہ تعالیٰ کو ان کی آیتوں سے دیکھتے ہیں اور ان کی آیتوں سے دیکھتے ہیں اور ان کی آیتوں سے دیکھتے ہیں اور ان کی آیتوں سے دیکھتے ہیں

لكنهم لا يرونه الا بالبينات والبراهين والقرائن والاشهاد والبراهين والقرائن والاشهاد والبراهين والقرائن والاشهاد
لیکن انہ ان کو تو اللہ تعالیٰ کو ان کی آیتوں سے دیکھتے ہیں اور ان کی آیتوں سے دیکھتے ہیں اور ان کی آیتوں سے دیکھتے ہیں اور ان کی آیتوں سے دیکھتے ہیں

لكنهم لا يرونه الا بالبينات والبراهين والقرائن والاشهاد والبراهين والقرائن والاشهاد والبراهين والقرائن والاشهاد
لیکن انہ ان کو تو اللہ تعالیٰ کو ان کی آیتوں سے دیکھتے ہیں اور ان کی آیتوں سے دیکھتے ہیں اور ان کی آیتوں سے دیکھتے ہیں اور ان کی آیتوں سے دیکھتے ہیں

الاول لها اذ ما من حادثه على قولها لا وقبله حادث لا الى اول وعلى تقدير وجود حوادث لا اول لها
 جكي ابتدا نہیں ہے اس کے لئے کہ قول کے موافق ہر حادثہ کے پہلے ایک حادثہ ہوگا اور اس میں ہر سلسلہ میں ہر حادثہ ہر حادثہ پر جکی ابتدا نہیں
 یلزم ان کیوں بلکل کل حادثہ من حركات الافلاك وانتفاض الحبلونات وغیرہما حوادث عتیقہ لا اول
 قولہم انکار ہر حرکت نکلی اور ہر شخص میراثات وغیرہ میں سے پہلے حوادث مرتب ہوں کہیں ابتدا تو
 لها فما ينقص تلك الحوادث بغيرها لا تنتهي النوبة الى وجود الحادث الخاص لان الحركة اليومية
 پس جب تک وہ حوادث نہ گذر جائیں گے اس وقت تک حادثہ موجود کے وجود کی نوبت نہ آسکی اس لیے کہ حرکت بلا یہ
 وجودها مشروط بانقضاء ما قبلها وكذلك الحركة التي قبلها وجودها مشروط بمثل ذلك وهلم
 اس امر پر ہوتو ہر کس سے پہلے کی حرکت گذرے اور اسی طرح اس سے پہلے کی حرکت بھی اسی بات پر موقوف ہے اسی طرح ہر حرکت
 جرات انقضاء ما قبلها له محال بانه انك اذا لاحقت الحادث الخاص ثم انتقلت الى ما قبله
 اور اس میں ہر کام ہو جس کی ابتدا نہ ہو حال سے تفصیل اس کی یوں ہے کہ جب تو موجود حادثہ کو غور کرے پھر اس کے باجبل کی طرف متوجہ ہو
 ولا حظه وهلم جل على الترتيب لا يفضي الى نهاية حتى تجد طريقا الى وجود الحادث الخاص فيلزم ان
 اور دیکھے اور اسی طرح ہر بار تو غور کرتا جائے تو اسی مدد کو نہ ہو سکتا گا جہاں کوئی طریقہ ماضیہ ہوگا ہے اس لیے لازم آتا ہے کہ
 يكون وجود الحادث الخاص محال لكن وجود الحادث الخاص ثابت فيبطل جحج حوادث لا اول لها فاذا
 حادثہ ماضیہ کا وجود محال ہو لیکن حادثہ ماضیہ کا وجود ثوابت ہے اس لیے وجود حوادث غیر متناہی کا باطل ہے اور جب
 يبطل وجود حوادث لا اول لها يبطل كونها لا يخلو عن الحوادث القديمة ثابتا في الازل فاذا بطل كونه قديما
 وجود حوادث غیر متناہی کا باطل ہے تو ان اشیا کا قدیم وازلی ہونا بھی باطل ہے جو حادثہ سے خالی نہیں ہیں اور بے ان کا قدیم
 ثابتا في الازل يثبت كونه حادثا فاذا ثبت كونه حادثا ثبت كون العالم متجمعا اجزائه من السموات
 ازلی ہونا باطل ہے ثوابت ہوا کہ وہ حادثہ ہیں اور جب ثابت ہو کہ وہ حادثہ ہیں تو ثوابت ہونگا کہ عالم اپنے تمام اجزائی ارضی
 وما فيها من الارض وما عليها حادثا محتاجا الى عتقها من العدم الى الوجود وذلك المحتاج
 وسمادی کے ساتھ حادثہ ہے اور کسی ایسے پیدا کرنے والے کا محتاج ہے جو ان کو عدم سے وجود میں لائے اور ضرور ہو کہ وہ محدث
 يلزم ان يكون قديما واحدا متصفا بالقدرة والعلو والحيوة لان اوله يكن قدما بل كان
 پہلے پیدا کرنے والا قدیم واحد قہر صائب علم و ارادہ اور ہی ہو کس لیے کہ اگر قدیم نہ ہو بلکہ
 حادثا لكن محتاجا الى محدث فيلزم الدور والتسلسل الذي هو وجود حوادث لا اول لها وكلما
 حادثہ ہو تو وہ اپنے پیدا کرنے والے کا محتاج ہوگا پھر وہی دور و تسلسل لازم آئے گا یعنی حوادث غیر متناہی کا موجود ہونا اور یہ دونوں
 محال لان اوله يكن واحد ابل كان اكثر من واحد لوقه بينهما العدم المتقضي لعدم وجود العالم لعم
 محال ہیں اور اگر ایک نہ ہو بلکہ ایک سے زیادہ ہو تو اسی روک ٹوک واضح ہوگی جو عالم کا وجود نہ ہونے سے اور اگر
 يكن متصفا بالقدرة والارادة والعلو والحيوة لكان عاجزا عن ايجاد شيء من العالم لان اليجاد
 قہر و علم اور ہی نہ تو عالم کوئی چیز پیدا کر سکے گا اس لیے کہ ایجاد کسی شے کا
 اثر القدر وتاثير القدر في شيء من الاشياء يقتضي ارادة ذلك الشيء و ارادة ذلك الشيء يقتضي
 قدرت کا اثر ہے ہر ملے اور کسی شے میں قدرت اس وقت کام کرتی ہے جب ارادہ ہو اور ارادہ بغیر علم کے
 العلم لان المقصد الى ايجاد شيء مع عدم العلم به محال ولا تصانف هذه الصفات الثلاثة يقتضي
 ہر نہیں سکے کہ ہر کسی شے کے ایجاد کا ارادہ ہے جانے پر مجبے حال ہے اور یہ تینوں مقنی حیات کو مقنی ہیں
 الحيوية لكونها شروفا فعلها هذا يكون وجود العالم بلا وجود شيء من رتبة دليله لا طاعا على وجوده تع
 کی وجوہات آئے لیے ضروری ہے پس اس بات سے ثابت ہوا کہ عالم بلا اس کو ہر ہر درجہ کا وجود دلیل مقنی ہے کہ جناب باری موجود ہے

بالتقل عن الانبياء الذين ثبتت بقوة كل واحد منهم بالجموع القائمة مقام قوله تعالى من عبدني
 ان انبياءه من قبله انما كانت من جنس النبوة اي من جملہ سے جو ان کے مقام اس ارشاد خداوندی کے ہے کہ میرا بندہ
 في كل ما يبلغ عني سواء كان تبليغه بقوله او فعله او سكوت به لان المعية تصديق فعل من الله تعالى
 جو احكام میری طرف سے چنان کرتا ہے سب میں اگلی تبلیغ خواہ زبانی ہو خواہ عملی یا نحوہی اس لیے کہ مجوزہ اظہار کالی کی طرف سے
 الرسول لكونها فعلا من افعاله خاتمة العادة من الامانة صريح القول في نصديق رسول في دعوى
 رسول کے حق میں عملی تصدیق ہے کیونکہ مجوزہ اظہار کالی کی فعل خلاف عادت ہے نہ اس جو صریح اس قول کے مثل ہے کہ میرا دعویٰ رسالت میں کیا
 الرسالة فانه تعالى لما خلق من افعال العادة على يد عباده اياه الرسالة صامرا كانه قال صديق
 کیونکہ کسی بھی چیز کے دعویٰ نبوت کیا اور اظہار اس کے ائمہ مجوزہ دکھایا تو گویا اللہ نے یوں فرمادیا
 رسول في كل ما يبلغ عني سواء كان تبليغه بقوله او فعله او سكوت به قال العلماء مع مثل ذلك ان رسول
 میرا بندہ میری طرف سے جو کچھ کہتا ہو یا کہتا ہو وہ سب مجھ سے ہے چنانچہ رسالتی خواہ زبانی ہو خواہ عملی یا سکوت ہی اس کی مثال یوں دی ہے کہ مجھے کوئی شخص
 اذا قام في مجلس ملك بحضور جماعة وقال فاهول هذا الملك يعني ليكم ليكن او كن امن الشك لا يثبت
 بادشاہ کے دربار میں بیٹھ کر کہے کہ میں اس بادشاہ کا اپنی ہونے میں مجھے شک ہے اس مثال میں کلمہ عمل و سکوت کا یہ ہے
 فطلبوا منه المجبة فقال اي صديق فقال اي صديق في طلب من الملك ان يحالف عاقبة ويقوم من
 اس جماعت میں سے کسی کو یہ بحث طلب کی تو اس کو کہا کہ میری سچائی کی نشانی ہے کہ میں بادشاہ سے عرض کرتا ہوں کہ عاقبت عاقبتی بگڑے گی یا اچھے
 مقامه ويقعد ثلث مرات ففعل الملك لك بطلبه فلا يرب ان ذلك الفعل من الملك قاصم مقام
 اور چھ بار اسے بادشاہ نے اس کے سنے سے ایسا ہی کیا تو کچھ شک نہیں کہ بادشاہ کا یہ فعل
 قوله صديق هذا الرجل في كل ما يبلغ عني ومفيد للعلم بالضرورة بصديق لمن شاك
 ایسا ہے کہ گویا اس نے یہ کہہ کر کہ میں میری طرف سے جو کچھ بیان کرے وہ سچا ہے اب جس نے بادشاہ کا یہ فعل
 ذلك الفعل من الملك ولعن له بشاهد بل هو اليه خبره بالتواتر ولا شك ان هذا المثال مطابق
 اسکو تو ایسا ہی ہے جو کہ دلیل کی مطلق حاجت نہیں اور جس کو یقین دیکھا کہ میرا سکوت نیزہ تو میری اسکوئی ایسا ہی ہے جو کہ اس میں شک نہیں کہ یہ مثال
 لحال المرسل عليهم الصلوة والسلام في افادة معجزتهم العلم بالضرورة بصدق لمن شاكها ما ولمن
 بالمتغيرون علم الصلوة والسلام کے حال کے مطابق ہر ایک مجوزہ ہوگی ان لوگوں کو پوری تصدیق حاصل ہوتی ہے جنہوں نے مجوزہ اپنی آنکھوں سے دیکھا
 له بشاهد ما بل وصل اليه خبره بالتواتر اذا عرفت هذا فاعلم ان كل من امن بالله وصدق المرسلين
 یا یقین کرے کہ ہمت سے آدمیوں سے سنہا ہے کہ ہم یہ جان چکے تو یہاں درگاہ حضور اظہار ایمان اور رسولوں کی تصدیق
 اذا اراد ان يكون من اهل الغربة لا بد له ان يشتغل بالطاعات يخرج من السبكات لان الايمان وحده
 اگر یہ چاہتا ہے کہ اہل غریبہ میں داخل ہو تو اسکو ضرور ہر کلامت اگلی میں مشغول ہوا کرتا ہوں ہے چنانچہ اس لیے کہ صرف ایمان
 وان كان ينجيه من العذاب المؤبد لكن لا يفي به في الفوز بالدرجات بل لا بد له من خصال العمل
 اگر وہ اس کو دائمی عذاب سے نہایت دور کر لیکن حصول درجات کے لیے کافی نہیں بلکہ اس کے ساتھ نیک اعمال کی بھی ضرورت ہے
 الصلوة اليه كما يدل عليه آيات القرآن من جلته قوله تعالى وما اكلوا لک ولا اولادکم يا ايها النبی ثم یبککم
 چنانچہ آیات قرآنی کا بھی یہ مضمون ہے بھلا اس کے ایک آیت یہ ہے تمہارا رب اور اولاد اس پر نہیں انہیں کہ تمہارا رب تمہارے پاس دینا دین
 عندنا نأمر انهم آمن من وكل صابرا ولا یزیک لهم جزاء الضعفاء بما عملوا و هم في الغرقاة المؤمنون فلیتم
 لیکن جو کوئی ایمان لایا اور نیک عمل کیے گا وہ تو اب کا اور وہ جنت و جہنم میں نہ ملے گا ہرگز اس آیت سے معلوم ہوتا ہے
 الاية على ان العمل الصالح لم یکنه اقل لا على الله تعالى اشتغالا بطاعة فبقدر العبد الى الله تعالى واما الاموال
 کہ عمل نیک میں جو کچھ اظہار کی طرف توجہ اور اس کی طاعت میں مشغولی ہوتی ہے اس پر بندہ کو اثر نہ نزدیک کر دیتا ہے اور مال

علمو کان علی هذا الوجه یسمى یقیناً لان شرط اطلاق اسم یقین علی العلم عدم الشک فکل علم استثنی
 علم اس درجہ کا ہو اُس کو یقین کہتے ہیں کیونکہ کسی چیز کو یقینی کہنے کے لیے اس شرط ہے کہ بالکل شک باقی نہ ہو پس جس امر میں
 عنہ الشک فهو یقین سولو حصل بالاحص کا علم ہو جو کہ الاشیا بالمحسوسہ او بغیر نزقہ العقل کا علم
 فک جائز ہے وہ یقین ہے خواہ یہ یقین جس کے ذریعہ سے حاصل ہوا ہو مثلاً استنباط محسوسہ کا علم یا بذریعہ عقل کہ جو جیسے اس بات کا علم
 باستثالة حدث حادث بلا سبب و بالذات ان کا العلم ہو جو مکملہ او بالیقین کہ العلم یکتون المبطوحہ سہلاً
 کہ حادث ہر دن ہر وقت کے پائائیں جاسکتا یا تو اسے ثابت ہو مثلاً کہ خریف کے ہر دن کا علم یا تجزیہ سے مثلاً بطوریکہ کہ دست آور ہوئے کا علم
 اور یکدلیل کا العلم ہو جو شئی قدیم کہ اذا قبل لك هل فی الوجود شئی قدیم لا یکنك الحکم یہ بدعا
 یا دلیل ہے مثلاً ایک ذات قدیم کے موجود ہونے کا علم مثلاً ہم سے پوچھا جائے کہ آیا کوئی قدیم ذات موجود ہے تو فرما ہی اُس کا پتا نہ آسکتا ہے
 لان القدی یعلم یس محسوسات الشمس والقمر حتی یمكن الحکم بوجوبہ بالکشف لا یفہم یہ امثال کون
 کیونکہ قدیم کا کشف و استنباط کی طرح محسوس نہیں ہے کہ خورادیکر پتا نہ دیا جائے اور ایسا ہی ہے جیسے
 الواحد نصف الا فہمین حتی یمكن الحکم بوجوبہ بالکشف بل حق غریزۃ العقل ان یتوقف عن الحکم
 ایک کو دیکھ کر آدھا جانتے ہیں کہ سب سبہ بتا دیا جائے بل اس موقع پر عقل کا کام یہ ہے کہ اگر دوسرے
 یوجودہ بالذات من الناس من یحکم بوجوبہ بالسماع حکماً جزئاً ویستقر علی وہذا اعتقاد
 بہ امت کے کوئی بات نہ کرے اسے کہ جس لوگ کہتے ہیں یقین کرتے ہیں اور اسی پر ہم جانتے ہیں اور اسی کا نام اعتقاد ہے
 وهو حال حمید العوام ومن الناس من یحکم بوجوبہ بالذہان مثل ان یقول لولم یکن فی الوجود
 اور سارے عوام کا حال یہی ہے اور بعض لوگ دلیل و برہان سے اُس کے وجود کا یقین کرتے ہیں مثلاً یہ کہنے لگے ان کے اگر موجودات ہیں
 قد یبرہن کانت الموجودات کما حادثۃ لکان حدوثها بلا سبب وهو حال والموردی والمحال
 کوئی ذات قدیم نہ ہوئی اور اصل موجودات حادث ہوتے تو وہ سب بلا سبب ہونا اور یہ بات محال ہے اور جس بات سے محال لازم آتا ہے
 محال بیانہ ان الحدوث لا یتصور بوجوبہ بنفسہ بل یحتاج فی وجودہ الی غیرہ وهو ظاہر کہ لا یتصور
 وہ بھی محال ہوتی ہے اسکی تفصیل یہ ہے کہ بات محال میں نہیں آتی کہ حادث ہو دیکر وہ پیدا ہو جائے اور جو دین پر کا مصلح ہے تو نہ ہری ہے اسکی بھی تحقیق نہیں
 ایجاد لا یفہم لانہ فرع وجودہ فلا یخصر الوجود فی الحدوث بل یزعم ان لا یوجد شئی من الموجودات اصلاً
 کہ ایک حادث سے وہ سر پیدا ہو اس لیے کہ اُس کے وجود کی فرع ہے کہ اگر جو حادث ہی میں نہ ہو جائے کہ لازم آئے کہ موجودات اصلاً موجود نہ ہوں
 فبالضرورۃ بل یزعم ان یحکم العقل بوجوبہ قدیم موصوف بالقدرة والادۃ والعلو والحدیث حتی
 پس بزعم لازم آیا کہ عقل ایک شے کو وجود کا حکم کرے جو قدیم ہو اور صاحب قدرت و ارادہ ہو اور ذی علم اور جات ہو
 یتاقی منہ احدات الحدوث کما کانہ لولم یکن فیہ تلك الصفات لکان عاجزاً عن ایجاد شئی من
 مگر کام نہ ہوتا تھا کہ اصاف میں کہوں کہ اگر اس میں وہ صفات نہ ہوں تو کائنات میں سے ایک شے بھی نہ پیدا کر سکے گا
 الکائنات لان ایجاد اثر القدرۃ وتاثر القدرۃ فی شئی من الاشیا یتوقف علی ارادۃ ذلك
 اس لیے کہ ایجاد قدرت کا اثر ہے اور قدرت اپنا اثر نہیں کر سکتی تا دیکھو اُس کا ارادہ نہ ہو
 الشئی و ارادۃ ذلك الشئی یتوقف علی لعلوہ لان القصد الی ایجاد شئی من غیر العلم بہ حال
 اور کسی شے کا ارادہ اُس کے علم پر متوقف ہے کیونکہ یہ محال ہے کہ جس چیز کے پیدا کرنے کا قصد کیا جائے وہ معلوم نہ ہو
 ولا تضار فی ہذا الصفات الثلاث یتوقف علی حیوۃ لکن نہا شرط انہا فعلی هذا لیکون شیء العالم من
 اور کوئی شخص بدون جات کے ان تین صفات کو موصوف نہیں ہو سکتا کیونکہ ان سب میں حیات شرط ہے پس اس بیان کے موافق تمام عالم کا وجود
 السفرات وما فیہا من الارض ومن علیہا دلیلاً قطعاً علی وجود شئی قدیم موصوف ہذا الصفات
 اور جو کہ اُس میں ہے اور زمین اور جو اُس پر ہے دلیل قطعی ہے کہ ذات قدیم جس میں یہ چاروں صفات ہوں باقی نہیں موجود ہے

لا یدر وهو الله سبحانه تعالی فذلک کان بعض اهل البقین یقولون استدل لان لا شر علی الحق صراً بقا
 اور وہ ذات حضرت حق سبحانی ہے اور اسی وجہ سے بعض اہل بقین انہ سے ٹوٹ کر استدلال کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ ہم نے
 شیئاً الا اننا لله بعد فان کل ذمۃ من ذلت العالم لکونها حادۃ مقطرۃ الی من بعد فذلک انزال
 جب کسی چیز کو دیکھا ہے تو اس کے بعد اٹھ کر دیکھا اس لیے کہ عالم کا ہر جزوہ جو اپنے حدود اور محدث کے خارج ہونے کے پیش
 منطق کلام لا حروفیہ ولا صوت ان لہا موجد قدیم واحد متصف بالقدن والامرادۃ والعلوم والحویۃ
 زبان حال سے یہ کہ جس میں صرف پر آواز گنا ہے کہ ہمارا ایک موجد ہے جو قدیم اور گنا اور صاحب قدرت و ارادہ اور علیم اور ہی ہے
 و سائر ما یلیق بہ من الصفات یسمی کلامہا السامعون ولا یسمی الذین ہم عن السمع معزولون
 اور ہر صفات اس کے خیاں شان ہیں اس پر وہ کی باتیں سننے والے تھے ہیں اور وہ لوگ نہیں سن سکتے جن کی سماعت بیکار ہے
 والمواد من السمع الباطن الذی یسمی کلامہ لیس بحرف ولا صوت ولا عربی ولا اجمعی السمع انما
 اور سمع سے مراد اس بات ہے جس کے ذریعہ وہ باتیں سن سکتے مانی ہیں جن میں صرف پر آواز نہ صرف زبان پر نہی سماعت ہر چیز
 الذی لا یسمی بالاصوات و تشابہ لا فی الہما ولا فی الانسان اذ لا قد لا یسمی تشابہ فیہ الہما انما لانیان
 جس سے سوائے آواز کے کچھ نہیں معلوم ہوتا اور جس میں ہمارا اور انسان بھی شریک ہیں اس لیے کہ اس چیز کی ہر چیز میں ہمارا انسان کی شریک
 والحاصل ان العقل لا یعرف من صفاتہ تعالی الا ما بدیل علیہ افعالہ وامام لا بدیل علیہ افعالہ
 اور حاصل یہ ہے کہ عقل صفات الہی میں سے وہ باتیں دریافت کر سکتی ہے جن پر افعال کی ذلات کرے ہوں اور جن صفات پر اس کا افعال دلائل نہیں کرے
 کا لسمع والبصر والکلام فیستدل علی ثبوتہا لہ تعالی تاراً وباللعل وتاسراً وباللعل اما وجہ
 شناس و دہر و کلام ان کے ثبوت کے لیے بھی عقل سے اور بھی عقل سے استدلال کیا جاتا ہے
 الاستدلال علی ثبوتہا لہ تعالی باللعل فہو ان صفات کمال واضلا دہا صفات نقصان وانما
 ان کے ثبوت کی دلیل عقلی ہے جو کہ یہ صفات کمال ہیں اور ان کے اعداد نقصان کی صفات ہیں اور اشر
 تعالی بصفات الکمال وعدم انتفاء فیہ صفات النقصان ولجب فوجب انتفاءہ تعالی بثلک الصفات
 تعالی کا صفات کمال سے موصوف ہونا اور صفات نقصان سے بری ہونا واجب ہے پس فرد ہوا کہ اہل ان صفات سے موصوف ہو
 واما وجہ الاستدلال علی ثبوتہا لہ تعالی بالانقل فہو ان الشرک قد صرح بثبوتہا لہ تعالی فوجب
 اور عقلی دلیل ان کے ثبوت پر یہ ہے کہ شرکیت سے اس امر کی تصریح کر دی ہے کہ صفات مذکورہ اشرک کے لیے ثابت ہیں اس لیے ان کو
 القطع بثبوتہا لہ تعالی ودلیل النقل فی ہذا المسألتہ اولی من دلیل العقل لان ثلاث الصفات
 ثابت مانا واجب ہے اور اس مسئلہ میں عقلی دلیل نقلی دلیل سے بہتر ہے کیونکہ ان صفات پر
 لا شرک علیہا افعالہ تعالی حتی یستدل بها علی ثبوتہا لہ تعالی وذاتہ لکن معلوما للشرح حتی
 افعال خداوندی موصوف نہیں ہیں اس لیے ان کے ثبوت پر استدلال ہو سکے اور اشرک کو کسی نے دیکھا نہیں جس سے
 یعلم انہا فی حقہ تعالی کمال بحسب انتفاءہا بحیث لو لم یصف بها یلزم ان یتصف باضدادہا
 یہ معلوم ہو کہ یہ صفات اس کے حق میں صفات کمال ہیں اگر ان سے موصوف نہ ہو گا تو ان کے اضداد سے موصوف ہو گا
 واذکر من کونہا کمالاً انہا ہو باضافۃ الیہا ولا یلزم من کون الشئ بالاضافۃ الیہا کمالاً ان یکون
 اور ان کا کمال ہونا ہمارے اعتبار سے ہے اور یہ مورد نہیں کہ ہمارے لیے جو صفات کمال ہوں
 فی حقہ تعالی کمال الا ان لا یزنی ان الذی لا لہم مع کونہما باضافۃ الیہا کمالاً متعین علی اللہ تعالی
 وہ اللہ کے لیے بھی صفات کمال ہوں نہیں معلوم نہیں کہ وہ اور وہاں کا افعال ہوا جو کہ ہمارے لیے صفات کمال ہیں لیکن استدلال ان کی نسبت کو ممتنع ہے
 لکن ہما من عواض الاجسام فعلی ہذا یلزم فی اثبات ثلاث الصفات لہ تعالی التمسک بقول
 کیونکہ یہ اجسام کے صفات ہیں پس اہل بیان کے دوسے فرد ہوا کہ ان صفات کے ثبوت کے لیے رسول اللہ کے

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم باطنی القاصۃ مقام قولہ تعالیٰ صدق حدیثی فی کل ما یسلط علی
کلام سے وہاں کی حالت جس کی رسالت پر سے ثابت ہوگی جو خداوند عالم کے اس قول کا مقام ہے کہ میرا بندہ جو احکام میری طرف سے ظاہر
سواء کان تبلیغہ بقولہ وفعلاً او سکوتہ لان المعینۃ تصدیق فعلی من اللہ تعالیٰ لرسولہ
خواہ زبانی یا عمل یا سکوت سب صحیحین اس لیے کہ مجزہ اشرفی طرف سے رسول کے لیے تصدیق عملی ہے
لکنہا فعلاً من افعاله تعالیٰ خاتراً للعادة منذ لا منذ التصدیق القول فی تصدیق رسولہ وفعلاً
اس لیے کہ مجزہ چون کہ خدا سے قالی کا خلاف عادت ایک فعل ہے اس لیے رسالت رسول کی صریح تصدیق کے قائم مقام ہے
الرسالة فانه تعالیٰ لما خلق امر الخلق للعادة علی بیہ رسولہ عند ادعائه الرسالة صامراً کانہ
کیونکہ اشرفی حالت جب ایک امر خارجی عادت دوجہی رسالت کے زمانہ میں رسول کے اس پر ظاہر کیا تو گو یا اس نے
قال صدق رسولی فی کل ما یبلغ عنی سواء کان تبلیغہ بقولہ او فعلاً او سکوتہ قال العلماء مثلاً
اس کے معنی میں یہ زمانہ کہ میرا رسول مجھ سے اور جو احکام میری جانب سے بیان کرنا جو سب سے پہلے خداوند تعالیٰ نے ظاہر فرمایا اس کے ساتھ اس کی کتاب
ذلك ان رسولاً اذا قام فی مجلس ملک یحضر حاکمہ وقال ان رسول هذا ملک بعثنی الیکم بكذا
یونانی ہے کہ کئی شخص بادشاہ کے دربار میں ایک مجلس کو خطاب کر کہ یونانی کے کو میں بادشاہ کا بی بی ہوں جس نے مجھ کو تمھارے پاس سلطان ظان مکم
وکن من التکلیف فطلب احدہ حجة تدل علی صدقہ فقال لایہ صدق فی انی اطلب من الملک
در مذکور ہے اس پر انہوں نے اس سے ثبوت دیا اس نے کہا کہ میری سہائی کی نشانی یہ ہو کہ میں بادشاہ سے دھواست کر ہوں
ان یخالف عادتہ ویقوم من مقامہ ویبعد ثلث مرات ففعل الملک ذلک بطلیہ فلا ریب ان
کہ وہ اپنی عادت کے خلاف تین مرتبہ اپنی جگہ سے کھڑا ہوا اور چلے جائے چنانچہ بادشاہ نے اس کی درخواست کے مطابق ویسا ہی کیا پس فرمایا
ذلك الفعل من الملک قائم مقام قولہ صدق هذا الرجل فی کل ما یبلغ عنی ومفید للعلم
بادشاہ کا یہ فعل ویسا ہی ہے کہ گو یا اس نے یہ کہہ دیا کہ یہ شخص میری طرف سے جو کہہ سکے وہ سچ ہے
الفی وردی بصدقہ لمن شاهد ذلك الفعل من الملک ولین لم یضاهہ بل وصل الیہ خبرہ بالتواتر
بادشاہ کے اس فعل سے ہر شخص کو اس کا یقین ہو جائے گا جس بادشاہ کو ایسا کہہ سے خود دیکھا ہو یا وہ تین مرتبہ دیکھا ہو کہ اس نے اس کو قائل کر دیا
ولا مثلاً ان هذا المثال موافق لحال الرسول فی افادۃ معنیہ العلم الفی صری بصدقہ لمن
اس میں شک نہیں کہ یہ مثال مجزہ سے قطعی یقین پیدا ہو جائے کہ ہر سچے رسول کے حال کے پورے مطابق ہے جس نے
شاهدہا ولین لم یضاهہ بل وصل الیہ خبرہ بالتواتر والمعنی ان فی البیقین ان لا یلتفت الی عدم
مجزہ دیکھا ہو یا تین مرتبہ دیکھا ہو مگر اس کو تواتر خبر پہنچی ہو اور یقین کے دوسرے معنی میں جن کو شک نہ ہو سکے گا خیال نہ کریں
التمثال الی استیلاء وغلبتہ علی القلب بحیث یصدیہ والمعنی فیہ بالضم فیض والمنع و علی
بلکہ یقین کا غلبہ اس کے قلب پر اس قدر ہو کہ دل پر کسی کام کے کرنے نہ کرے تین اسی کا قابو ہو اور
هذا المعنی یوصف البیقین بالقوة والضعف حتی یقال لمن لا یستعد للموت فلان ضعیف البیقین
اسی معنی کے لحاظ سے یقین قوی اور ضعیف ہو سکتا ہے مثلاً جو شخص موت کے سامان میں غفلت کرتا ہو تو کہے ہیں فلان کو موت کا یقین
بالموت معدوم شکہ فیہ اذ لا ریب فی کون الناس سواء فی القبط بالموت وعدم الشک فیہ
کہ سب باوجود موت کے یقین میں اس کو شک نہیں ہوتا اس لیے کہ موت کا یقین سب کو برابر ہے اور کسی کو شک نہیں
لکن فیہم من لا یلتفت الیہ ولا یستعد لکونہ لایوم من بہ ومنہم من یستولی خوفاً علی قلبہ
لیکن انہوں میں سے کئی کہ نہ بدوائیں کرتے اور نہ اس کا کہہ سامان کرے ان کو یا آسما ایمان ہی نہیں اور نہ جیسے وہاں جن پر موت کا خوف ایسا قائم ہے کہ
ویستغفرہ بالاستعداد اولہ ولا یغادر فیہ متسعاً لفریہ حکماً ووشان من ینفان عن الذار ورجو
کہ وہ اپنی ساری توجہ اس کی تباہی میں صرف کر دیتے ہیں اور اس کی تھر میں ایسے غرق ہو جاتے ہیں کہ دوسری چیز کی گنجائش نہیں رہتی دوزخ و جہنم والوں اور

فی نفسه عند سعيه فلا مولد نيا فی دفع ما يفيق وجلا ينفعه هي تأله من الاعمال باو افر من جهة
 جب کہ دنیاوی امور میں کسی کام کے بغیر تو کسی کام سے کیا جائے وہ مطلب نیست میں کسی کوشش کو یا شرم کو وہ کام کرنے کی طرف سے جو اس کی رضا نہ ہو اس کو مانع ہون
المجلس الخامس فی لزوم الايمان بما جاءه النبي صلى الله عليه وسلم لا يجوزنا الخلفه
 پھر میں اس بیان میں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر احکام لائے ہیں آپ پر ایمان لانا ضروری ہے اور اس میں سے مخالفت جائز نہیں
 فيه قال رسول الله صلى الله عليه وسلم والذى نفس محمد بيده لا يسمع من احد من هذا
 آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قسم ہے جس ذات کی جس کے ہاتھ میں محمد بن محمد ہے کہ اس سے
 الامة يهودى ولا نصرانى ثم يموت ولم يؤمن با ما ارسلت به الا انا من اصحابي لناد
 امت میں سے جس شخص نے خواہ وہ یہودی یا نصرانی ہو میری نبوت کو سنتا اور میری شریعت پر ایمان لائے بغیر میرا کہ تو وہ یقیناً دوری ہے
 هذا الحديث من صحاح المصنفين واه ابوهريرة وليس لما روي في كلامه من انه الاحابة بين ليل
 یہ حدیث صحیح کی کچھ حدیث میں سے ہے اور حضرت ابو ہریرہ اس کے راوی ہیں اس مقام پر امت سے مراد امت اجابت نہیں ہر کیوں کہ
 كون اليهودى والنصارى من كوا فيه بل المراد به ال عقول فعل هذا يدخل فيه جميع اهل الملل
 یہودی و نصاریٰ کا بھی اس میں ذکر ہے بلکہ اس سے امت و ممت مراد ہے اسی صورت میں اس میں تمام اہل مذہب داخل ہیں مثال میں
 الباطلة وتخصيص اليهود والنصراني الى ذلك يعلم انهما مع كلهما اهل كتاب وصاحب شريعة
 اور یہودی و نصاریٰ کی تخصیص بیان اس میں ہے کہ دونوں میں باوجود اہل کتاب و صاحب شریعت ہونے کے
 اذا كانوا من اهل الكتاب لم يتركوا الايمان بما جاء به النبي عليه الصلوة والسلام فغيرها ممن لم يكن له كتاب
 جب کہ شریعت اسلام پر ایمان لائے نہ ہوں تو اور کسی جو نہ صاحب کتاب ہیں
 ولا شريعة اولى بذلك فكان عليه الصلوة والسلام قال اقسام بالله اني نفسي بقتل من
 نہ کوئی شریعت رکھنے میں بطریق اولیٰ و دوزخ میں نہیں گیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قسم ہے اس ذات کی جس کو قدرت ہے میری جان
 ان كل من يسمع بنبوتي ولا يؤمن بما جئت به من عند الله تعالى حتى يموت ليكون من اهل النار
 کہ جو شخص میری نبوت کو سمجھے مگر اسے نہ وقت تک میری شریعت پر ایمان نہ لائے گا تو وہ دوزخی ہو
 ويعلم منه ان الايمان وان كان في اللغة معناه التصديق مطلقا لكنه في الشريعة تصديق الرسول
 اور اسی سے معلوم ہوتا ہے کہ ایمان اگرچہ اردو سے لغت مطلق تصدیق کا نام ہے لیکن شریعت میں اس احکام کی تفسیر تو ایسی ہے
 في كل ما علوه صلى الله عليه وسلم ان جاء به من عند الله واشتكر كونه من دينه عليه الصلوة والسلام بحيث
 جو حالت صاف ثابت ہو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سے لائے ہیں اور ان کا ہونا نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ہونا مشہور ہو جائے
 يعلم كل احد من غير افتقار في معرفته الى الاستدلال لادليل العقل ولا بدليل النقل وان كان
 کہ ہر شخص کے لئے طور پر جائز ہو عقلی دلیل کی ضرورت ہو نہ نقلی کی اگرچہ
 في نفسه يتوقف معرفته على الاستدلال عليه بدليل من دليل العقل والنقل كوجود الصانع
 فی نفسہ اس کی شناخت کسی دلیل عقلی یا نقلی پر موقوف ہو عقلی مانع کا وجود
 ووجوب الصلوة وحرمة الخمر احوال الآخرة فان كل واحد منها وان كان في نفسه متيقنا
 اور نماز کا وجوب اور شراب کی حرمت اور آخرت کے حالات ان میں سے اگرچہ ہر ایک کا یقین ہے
 معرفته على الاستدلال عليه اما بدليل العقل كوجود الباري تعالى وبقائه او بدليل النقل
 سمجھنا استدلال پر موقوف ہے خواہ دلیل عقلی سے مثل وجود باری کے خواہ دلیل نقلی سے
 كوجوب الصلوة وحرمة الخمر احوال الآخرة لكن كونه من دينه عليه الصلوة والسلام
 شکی نہایت نماز اور حرمت شراب اور احوال آخرت لیکن ان امور کا حضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ایمان سے ہونا

معلوم بالضروریۃ لکل احد من غیر احتیاج جری معرفتہ الی الاستدلال علیہ بدلیل و کافی
 سب بداہتہ علیہ ان اسکے سامنے کسی دلیل کی حاجت نہیں ہے اور جو احکام
 لا اجمال فیہا بلا حظ اجمال و یقتضی التفصیل فیہا بلا حظ تفصیل احمق ان من لم یصدق بوجوب
 اجمالاً و کثیر باطنی وہاں اجمال کافی ہے اور جو احکام قصیدہ غزلہ جوتے ہیں انکی تفصیل شرط پر ایمان تک کہ جو شخص وجوب
 الصلوۃ عند السؤال عنہا و غیر مہمۃ الخیر عند السؤال عنہا بل یکتون مؤمنین بل یکتون کافر بل یکتون
 نماز اور شرب کی حرمت کے سوال کیے جانے کے وقت تصدیق نہ کر دودہ مؤمن نہیں بلکہ کافر ہو جائے گا
 کل منہما ما حلوا بالتواقران من دینہ علیہ الصلوۃ والسلام والحاصل ان من اہل امان یکتون
 یہ دونوں حکم و آیت سے معلوم ہو چکے ہیں کہ احکام دین نبی علیہ الصلوۃ والسلام میں غلطی نہ کرنا واجب ہے
 مؤمننا و قال بلسانہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ و صدق معنہما بقلیہ یکتون مؤمننا وان لم
 اور انہی زبان سے لا اہ الا اللہ محمد رسول اللہ کے اندر دل سے اسکی تصدیق کرے وہ مؤمن ہے اگرچہ وہ
 یعرف القرآن و الحیمات ثم اذا قیل لہ الصلوۃ الخفی فی کل یوم ولیلۃ فرض علیہا فان
 حرام اور فرض سے واقف نہیں پھر جبکہ اسکو بتایا گیا کہ تم پر نماز پانچ وقت ہر شبہ زور میں فرض ہے تو اگر اسنے
 صدقاً و قبحاً یکتون تا بتا علیہا نہ وان اکرہا و لم یقبلہا یکتون خا کر احمق ان لا ایمان و کذا لا
 اسکی بھی تصدیق کی اور قبول کر لیا تو وہ اپنے ایمان پر ثابت قدم ہو اور اگر انکار کیا اور نہ مانا تو وہ ایمان سے خارج ہو جائے گا اور اگر اسنے
 سائر القرآن و الحیمات لا تلتفتہ بدلیل قطعی من الکتاب لسنۃ و لجامح لامتہ وان اشکل علیہ
 تمام قرآن و حیمات جو بدلیل قطعی کتاب و سنت و جماع امت سے ثابت ہیں اور اگر
 مسألۃ من مسائل الایمان یجب علیہ فی الحال ان یعتقد علی الاجمال ما هو الصواب عند اللہ فی
 مسائل ایمان میں سے کسی مسألہ میں شبہ داخ ہو تو اسپر اجماع عقیدہ رکھے کہ جو عند اللہ صحیح ہو وہ حکیک ہے
 ان یقول اعتقدت ما هو الصواب عند اللہ تعالیٰ و هذا القدر یکنی الی ان یجد عالمیہ یعلو مسائل
 اور چون کہ اللہ کے نزدیک جو حق ہو اسپر ہمہ اجماع ایمان اور وقت کا فی ہر صورت میں کفری عالم ایسا ہے کہ مسائل
 الایمان فیسألہ عما اشکل علیہ ولا یجوز لہ تاخیل لطلب لقولہ تعالیٰ فسئلوا قل الذین کان کفرہم لا تعلمون
 ایمان کے ساتھ ہر کس کو اس شکل سے کہ تو مل کر لیا جائے یہ اسے اسکی دریافت میں تاخیر جائز نہیں ہر اظہر تعالیٰ فرمایا ہر کفر عالموں سے جو مجھ پر کفر نہ جانتے ہو
 ولا یکتون معذوراً بالتوقف فیما اشکل علیہ بل یکتون کافراً بالتوقف ان کان ما اشکل علیہ من ضروریات
 اور اس شکل کے مل کر نہ کرے اگر وقت نہ ہو تو معذور نہ سمجھا جائیگا بلکہ توقف کرے کافر ہو جائیگا بشہ عیدہ وہ مسألہ معذوریات
 الدین لان التوقف فی المؤمن بہ یمینہ التصدیق فیکون کفر امثالہ من اشکل علیہ وحدانیۃ اللہ تعالیٰ
 دین میں سے جو ایسے کہ توقف ایمان میں مانع تصدیق ہر ذکر ہو جائے گا مثلاً کسی کو وحدانیت خدا سے شک ہے
 او قد یثقل شیء او علیہ بکل نئی من الکلیات والجزئیات او حشر الامجاد او وحدوث العالم
 یا کسی شے پر اسکا قیادہ ہو یا نہ کہ وہ مانے جو نہ ہو بلکہ یہ کہ چھوڑنے کے پھر جسم زندہ ہو گئے یا عالم کا حادث ہونا
 او نحو ذلک فقال اعتقدت ما هو الحق عند اللہ تعالیٰ یشہ ایمان الاجمالی لوجود التسلیم والقبول
 اس قسم کے امور میں اگر شبہ پیدا ہو اور اسنے کہہ دیا کہ جو کچھ اللہ کے نزدیک حق ہو کسی پر میرا اعتقاد ہے تو اسکا ایمان اجمالی ثابت ہو کر کفر تسلیم اور قبول
 اجمالی لکن ان لم یصدق عما اشکل علیہ من هذا الذکور ان بل انہ اخر الطلب ولم یطلب احداً
 اجمالی ہو جو نہ ہو لیکن اگر اسنے اس مسئلہ کو حل نہ کیا بلکہ پوچھنے میں دیر کیا یا پوچھا ہی نہیں
 لا یمتی مؤمننا بقولہ اعتقدت ما هو الحق عند اللہ تعالیٰ بل یکتون کافراً بل یکتون کافراً ہو جائے گا مرنے اس نہ پوچھنے کی وجہ سے
 و مرنے قول ایمان کہ جو اللہ کے نزدیک حق ہو اسپر میرا ایمان ہو کافی ہوگا اور وہ مؤمن نہ ہو گا بلکہ کافر ہو جائے گا مرنے اس نہ پوچھنے کی وجہ سے

لان هذه الذکورات من خیر وریات الدین یعلیٰ کل عاقل نشأین المؤمنین ولاحاصل
 کیونکہ یہ تمام اوروں اور ذکوروں سے خیر وریات دین سے ہیں انکو ہر ماعقل جو مسلمہ زن میں پیدا ہوا ہو جائے جو مسلمہ ہو کہ
 ان من انشکل علیہ کون الہ العالم واحدا ومتعدا واولم یمل قلبہ الی واحد منهم؟ علیہ
 جسکے دل میں پر شبہ پیدا ہو کہ خدا تعالیٰ ایک ہی یا کئی اور آئین سے کسی ایک بات پر آمکا دل نہ غلط ہو اسپر واجب ہے
 ان یقول فی الحال اعتقدت ہما وحق عند اللہ تعالیٰ ثم عجب علیہ الطلب المسأل بل انوقف
 کہ تو بڑا بے کس کہ عند اللہ جرم من ہر کسی پر سزا اقامد ہو اسکے بعد اسپر واجب ہو کہ وہ بلا توقف کسی عالم سے اسکو پوچھے
 ولا تاخیر حتی لو اخر الطلب وتزک وہ لم یعتقد کون الہ العالم واحدا لایکون مؤمنا بل لیکون
 اور تاخیر کو راہ نہ دے اگر اسے تاخیر یا پوچھا ہی نہیں اور اللہ کی وحدانیت پر ایمان نہ لایا تو وہ مومن نہ ہوگا بلکہ
 کافر اور کذا من توقف فی یوم القیمۃ او فی الجنة او فی النار او فی میزان او فی الحساب و فی الصراط
 کافر ہو جائے گا اس طرح وہ شخص بھی جو قیامت اور جنت اور دوزخ اور میزان اور حساب اور پل صراط
 او فی الصراط الثی کتب فیہا افعال العباد او فی شفاعۃ الشافعیین لایکون مؤمنا بل لیکون کافرا
 اور تاخیر اعلان جہنم نہ ہونے کے اعلان ہے جسے وہ اپنے اور شفاعت کرنے والوں کی شفاعت میں شک اور توقف کرے تو وہ مومن نہ ہوگا بلکہ کافر ہو جائے گا
 لان التوقف والازدیدیۃ فی التصدیق المفسرہ بالایمان وتحقیقہ ان الایمان فی اللغۃ التصدیق ہو
 اس لیے کہ توقف اور ازدیدیۃ فی تصدیق کے معنی ہیں جو کچھ ایمان کے ہیں اور تحقیق اسکی یہ ہو کہ ایمان لغت میں تصدیق کو کہتے ہیں
 اذعان حکم الخبر وقبولہ وجعلہ صادقا بعد العلم بصدقه ولم یقل فی الشرع الی معنی اخر بدلیل
 یعنی خبر کے حکم کو سچ ماننا اور اسکو قبول کرنا اور اسکو سچا جان کر سچا قرار دینا اور شرع میں اسکو دوسرے معنی میں مقبول نہیں ہونے کے لیے
 انه علیہ الصلوۃ والسلام خالص العرب بہ وامتنل منهم من امتنل من غیر استفسار
 کہ حضرت صلی اللہ علیہ واکرمہ علیہ وسلم نے اہل عرب کو اسکا خطاب فرمایا اور ان میں سے جو مسلمان ہوئے انھوں نے اسکی تصدیق کی نہ کچھ پوچھا نہ
 افتقار الی بیان الاحسب المتعلق وهو یجب الایمان بہ فبدیہ علیہ الصلوۃ والسلام وفصلہ
 بیان کی حاجت ہوئی الاحسب متعلق ہے جس پر ایمان لانا واجب ہے چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ واکرمہ علیہ وسلم نے اسکو بیان فرمایا اور کچھ
 بعض التفصیل حین جاءہ جبریل علیہ السلام علی صوفی رجل غریب سألہ عن الایمان فقال
 تفصیل بھی کر دی جبکہ حضرت جبریل علیہ السلام ایک مرد مسافر کی صورت میں آئے اور ایمان کو پوچھا
 یا محمد اخبرنی عن الایمان فقال علیہ الصلوۃ والسلام الایمان ان تؤمن بالله وملتکلت کلمۃ
 کہنے سے پہلے ایمان کیا ہے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم ایمان لاؤ اللہ اور ملائکہ اور کتب آسمانی اور جملہ پیغمبروں پر
 الیٰ خلائک فانہ علیہ الصلوۃ والسلام بین یدہ مع الایمان عند اللفظ تعویلا علی ظہر معنای عند
 آخر حدیث تک پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایمان کے معنی ان فقہوں میں بیان فرمائے تو اس خیال پر ان الفاظ کے معنی بڑا خوب جانتے ہیں
 ثم قال هذا جبریل انکم بعلمکم ویکلم فلو کان الایمان نقلا لی معنی غیر التصدیق بتبیر نقلہ
 پھر فرمایا کہ جبریل نے تم کو دین سکھانے کے لیے آئے تھے پس اگر ایمان کے معنی سوا سے تصدیق کے کچھ اور ہوتے تو وہ مشہور ہوتے
 کما تبیین نقل الصلوۃ والزیکوۃ ونحوہما والکان هذا خطا بالہم بالکم فممنوع ولما صح ان یتعلما لہم
 جیساکہ لانا اور رکوع کے معنی مشہور ہیں وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے گویا ان سے وہ بات کہ جسکو صحیح ہے تھے اور یہ تعلیم صحیح نہ ہوتی
 ولما صح امتثالہم من غیر استفسار فظہر ان الایمان لو یتبر فیہ شیء کمالا لخصوص باعتبار
 اور وہ لو غیر پوچھے کیونکہ ان سے یہ تعلیم ظاہر ہو گیا کہ ایمان میں کوئی معنوں کی تصدیق کے بعد فرما صحت خصوصیت متعلق ہی کا
 متعلقہ بعد ما یرید بہ التصدیق یا المعنی الغوی وهو ما یبرع عنہ فی لغۃ رسیۃ لکرویدین و فی لغۃ ترکیبہ
 اعتبار کر جسکو فارسی میں گرویدین اور ترکیب میں

[illegible]

ولیس حجة التقليد بل بعض المقلدین یبطلون بکلمة لا یمان من غیر ان یمزج معنا ما ولا ان یمان
 اگرچہ تقلید کے درجہ کا ہو بلکہ بعض مقلدین وہ دونوں کے ایمان کے زبان سے پڑتے ہیں لیکن ان کے منہ سے واقع نہیں ہیں اور نہ ان کے
 اللہ و رسولہ لان اکثر الناس فی هذا الزمان یسوا فی حجة الاعتقاد التقليد الصحیح المطابق بل ہم
 رسول میں فرق کرتے ہیں کیونکہ اس زمانہ میں اکثر لوگ ان کی تقلید بھی جو ٹھیک اور مطابق ہو مائل نہیں ہے بلکہ ان کا ایمان
 فی حجة الاعتقاد التقليد الفاسد الغلط مطابق لما فی نفس الامر وما ذلک الا لانہما سلا علما والرسولین
 اور تقلید میں ہے جو مطابق نہیں ہے اور پھر اسی صحت میں ہے کہ علم و اسے علم ہو سکتا ہے
 فی العلم و کثرة الضالین المضلین من الدماء جلة الذین یؤمنون بالفتور لفظ طری الدین علی المسلمین
 اور حال مفت کم کردہ ماہ اور گمراہ کرنے والے کثرت سے ہو گئے جو مسلمانوں کے دین میں روزی کرنے کے لیے
 نصب جہاں الضالین لما یرومون فی ہر برة ان علیہ السلام قال یؤمنون آخر الزمان دجالون کذابون
 شیطان والی جہاں موصوفی ہیں جیسے ہیں پانچ الی ہر برة کو دیت ہو کہ رسول مقبول علیہ السلام فرماتے ہیں کہ آخر زمان میں جیسے جیسے دجال پیدا ہوں گے
 یا قاتلکم من الاحیاء ثم یملأونکم من الذر والاباؤا قاتلکم وایا ہم لا یضلوکم ولا یفتنونکم فانہ
 اور ایسی حدیث بیان کریں گے کہ تم نے اور تمہارے باپ دادا نے بھی نہ سنی ہوگی ان سے بھی کہ تم کو گمراہ اور قتل میں مشا و کردیں
 علیہ السلام بیان فی هذا الحدیث ان جماعة من اهل الکفر والتلبیس یخونون فی آخر الزمان بری
 آخرت مملی ان علیہ وسلم نے اس حدیث میں بیان فرما دیا ہے کہ آخر زمان میں علماء اور دغا باز کی ایک جماعت طوائف صورت میں پیدا ہوگی
 العلماء والعشاة ویقولون للناس نحن علماء ومشاہد فاعلموا انکم منکم ومنشد کما الی
 لوگوں سے کہیں گے کہ ہم علماء و مشاہد ہیں تم کو ہیں سکھاتے ہیں اور ماہ فی دہکاتے ہیں
 الحق وہم کذابون یجدونکم بالاحادیث الکاذبة ویعلمونکم اعتقادات فاسدة ویبدعون
 ما کذبہم بولے ہوں گے اور جھوٹی حدیث بیان کریں گے اور فاسد عقائد سکھائیں گے اور
 کلم احکاماً یا طاعة فاحذروا عنہم ولا تقربوا منہم کیلایضلوکم ولا یفتنونکم فی الفتنة فعلی هذا
 تمہارے لیے سختے بھل احکام کہہ دیں گے ان سے بچو اور ان کے پاس نہ بیٹھو ایسا نہ ہو کہ تم کو گمراہ کریں اور تمہیں ہٹا کر دین میں اس آزمائش
 کل من لم یجاد نفسه فی هذا الزمان لتعلم علم الایمان یحوت علی انواع البدع والکفریات
 روئے جو شخص اس زمانہ میں علم دین لینے کے لیے کوشش نہ کرے گا تو وہ ہر طرح کی بدعتوں اور کفریات پر سر ہر
 وهو لا یسمع بها ویکیون من الذین یقولون یوم القيمة ما حکلی للہ تعالیٰ عنہم بقوله یَوْمَ یَقُولُ
 اور اس کو نہیں سمجھتا ہوگی اور اس گمراہ میں داخل ہوگا جو قیامت کے دن ایسی باتیں کہے گا جن کو خداوند عالم یوں بیان فرما کر میں
 أَلَمْ یَقُولُوا لَمَّا قَامُوا لِرَبِّهِمْ اَنْظِرُوْنَا لَعَلَّ نَحْنُ مِنَ الْمُتَذَكِّرِینَ مَنْ تَوَلَّى کُفْرًا یَقُولُونَ ذَلَالٌ لَکُمْ نَحْمُ
 متذکرین اور وہ ان لوگوں سے کہیں گے اور تمہارے ہم بھی تم سے بچ کر فوراً لین سو وہ لوگ ایسا اس لیے کہیں گے کہ وہ لوگ
 مشافہة وکون المؤمنین علی ربکما قد یسر بکم الی الجنة ویزعمون ان یمانکم ما قال للہ تعالیٰ
 پیادہ ہوں گے اور خوشنیز سوار یوں ہوں گے جو ان کو جنت کی طرف لے جائیں ہوں گے اور ان کی تلاقی جہاں اور ساتے نور ہونا پناہ پناہ
 یَوْمَ تَرُکُ الْمَوْتِینَ وَالْمُؤْمِنِینَ یَسْتَبِشِرُونَ بِمَا لَمْ یَحْمِلُوا وَیَا کَافِرِینَ وَآخِلَکُمْ فِی ذٰلِکَ الْیَوْمِ فَعْقِیلٌ
 جس دن تو دیکھے گا ایمان دار اور مرداروں کو زندہ رہنے اور کافروں کو مردار ہونا جو اس روز کے منی میں اختلاف ہے کوئی کہتا ہے
 المراد به الضیاع الی نیست فیستبشرون یہ علی الصراط علی ما روئے عن ابن مسعود ان قال یَقُولُ
 کہ اس روزے مراد وہ روشنی ہے جس سے ہر صراط پر روشنی ہو جائے گی پناہ پناہ میں سو وہ سے روایت ہو کہ آپ نے فرمایا کہ مؤمنین
 نون ہم علی قنار الہم فہم یون یون فی النخل ومنہم من یؤتی نوراً لرجل لقاہم وادناہم
 بقدر ان کے اعمال کے نور کے ہونے کو درخت کی پور کے برابر اور بعضوں کو قنار دم اور کم سے کم

بعض طائفتیں حاصل غلط الحزم میں دلیل قاطعہ لایا جس سے معرفت بل سبب اعتقاد
 بشریک وہ یقین دلیل سے حاصل ہوا اور ہم یقین بلا دلیل حاصل ہوا اور ہم کو معرفت میں کے بلکہ اسکا نام اعتقاد ہے
 سوا کا ان موافقہ لما عند اللہ تعالیٰ ولعلین والتقلید ہوا الحزم بقول الغیر من غیر دلیل سوا کا ان
 عداد وہ علم انہی کے موافق ہوا اور اور غیر کے لئے بلکہ دلیل یقین کیلئے کا نام تقلید ہے عداد
 حقا و باطلا فالقول لا معرفت عندہ وانما عندہ الحزم بقول الغیر خاصۃ سوا کا ان حقا و باطلا
 وہ حق ہوا باطل اور عقیدہ معرفت نہیں ہوتی بلکہ دوسرے کے لئے پر یقین ہوا اور عداد وہ حق ہوا باطل
 فمن علم ما تین الحقیقتین نظر فیما فیہما حاصل لہ فیہ فأنہ یعرف ما ہوا الحاصل لہ منہما
 پس جو شخص کہ ان دونوں حقیقتوں کو جان لے پھر اپنے دل کی جانب نظر کرے تو اسکو معلوم ہوگا کہ اسکو ان دونوں سے کوئی سی حقیقت حاصل ہے
 فان کان الحاصل لہ منہما ہوا التقلید لا المعرفة یجب علیہ اولا اقامة الدیمان التخصیل للمعرفة فی
 پس اگر اسکو تقلید حاصل ہو اور معرفت نہیں ہو تو پھر دوسرا جبکہ عقائد ان کی معرفت حاصل کرنے کے لیے دلیل قائم کرے
 عقائد الایمان وثانیاً البحت عن العقائد التخصیص حتی یعلم هل کان مصیباً فی عقائد ام
 بعض صحیح عقیدوں پر بحث کرے تاکہ معلوم ہو کہ وہ اپنے عقائد میں حق پر تھا یا نہیں
 لم یکن فان وجد نفسه علی الصواب یا یسئل اللہ تعالیٰ علی هذا النعمة العظيمة التي لا یسأل فیہا
 پھر اگر وہ اپنے حق پر پائے تو اسکو اس نعمت عظمیٰ کا شکر ادا کرے جسکے برابر دنیا کی کوئی نعمت نہیں ہو سکتی
 نعمة من متاع الدنیا وان لم یجد ہا علی الصواب فیہا یفتاح فی علیہ ان یسعی فی تصحیح
 اور اگر اپنے کو حق پر نہ پائے تو اس پر فرض ہے کہ عقائد کو درست کرنے کے لیے دلائل سے کوشش کرے
 اعتقادہ بالبرہان حتی یحصل لہ النہایة من البرہان والادخول فی دہال انکار یسرنا اللہ تعالیٰ بفضلہ
 تاکہ اسکو عذاب جہنم سے نجات ملے اور حجت میں داخل ہونے کا موقع ملے ان شاء اللہ تعالیٰ فضل سے جو کبھی عنایت کرے
 الجلسل السابغ فی بیان مؤمن و بیان لزوم الایمان ایضا علی الاصح تفصیلاً عند البعض
 شامدین جس ان چیزوں کے بیان میں خبر ایمان لانا واجب ہو اور یہ کہ اس مذہب سے جہاد میں کے نزدیک تفصیلاً خبر ایمان نا ضروری
 قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم محمد یقبل علیہ السلام حین جاء علی صورة رجل
 حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے حضرت جبرئیل علیہ السلام نے جبکہ آپ کے پاس امین شخص کی صورت میں حاضر ہوئے
 غریب ومسا لہ عن الایمان قال الایمان ان تؤمن باللہ وملتکنتہ وکتابہ ورسلہ والیوم
 پر چھا ایمان کیا جبرجسے فرمایا ایمان یہ کہ تم اللہ اور ملائکہ اور کتابوں اور پیغمبروں اور روز قیامت
 الاخر وتؤمن بالذین خیرہ وشرہ هذا الحدیث من صحیحہ المصنوعہ لیسرہ والیوم الخاطیہ ہو
 اور تقدیر نیک و بد پر ایمان لانا یہ حدیث مصابیح کی صحیح حدیث میں سے ہے اس کے راوی عارفین ائمہ ہیں اور یہ حدیث
 جامع لوصول الدین وما یعمل لاعتقاد علیہ فان الاصل فی الاعتقاد معرفتہ البیان والمعاد وانما
 تمام اصول دین اور جہن جہنوں پر ایمان لانا چاہیے سب کی جامع ہر البیان الاعتقاد دین کو نوا و آخرت کی جہان حاصل ہو
 فکرت الملکۃ وما عطف علیہ لیتوصل الی معرفتہ المعاد لان معرفتہ المبدأ تقتضی البیان العقول
 ملائکہ اور ان کے معلومات کا ذکر ایسے ہو کہ تم کو معاد کا حال معلوم ہو کہ نہ دنیا کی معرفت تو مسلم عقول کو خود حاصل ہو جاتی ہے
 السلیمة لکنہا ثابتہ فی نظرہ فی آدم من مبدأ خلقہم بمقتضی قولہ تعالیٰ فطرقا اللہ اکتفی فطر
 اس لیے کہ نبی اکرم کی اصل فطرت میں ابتداء سے پیدائش سے موجود ہو چنانچہ خدا نے تعالیٰ فرمایا ہو فطرت الہی جبر
 الناس علیہا واما معرفتہ المعاد والاستعداد لہ فلا سبیل البیان الا بتوفیق من اللہ تعالیٰ
 اس کے لوگوں کو پیدائش اور آخرت کی معرفت اور اس کے لیے تیار ہونا اس کی کوئی سبیل میں ہے جو تو یقین انہی کے

واصلہ الایمان فی حصول البصیرۃ علیہا بالاعمال واصل من الذلک کہ بالاعمال
 جزا ان ایجاب کے لئے ہے جسے جگہ اسکا ہر ایک کو کتب بنو کے ساتھ سمجھنے سے حاصل ہوتا ہے
 دخل جمیع ذلک فی مفهوم الایمان ذکر کلمہ فی هذا الحدیث فلا بد لطالب و معانہ من الاستکشاف
 بکلیہ ایمان کے مفہوم میں داخل ہوں اور اس حدیث میں یہ سب ذکر ہو رہے ہیں جس سے اس کے معنی کا جو یا ہو سکو ضرور ہے
 عن حقیقۃ معنی الایمان عند الاشیاء الست للذکر فیہ لیکون فی دینہ علی بصیرۃ الاول
 کہ ان چھوں چیزوں پر ایمان لانے کی حقیقت کو دریافت کر چکا اس حدیث میں ذکر ہو گیا کہ اس کو اپنے دین میں بصیرت حاصل ہو پہلی
 صحاحیح الایمان بہ الایمان باللہ تعالیٰ والمراد من الایمان یہ تعالیٰ العلم بوجودہ وقد مر کونہ
 وہ چیز جہر ایمان الایمان باللہ تعالیٰ اور اللہ تعالیٰ ایمان لانے کا مطلب یہ ہو کہ اللہ کے وجود اور قدم
 واحد اومتصفا بالقدس والارادة والعلم والحیوة ویسأثر ما یلیق بہ من الصفات لکن العلم
 اور وحدت اور قدرت اور ارادہ اور علم اور حیات اور باقی اوصاف کا جو ممکن شان کو شاید ہی کسی کے ساتھ متصف ہونے کا علم یقیناً ممکن اس کے وجود کا علم
 بوجودہ لا یمکن ان یحصل بالحدس لان تعالیٰ لیس محسوسا کا لیس فی الحق یکن العلم وجودہ
 بذریعہ حواس حاصل ہوتا ناممکن ہو کہ اللہ تعالیٰ مثلاً چاند سورج کو نظر نہیں آتا جس کو سنا ہے یا کو معلوم کر لینا ممکن ہو
 بالحس لیس العلم وجودہ ضروریہ کا علم کیونکہ لا شئ الا شئ الواحد حتی یعلم وجودہ بالضررۃ
 اور نہ اس کا وجود ایسا بدیہی ہے جیسے دوسرا ایک سے زیادہ ہونا کہ اس کا علم بالبداهت حاصل ہو جائے
 بل انما یعلم وجودہ تعالیٰ بالبدلیل وذلك الدلیل وجود العالم فان لکونہ حادثا یحتاج الی محدث
 بلکہ اس کے وجود کا علم دلیل سے حاصل ہوتا ہو اور وہ دلیل عالم کا وجود کہ نہ وہ مشیت حدیث کسی قائل کے محتاج ہونے کے سبب سے
 یدل علی ان له محدثا وذلك الحدیث لا بد ان لکون قد یعلم احد متصفا بالقدس والارادة والعلم
 اس بات پر دلالت کرتا ہو کہ اس کا کوئی پیدا کرنے والا ہے اور ضرور ہو کہ وہ محدث قدیم و احد صاحب قدرت و ارادہ و علم
 والحیوة لانہ لو لم یکن قد یعلم کل کان حادثا لکان محتاجا الی محدث فیلزم الدوام والتسلسل ولا یحکم
 وہی ہو اس کے اگر کوئی قدیم نہ ہو گا حادث ہو گا خود کسی محدث کا محتاج ہو گا آخر یا بدوام لازم آئیگا یا تسلسل اور یہ دونوں
 محال دلو لم یکن واحد ابل کان اکثر من واحد لوقع بینہما التماثل المتقضي لعدم وجود العالم ولولم
 محال ہوں اور اگر ایک ہو بلکہ کئی ہوں تو ان نظام عالم میں باہم ایسی روک ٹوک ہوگی کہ عالم کا عدم لازم ہوگا اور اگر
 لکن متصفا بالقدس والارادة والحیوة والعلم لکان عاجزا عن ایجاد شئ من العالم لان
 یہ صاحب قدرت و ارادہ اور علم وہی فوق دنیا کی ایک چیز کے پیدا کرنے سے بھی عاجز ہوگا اس لیے کہ
 الایجاد اثر القدس و تأثیر القدس فی شئ من الاشياء یقتضی ارادة ذلك الشئ و ارادة ذلك الشئ
 پیدا کرنا قدرت پر موقوف ہو اور قدرت اس وقت کسی شے میں کام کرتی ہو جب اس کا ارادہ ہو اور ارادہ اس چیز کا کرنا
 یقتضی العلم لان القصد الی ایجاد شئ مع عدم العلم محال ولا تضایف هذه الصفات الثلاث
 جس کے علم کو ہر جہاں ہر اسے ناممکن ہے کہ ایک چیز کے پیدا کرنے کا ارادہ نہ ہو اور اس کا علم نہ ہو اور ان تینوں صفات کے لیے
 یقتضی الحیوة لکونہا شرا فیہا فعلی هذا لیکون وجود العالم بل وجود کل ذرۃ من ذرات دلیلا علی
 حیات لازمی ہو کہ نہ کہ اس کے لیے شرط ہو پس اس بیان کے رد سے عالم کا وجود بلکہ اس کے ہر ذرۃ کا وجود
 علی وجودہ تعالیٰ وقد مر کونہ واحد اومتصفا بهذه الصفات الاربعة لا یعرف من صفاتہ تعالیٰ
 وجودہ بالحق تعالیٰ کی قدامت اور وحدت اور چاروں صفات سے موصوف ہونے کے لیے دلیل قطعی ہے اس لیے کہ
 بالعقل لا ما یعرف علیہ افعاله واما لا یعرف علیہ افعاله کا لیس و البصیرۃ والحدس لا یمکن
 عقل سے وہی صفات پہچانے جاتے ہیں جہر اس کے افعال موقوف ہوں اور جہر اس کے افعال موقوف نہیں مثلاً شیشا دیکھنا ہوتا تو ممکن ہے

انہ اذی من الشعر واحد من السیفۃ یجوز اناس یقربوا علیہم کالذی یطوفون ببعضہم
کہ وہ اس سے زیادہ بڑیک اور تو اس سے زیادہ بڑے اور لوگ اس پر سے اپنے اٹھ کر سونے کی طرح گزر جائیں گے اور جسے
کالذی العاصف وبعضہم کالفر من الجواد وبعضہم یعد عدلہ وبعضہم شیئ مشیا حتی یکون آخر
تیر آدمی کی طرح کئی تیر گھوڑے مساکین کی قرب و دوڑتا ہوگا اور جسے سمی جان سے جائیں گے وہاں تک کہ اس سے آخر وہاں وہ
من یجوز یشرب حیوا فیقول یا رب اربط لی فیقول الرب تعالیٰ اربط لی اربط لی بلک انما اربط لی بلک علقک وبعضہم
کہ گھوڑا ہوا جائیگا اور ایک خدا کو تھکے دیں پڑھایا اڑھائے (۷) مالک جس سے تھیں وہیر کی جگہ تیرے اٹھانے پر لگانے سے
یجرہ علیہ ویتعلق بہ ببعضہم یسقط علی وجہہ الی وجہہ النار ویتلقون الی زیاتہ فی السلاسل
دو دن یا تھوں سے پڑے ہوئے اپنے پیر کے ہوتے ہوتے تھکے سبیل و درج میں کرنا پڑے اور جن کے سبیل زنجیر دن اور فوق میں اسکو
ولا غلال ویقولون اما اھویت عن کسبک لا ولا اما اھت من عذاب النار افنقل یا مسکین ان
بکڑ دینگے اور کہیں گے کیا تم کو پوسے کا تھوں سے شے دیکھا گیا تھا کجا بھر دو روز کی ایک سے دو یا دیکھا تھا تو سے مسکین اور اس وقت کہ خود کر
نظرت الی جہنم وانت علی الصراط مع ضعف حالک فتقل و زلزل علی ظہرک والحق انہ یبصر
بیکر و ضعف کو دیکھتا اور طراط پر ہوگا تیری حالت ضعیف اور گناہوں کا بوجھ تیری پٹھو اور ساری خلقت تیرے سامنے
کیف ینزلون ویقولون فتقل وجہہ من تنسل فی وجہہ النار فما یکون فی الیوم الآخر من احوال الاخر
کیونکر آگنی اور گنی ہوگی کجا اور پھر اور سر پہ دو روز کی طرف اور سخت کردن جو حالات پیش آئیں گے مگر ان کے
الشرب من الخوض فان لکل فی حوضا فیہ رینہ مع امتہ وحوض نبیہ علیہ الصلوۃ والسلام الیہ
حوض سے پانی کا چڑھنے کیونکر تیری ایک حوض ہوگا جس سے وہ اپنی امت کو پانی پلائیگا اور ہر اسے ضرور علیہ الصلوۃ والسلام کا حوض ہوگا
من غیرہ متسم الجوانب الزوا یکفاد مسیۃ شہر کما فی عن عبد اللہ بن عمر بن العاص انہ علیہ
جسکے گھوڑے خوب دسے ہو گئے اور ایک گناہ سے دو روز کی ایک ہونے کا اور پھر چنانچہ حضرت عبد اللہ بن عمر بن العاص سے روایت ہے
الصلوۃ والسلام قال حوضی مسیۃ شہر من زوا یا کسواء وماؤۃ ابض من اللبن و ا حلی من العسل و
کہ انحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرے حوض کی دست ایک ہونے کی سوسا ہر بار کھادے گا کہ گھوڑے پران اور اسکا پانی دو روز سے زیادہ نہیں کھائے گا
سبحہ الطیب من المساک والابرار یتجو السماء من شرب منہ فلا یظما اید افتقد دل هذا الحدیث
مسک سے زیادہ خوشبو دار ہوگا کہ اس سے ہونے پڑے آسمان میں ستارے جو شخص اس میں سے ایک پانی پیا پھر کبھی پاسا تو گا اس حدیث سے معلوم ہوا
علی من شرب منہ لا یعذب بالعضط ابدا لکن یردۃ عنہ من بدل و غیرہ کما فی عن سہیل بن سعد
کہ جو شخص اس میں سے پانی پیا اس کے لیے پاس کا عذاب کبھی نہ ہوگا لیکن حوض سے وہ شخص واپس کر دیا جائے جسے کوئی تیرا کوئی نہ ہوگا کہ اس میں سے پانی پیا
انہ علیہ الصلوۃ والسلام قال انافرطکم علی الخوض من مر علی یشرب ومن شرب لا یظما ابدا
کہ انحضرت علیہ السلام نے فرمایا کہ جو شخص اس میں سے پانی پیا اور جو شخص اس میں سے پانی پیا وہ پھر کبھی پاسا نہ ہوگا
ایردن علی اقوام اخرهم ویعزونی شہ حال بیثی ینہم فاقول انہم منی فبقال لاندرا می اما احدثوا
میرے پاس کہ لوگ ابھی آئے ہیں کہ ان کو دیکھا اور وہ کہتے ہیں کہ ہم نے پیر سے دیکھے اور جان جواب حال ہو جائیگا تو میں ان کو دیکھا لوگ میرے پاس کو آنا
بعد ل فاقول سبحانک ما من غیرہ فانیہ علیہ السلام انما یعرف امتہ فی ذلک الیوم لوں وہم
کہ تم کو نہیں معلوم کہ کھادے بعد انھوں نے کیا کیا باتیں کی ہیں تو میں نے کو آنا اور وہ کہتے ہیں کہ ہم نے پیر سے پیر کی شریعت میں تیر کی انحضرت
علیہ غرا محمد بن من اثر الوضوء کما فی حدیثہ انہ علیہ السلام قال حوضی لھو انشد بیا ضا
اپنی امت کو اس دن اس طرح پھانسیں گے کہ وہ لوگ انحضرت معلوم کے درود انھہ تھو ارفدو سے کچھ ہوسے کچھ چنانچہ خدا کے درود کو اور اس کی شریعت کو
من الثلج ولحلی من العسل وانیت اکثر من عدد النجوم وانی لاصد الناس عنہ کما یصدق الرجل ابل
کہ میرا حوض ریت سے زیادہ سفید اور کھادے کہ میں نے زیادہ شہر میں پیر کو آنا دیکھا کہ ہر تنہا دیکھتا ہوں اور میں نے کو آنا دیکھا کہ اس طرح وہ کوئی نہ ہوگا کہ اس میں سے پانی پیا

محیی من الناس یدون الکفر عن حیاض الانبیاء وهذا الحد یبذل علی کون حیاض الانبیاء فی
 حلسه انفسهم یجئ بینه وکفره وکون کے پاس ہو چکے تھے اس حد سے معلوم ہو چکا کہ کرب کے عوض موقوف میں ہونے کے
 الموقت فیلزم منه ان یکون عوض نبیاً فی الموقت ایضاً واما ذکر من انه لو کان فی الموقت لما دخل النار
 اس سے لازم آتا کہ ہمارے فی الحاضر میں موقوف بھی ہوتا ہے اعتراض کو اگر وقت میں ہو تو کرب کے عوض اس میں سے لے لے وہ دوزخ میں نہ جائے
 من شرب منه فالجواب عنه ان من شرب منه من اهل الکبائر ان دخل النار بحسبہ اللہ تعالیٰ
 ایجاب یہ کہ اگر گناہ دانوں میں سے جو شخص اس عوض سے پانی پیے گا اگر وہ شیت الہی سے دوزخ میں داخل بھی ہوگا
 لا یذب باللعش ولا یقرب النار جو فہو اما الذین یدلوا وغیرہ واحد ثوابا لیس فی شریعتہ علیہ السلام
 تو اگر کسی کا کفار کا ثواب نہیں ہوگا اور اگر اس کے پیٹ کو دیکھا جائے اور وہ کوئی موقوف غصب کو غیر متبدل کیا اور ان کی باتیں میں ایکن جو شریعت اسلام میں نہیں
 فان کان تبدل یلزم فی الاحمال ولو کان فی الاستعداد فانہ یقرب من عدون علی الخوض فی حکم فیہم یور منہ بعد
 پس اگر تبدل غیر احوال میں ہو تو مقتدرات میں تو لوگ پہلے کو عرض سے ہٹا کر جائے لیکن بعد از موقوف انکو چھوڑ کر پہلے کا موقع بجا رکھنا
 المغفرۃ وان کان تبدل یلزم فی الاعتقاد اختلاف فی خلوصہم فی النار ومن المعلوم قطعاً ان المحدث فی النار
 اور اگر غیر متبدل اعتقاد میں ہو تو اس کے دائمی دوزخ میں ہونے میں اختلاف ہو اور ہر قطعاً معلوم ہے کہ دوزخ میں ہمیشہ
 لیس الا کافر من ثبت ان المظہر من علی الخوض فی النار فیزول الذین یظہرون الایمان ویضربون الکفر
 صرف کا یہی رہنمائی کہ اور پہلے ثابت ہو چکا ہے کہ عوض سے بھلائے ہوئے کو کسی قسم کے ہونے سے نفی ہے ایمان کا ہرگز ان اور ان دونوں میں کوئی تفریق نہیں ہے
 واهل الکفر البدع والاهواء والمیلون بالکبائر والمستغفون بالمعاصی الظلمۃ واعوانہ علی ما
 اور کفار اور بدعتی اور ہوا پرست اور میلے دنگنا کبر کرنے والے اور گناہ کو بجا لاتے والے اور ظالم اور اس کے مددگار چاہے
 س وی عن کعب بن عجرۃ انه علیہ الصلوۃ والسلام قال لا یأکب بن عجمۃ عیدان بالکھ من امراء
 حضرت کعب ابن عجرہ سے روایت ہے کہ انھوں نے ان سے فرمایا اسے کعب ابن عجرہ مجاہد ابن امیر دوسے سے خدا کی پناہ رہے
 ینکونون من بعدی فمن غشی ابوالہر فصد قم فی کذبہم ولما غش علی ظلمہ فلیس منی لستمہ
 جو میرے بعد ہونے اس نے کھوش اس کے دروازہ پر جا رہا اور اس کے جوشن کی تعقیب کی اور اس نے ظلم کی گامدہ گا ہوا تو وہ یہ کہ ان میں اس کا
 ولا یرو علی الخوض ومن لم یغش ابوالہر فصد قم فی کذبہم ولما غش علی ظلمہ فلیس منی لستمہ
 اور نہ وہ عوض پر اس کے گا اور جو غش اس کے دروازہ پر جا رہا اور ان کی جوئی ان کی تعقیب کی اور اس نے ظلم پر ان کی مدد کی تو وہ ہر اسے اور میں سے
 ویرو علی الخوض یسرفا اللہ تعالیٰ ابوالہر علیہ النجا من الناس والساہرین علی الایمان بہ الایمان بالقد
 اور وہ جو غش بھی ان کے خداوند ہمارے لیے عوض پر جانا آسان ہو اور دوزخ سے نہایت قوی اور پستی جس پر ایمان آنا جب یہ تقدیر پر ایمان لائے
 عالمرا ومن الایمان بہ العلم بکون کل ما یجری فی العالم من الخیر والشر النعم والضرر الاسلام والکفر
 اور اس پر ایمان لانا کہ ہر مطلب پر اس بات پر یقین کرے کہ ہر حال اور نفع اور ضرر اور کفر اسلام
 والطاعة والعصیان والرجو والخسار والامارات والخطرات والحکات والسکرات بقضاء اللہ تعالیٰ
 اور عبادت و عصیان اور نفع و نقصان اور ارادہ و خطرات و حکمت و سکرات بقضاء اللہ تعالیٰ
 وقد فی فعلہ ان کان الظاہر ان ینکر الایمان بالقضاء ایضاً واما لہد کس لکون الایمان
 اور انما وہی متاہبہ جس پر ایمان ہے تاکہ متاہب ایمان لائے کہ نبی ذکر ہوتا لیکن اس کا ذکر اس واسطے نہیں کیا کہ
 بالقدس مستلزم الایمان بالقضاء اذ القضاء وجود الموجودات فی اللوح المحفوظ اجمالا والقدس تفصیل
 تقدیر پر ایمان لائے کہ تقدیر ایمان لانا کہ ہر کام جو اس کی صورت میں ہو اور اس کا وہ مختصر میں اجمالا مذکور ہونے کا نام قضاء ہے اور
 القضاء السابق باجماعاً لتلك الموجودات فی المواد الخرجیۃ واحداً بعد واحد وقیل القضاء
 قضاء سابق کی تفصیل کا نام تقدیر ہے اس طرح ہر کام موجودات کو خارجہ میں ایک ایک کر کے پیدا کیے جائے
 اور یہ بھی کہتے ہیں کہ قضاء کا نام

هو الا ان لا بد من الاعتناء بالالهية المقتضية لنظام الموجودات على ترتيب خاص والاعتناء بعلم
الاسباب والاعراض والاعراض بالاسباب

تلك الاسباب بالاشياء على وقتها الخاصة بها قال الامام محمد بن ابي النضر في تفسيره سورة يوسف علم
ان الانسان ما هو بان يراعى الاسباب في هذا العالم فان ما هو من غايبها بان يجد من الاشياء الهلكة
ولا اغنية المصطفى بان يسعى في تحصيل المنافع ودفع المضار بقدر الامكان فان من معد ذلك يضره

ان يكون جائز ما كان لا يحصل له الا ما قد لا يحصل له ولا يحصل له الا ما كان لا يحصل له فقول يعقوب
الذي عليه السلام لا بد من العلم بالاسباب

التي عليه السلام لا بد من العلم بالاسباب

الاسباب المعتدلة في هذا العالم وقوله وما أغنى عنكم من شيء اشتراك الالوحد المحض عدم

الاتفات الى الاسباب قد ذكر الامام الغزالي في كتاب الشكر من الاجاء سؤال الوهوان الله تعالى

قد امرنا ان نعمل له ولا نفن من مومون ومعاقبون على العصيان ومع كون النكل من الله تعالى

وليس لدينا شيء فكيف ندوم وكيف نعاقب لئلا نجاب بان هذا الوعد من الله تعالى سبب حصول الاستعداد

فينا وحصول الاعتقاد سبب ليجاب الخوف وهي ان الخوف سبب لترك الشهوات وترك الشهوات

سبب للوصول الى جوار الله تعالى والله سبحانه تعالى سبب الاسباب وموتها فممن

سبق له السعادة في الازل يتيسر له هذه الاسباب حتى يقوده سلسلتها الى الجحيم ليسبق

له السعادة يكون بعيدا عن سعادته الله تعالى كلامه سهله وكلام العلماء واذ اليعلم

واذا العليم لا يحتاج الى اذ المضعف لا يترك الركون الى الدنيا وشهواتها واذ المترك الركون الى الدنيا

وبدخل الجنة ومن لا بد خلعها من المطيع للرسول عليه السلام في الجحيم

اور من لا بد من العلم بالاسباب

قال رسول الله صلى الله عليه وسلم كل امتي يدخلون الجنة الا من ابى قالوا ومن ابى
 رسول الله صلى الله عليه وسلم فرمى ان كل امتي من داخل جنة من ابى من ابى
 يا رسول الله قال من اطاعتني دخل الجنة ومن عصاني فقد ابى هذا الحديث من صحاح المصنفين
 يا حضرت خود بخوانے والا کوئی کہ پہلے فرمایا بخیر ہی اطاعت کی وہ بھی پڑا وہیں ازیرا کہنا دانا کہنے خود بخوانے حدیث صحیح کی کج حدیثوں سے جو
 رہا اہل البوہرہ والردا کا مکتبہ یہ محتمل ان تکون امت الدعوة فعلی هذا قالابی ہوالکافر
 اور حضرت ابوہریرہ اس کے زادی ہیں اس حدیث میں امت سے مراد شایعہ امت جو اس بنیاد پر کہ مراد کا فرمایا ہے
 فیکون الجنة ان کل من آمن بما جئت به من عند الله تعالى یدخل الجنة اما قبل دخول النار
 پس صرف کے رہنے ہوئے کہ شخص ان احکام پر ایمان لایگا جو میں اللہ کی طرف سے لایا ہوں تو وہ جنت میں جائیگا خواہ مذہب سے پہلے
 او بعد الخرج منها ومن ابی وامست لم عن لا یمان بما جئت به من عند الله تعالى لا یدخل الجنة
 یا کوس سے مل کر اور جو شخص شکر خدا کا اظہار نہ کرے اس کے لئے جنت میں نہ جائے گا
 اصلا بل یدقی فی النار لا یدخل الجنة ولا یدخل النار الا بالاجابة فطعن هذا قالابی هو
 بلکہ ابد الابد ودرجہ میں رہیگا اور یہی اصل امر کہ امت سے مراد امت اجابت ہو اس صورت میں منکر سے
 العاصی من امته علیہ الصلوٰۃ والسلام فیکون المعنی من اطاعتی بعد ما آمن بی وتمسک بسنتی
 مراد ہوگا ان امت محمدی ہوئے تو پہلے ہوئے کہ جسے پھر ایمان لانے کے بعد میری اطاعت کی اور میری سنت پر عمل کیا
 وحمل بشریعتی یدخل الجنة ولا یدخل النار الا صلا من ابی بعد ما آمن بی وامتنع عن تمسک بسنتی
 اور میری شریعت کی ہر دی کی وہ جنت میں داخل ہوگا اور وہ جہنم میں داخل ہوگا اور جو شخص میرا ایمان لائے گا اور میری سنت پر عمل کرے گا
 والاعمال شریعتی وانتم ہو لا یصل من سوا السبیل یعنی تم شیعۃ اللہ تعالیٰ ان شاء یعط عنہ
 میری شریعت کی ہر دی کی اگر کفر و نافرمانی کے تابع ہو اور میری راہ سے نہ لے گا تو وہ اللہ تعالیٰ کے اختیار میں ہو جائیگا مگر اس کے
 و یدخل الجنة بلا عذاب وان شاء یدخل النار و یدخل بہ فیہا بقدر ذنوبہ ثم یخرجہ منها و یدخلہ
 جو عذاب کے جنت میں لے جائے اور پہلے وہ درجہ میں داخل کرے اور بعد اس کے کفار و کافروں کو اس کے بعد جہنم میں داخل کرے
 الجنة والاصحاب ان من اطاع مولانا و جاهد نفسه و هو لا و خالف شیطان و دنیاه و یكون
 حاصل ہو کر جسے اپنے مولیٰ کی فرمائندہ راہ کی اور اپنے نفس اور خواہش نفسانی کو روکا اور شیطان اور دنیا سے دلی مخالفت کی تو
 الجنة مثله و ما واه من التما دی فی غیہ و عصیانہ و ارخی فی الدنیا زمام طغیانہ و وافر
 اس کے لئے اور کھانا جنت ہو اور جس طرح دنیوی نافرمانی کی طرف پریشان کیا اور اپنی نافرمانی کی باگ دہانی قبول کر دی اور
 هو اے فی لذاتہ و شہوانہ یدخل النار ولی بذا قد قال الله تعالى فاما من طغى و اقر الخبيث الذنبا فان
 اپنی خواہش نفس اور لذت و شہوت میں پڑ گیا تو اس کے لئے درجہ جہنم مناسب ہو اس کے کہ طغیانی سے فرما دیا کہ جس میں نافرمانی کی اور دنیا کو اختیار کیا تو
 الخبيث من الماوى و اما من خاف مقام ربہ و شكى لنفسه عن الهوى فان الجنة هي لما وى و مراد
 اس کا کھانا جنت ہو اور جس شخص نے طغیانی اور نفس کو کفری خواہشوں سے باز رکھا تو اس کا کھانا جنت ہے اور
 عن ابی ہریرۃ ان علیہ السلام قال لا یدخل النار الا من استقى قبل ومن الشقۃ یا رسول الله قال من لم یعمل
 حضرت ابی ہریرہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کہ وہ جہنم میں شوقی کو سوا کوئی دیکھا کسی سے جو میرا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بات نہ کرے
 الله بطاعة الله ومن لم یترک له معصیۃ فهو متقی وقری عن شداد اذین او کمل ان علیہ السلام قال
 عبادت نہ کی اور اللہ کے خوف سے گناہ کو ترک کیا وہی متقی ہے اور شدادین آدمی سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا
 الکسب من ان نفسه وعمل لما بعد الموت والعاجز من اتع نفسه هو اعمى و تمنى علی الله فانہ
 کہ عامل ہو کہ جس نے اپنے نفس کو دلیل رکھا اور آخرت کے لئے کچھ نہ کیا اور عاجز اور نادان وہ ہو کہ جس نے اپنی خواہش سے نہ لے لی اور اللہ کی نافرمانی نہ کرے

عليه الصلوة والسلام يبين في هذا الحديث ان العاقل من بدل نفسه ويجعلها مطيعة لامر الله
 على طهر عليه وسلم في اس حديث بين بيان زبلا
 كرماعل وهو كونه نفس كونه كونه اور توان كاتاج كونه

ويحاسبها في الدنيا قبل ان يحاسب في الآخرة فان وجدا ما عملت خيرا يشكر الله تعالى
 اور دنيا میں اس سے پہلے امان کا حساب لیا کرے قبل اس کو آخرت میں حساب ہوگی اگر دیکھے کہ اس نے ایسا کام کیا ہے جن کو اللہ کا شکر کرے

وان وجدا ما عملت شرا يستغفر الله تعالى ويتوب اليه ويتأسف على ما ضيع من عمره ويستعد
 اور اگر دیکھے کہ اس نے برے کام کیے ہیں تو توبہ کرے اور اللہ سے بخشا ہے اور اپنی عمر کے ضائع ہو جانے پر افسوس کرے اور آئندہ

العاقة امره بالنوجه الى صالحة عمله والتوصل من سالف من لاله ولا اشتغال بعباد قديم في جميع احواله
 اپنی حاجت و دست کرنے کے لئے مستعد ہو جائے یہ ایک کاموں کی طرف توجہ ہو اور اپنی پہلی نظر منظر سے نرا اور دوسرا حال میں اللہ کی عبادت میں مشغول رہے

فهذا هو الزاد يوم المعاد والاحتمن من يقصر في امر مولاه ويسعى في تحصيل هواه وهو مقتصرة
 یہی ہے تو اللہ آخرت ہے اور اپنی دھوی ہو چکے ہوئے کے علم میں کوتاہی کرے اور اپنی خواہش نفسانی کو مکمل کر لے دے اور اسے اور باد جو اس کو کر

في طاعة ربه وانتهى عن شهوات نفسه يقضى على الله تعالى فهذا هو الغرض من ان
 اللہ کی عبادت میں نہ کوئی کرنا اور اپنی نفس کے حق پر بھی اظہار سے بچا کر نہ کرے اور یہی ہو کہ اس کے لیے کہ خدا سے امر و نہی کو

قال وان كنيس لا انسان الا ما يتبعه دروى عن ابى هريرة ان عليه الصلوة والسلام قال يا من احب موت
 فرمایا کہ ان کے لیے دہی ہے جو اس نے لایا اور حضرت ابی ہریرہ سے روایت ہے کہ ان حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا کہ ایسا کوئی شخص نہیں ہے جو موت کو

الايام قالوا ما لئلا منه يا رسول الله قال ان كان محسنا فم ان لا يكون زادا وان كان مسينا
 بچتا کہ اگر اس نے مرض کی حالت میں اپنی آپ نے فرمایا کہ اگر وہ نیکو کام سے توبہ کرے اور نیکو کاموں سے اور نیکو کاموں سے نہیں اور اگر رے

ندم ان لا يكون نذر فيا ايها العاقل لا تضيق عرك في الغفلة فاجتهد في تحصيل متعة الآخرة
 تو اس کی عبادت ہو گی کہ جسے کاموں سے نہ کرے نہ ہزار باس اسد اعلیٰ کی فکر و غفلت میں نہ خالی اور آخرت کا سامان بہار نہ میں کو بخش کر

قبل ان يجرى يوم لا تقدر على تحصيلها في ذلك اليوم فانك عن قريب تعان ذلك اليوم فتندم
 قبل اس کے کہ وہ دن آئے جس کو تو اس کی تحویل ہو گا نہ تو اور وہ دن تو بہت جلد دیکھے گا اور اپنی عمر ضائع ہوئے پر بڑا حسرت ہے

على ما فات من عرك ولا يفتك الندم قال الامام الغزالي في رسالته للمساكة يا ايها الولد اني رايت
 لیکن اس وقت حسرت سے کوئی فائدہ نہ ہوگا امام غزالی اپنے رسالہ ایسا الولد میں لکھتے ہیں کہ میں نے

في الاجل ان الميت من ساعة ان يوضع على الحنطرة الى ان يوضع الى شفير القبر يسأله تعالى
 انجیل میں دیکھا کہ مرد سے اسے عرصہ میں کہنا زبور پر فکر کرے کہ اسے دیکھا جائے اظہار غافل اس سے اپنی غفلت کے شائق

بعظمته اربعين سؤالا اوله يقول عبدی طهرت منظر الخلق سنين وما طهرت منظرى ساعة
 چالیس سوال کرتا ہے پہلے پھر انا جسکے میرے جسے تو نے اپنے ظہری جسم کو لوگوں کو دکھا کر دیکھا لیکن میں نے پھر ایک اور سال میں ظہری جسم کو لوگوں کو دکھا کر دیکھا

فانه ينظر في قلبك كل يوم ويقل ما تصنع بغيرى وانت محفوت بغيرى اما انت اصغر
 کیونکہ اللہ ہر روز دیکھ دیکھتا ہے کہ تو میرے بدن سے کیا کرتا ہے اور میں نے دیکھا کہ تو میری بجائے سے تمہارا جو ہے کیا تو بہر ہے

لا تسمع وقد قال ابو سليمان الداراني لو لو يبك العاقل فيما بقي من عمره على فوت ما مضى منه
 جو نہیں سکتا اور ابوسلمہ دارانی نے کہا میں

في غير طاعة لكان خليقا ان يحزنه ذلك الى لحد ان قال الامام الغزالي انما قال هذا لان
 کہ عبادت میں کی تو اس کو مرنے وقت کسی غم میں رہنا چاہیے امام غزالی نے کہا میں نے یہ نہیں فرمایا کہ اس لیے کہ اسے کہ

العاقل اذا ملك جوهرة نفيسة وضاعت منه في غير فأكفرت بكي عليه لا يحيا له فاذا ضاعت
 عاقل کے پاس اگر کوئی قیمتی شے ہو اور وہ بے فائدہ تلف ہو جائے توبہ و حسرت فرمادے کہ اسے اور اگر وہ ضائع ہو جائے

ولا ینظر فی العالمین الا لشیء الا لعلہ واما اذ قد وخلق ولا یستحق العبادۃ الا هو وانی التزم صعبا وقلنا
 اور عالمین میں جو چیز پیدا ہوئی وہ کسی کے علم اور ارادہ پیدا کرنے سے پیدا ہوئی اس لئے کہ اس کے لئے ہستی کے لائق نہیں اور میں نے اہل عبادت کو یہ کہہ دیا
 ولا عبد الا بالایہ وبعد هذا الاعتناء کل من اتبعہوا فقد اتخذ اللہ ہواۃ وھو موصوف بلسانہ
 اور میں نے اس کی عبادت کرنے کو اور اس کے بعد جو چیز پھر آتش نفسانی کی کہ وہ کسی کے لئے گواہی ہوئی خواہش نفس کو لپٹا ہوا تو یہ کہ اور وہ فقط بالایہ ہو گیا
 فقط والتوحید لا یکمل الا بالایہ استقامتہ علیہ ومن لم یستقم علیہ ولو فی مہلک دیر لم یسیر بل اتبع ہواۃ
 اور جب تک اس کے اقرار پر استقامت نہ اختیار کرے تو حید کا مل نہیں ہوتی اور جو مستقیم رہا اگر عبادتی میں ہو بلکہ اپنے نفس کی خواہش کی پیروی کی
 ولو فی فعل قلیل یکون خارجا عن سوام السبیل ذلک فادس فی کمال التوحید ولعدم خلوص شرع
 اگرچہ چھوٹے کام میں ہو مردہ سوئی راہ سے چل گیا اور اس سے کھڑکی تو میں دیکھتا ہوں اور جو نہ کھاتا کوئی آدمی سے
 ذلک فی غالب الامور قال اللہ تعالیٰ وان یتنکح الا واریدھا فیکون ود کل حد علی الناس حقیقنا وانما
 ہوا جو آدمین ایسے خداوندی عالم نے فرمایا جو کہ تم میں سے کوئی ایسا نہیں جہاں پھر کرے پس ہر شخص کا مذہب جو گناہ کا تو یقینی ہوا اور
 الشک فیمن ینجو ومعا وقد جاء فی بعض الاخبار ما یدل علی ان اخر من یخرج من مہلک بعد سبعت الاون
 شک مرتبہ سات میں رہا کہ اس سے بچے نہ کسی کو جو کہ فی بعض حدیث کے بعض حکماء کے ہوا کہ ہر روز سے آٹھ سو چھتر چھتر سال کے روز بڑے بڑے کے ہوا کہ
 سبعت وبعضہم یحیی من مہلک برفنا خط فلا یكون له فیہا لبث وبعضہم یکت ذلک فی کل من ویر اللحد
 اور بعضہ اس سے بچے کچھ بھلی کی طرح گزر جائیگے اور بعضہ اس کے بعد آٹھ سو چھتر چھتر سال کے روز بڑے بڑے کے ہوا کہ
 وسبعت الاون سبعت ارجات متفاوۃ من الیوم والا سبوع والشہر والسنۃ والسنۃ فی سائر الاعمال
 اور سات ہفتہ میں کے درمیان بہت تفاوت درج ہیں دن ہفتہ مہینہ سال دوسال اور باقی تمام گنتی
 واما الاختلاف بالشہادۃ فلا تنہی بالاعلام وادناہ النعذب بالمتناقتۃ فی الحساب فان اختلاف علماء
 راہ گنتی نہایت اختلاف تو خدا کے اعلیٰ درجہ کی تو کوئی نہیں ہے اور ادنیٰ درجہ حساب میں کی گرفت کا حساب ہو کہ جو آخرت کے
 الاخرۃ وثوابہا بحسب قوۃ الایمان وضعہ وکثرۃ الطاعات وقلتها وکثرۃ الذنوب وقلتها وشواہد
 حساب وکتاب کا تفاوت ایمان کے قوت و صفت اور عبادت کی کمی و زیادتی اور گناہوں کی کمی و کثرت کے لحاظ سے ہوگا اور اس کی دلیل بخدا کا حکم
 هذا فی القرآن قوله تعالیٰ انکم تجزی کل نفس بما کسبت لا ظلم الا لکم وقوله تعالیٰ وان لکس لا لکس ان لا
 فرمایا میں نے آج میں نے جو کیا ہو اس کا بدلہ دے گا کسی پر آج ظلم نہ ہوگا اور دوسری جگہ یوں فرمایا ہے آدمی کو وہی ملے گا جو اس نے
 ما سعی وقوله تعالیٰ فمن یعمل یعمل ومن لا یعمل یعمل ومن لا یعمل یعمل ومن لا یعمل یعمل ومن لا یعمل یعمل
 کیا جو پہلے یوں ارشاد فرمایا ہے نہ وہی بھلی کی گنتی نہ اس کے گناہ کی گنتی اور میں نے یہ فرمایا کہ ہر آدمی کو اپنے گناہوں کی گنتی ملے گی اور اس کی دلیل بخدا کا حکم
 فی کتاب اللہ تعالیٰ وسبعت ہولہ من کون الشہادۃ العقاب جزاء الاعمال فعلی هذا کل من احکماصل الایمان
 قرآن و حدیث میں اس عنوان کی درجہ ہیں کہ قراب اور خدا سب اپنے اپنے اعمال کے برابر ہیں اس میں جہاں سے پھر ایمان کی جڑ مضبوط کر لی
 واحسن جمیع الفرائض التي هی الامکان الحسنة للاسلام با تین عمل الشہادۃ واقامة الصلوۃ وایتاء الزکوۃ
 اور تمام فرائض میں اس قسم کے پانچوں ارکان بھی طرح واداسکے یعنی کلمہ شہادت چھٹا نافرمانی ہونے کو نہ دے
 وصوم رمضان وحج البیت واجتنب الکبائر ولو یصدر منہ الا صغائر متفرقۃ من غیر ان یصر علیہا
 اور رمضان کے روزے رکھ دینیت اطہر کا چل گیا اور کبریا گناہوں سے بچا اور صرف چند چھوٹے چھوٹے گناہوں سے بچے اور ان میں بھی امر اور نہ کیا
 وادنی حق رکاب الکبائر والاصغائر علی الصغائر یعنی الا کتار فیہا سو اوقات من نوع واحد ومن
 اور گناہوں کو رکھنے اور چھوٹے گناہوں کو رکھنے کا ادنیٰ مطلب ہے کہ کثرت سے آدمی میں چھوٹے چھوٹے گناہوں سے بچے اور ان میں بھی امر اور نہ کیا
 انواع مختلفۃ یشبہ ان یکون عن اب بالمتناقتۃ فی الحساب فاذا حوسب ینجح حسنا علی سبائتہ
 مختلف قسم کے تو قراب ہے کہ ایسے شخص کا خدا ہر طرف حساب دیکھ میں غمت گیری سے ہو اور اس کا نتیجہ ایسی نیکیاں ہوں کہ ان پر غلاب آجائیں

و لا یزیدہ ما لم یعلمہ فکمال الانسان وصلاحہ باستعمال ما تبین القوتین فیما یفیعہ فی الدنیا
اور ادا دہی اس کے لئے نہیں ہو سکتا پس انسان کا کمال الہی دہی تو توں کے کام میں اس پر ہے جس سے وہ دہی جہان میں نفع حاصل کرے
و یجیبہ فی الدنیا و لتبیین فلا بد لہ من استعمال قوۃ العلم فی ادراک الحق و تہذیبہ عن الباطل
اور وہ دونوں دہیوں حاصل کرنے میں وہ دہی اس لئے ضرور ہر اکہ علم کی قوت حق کے معلوم کرنے اور باطل سے تہذیب کرنے میں استعمال کرے
و استعمال قوۃ الادراک فی طلب الحق و ابتداء علی الباطل لانہ اذا لم یستعمل قوۃ العلمیۃ فی معرفۃ
اور قوت ادا دہی کو طلب حق اور باطل پر اس کو تہذیب دینے میں کام میں نہ اس لئے کہ اس کے باوجود اگر اپنی قوت علیہ کو حق کے پہچاننے سے
الحق و ادراکہ فلا جرم انہ یستعملوا فی معرفۃ الباطل و ما یلین بہ و اذا لم یستعمل قوۃ الامر اذ یدہ
اور معلوم کرنے میں استعمال نہ کرے تو ضرور یہ کہ اس کو باطل اور اس کے واقعات کے معلوم کرنے میں استعمال کرے گا اور اگر اپنی قوت ادا دہی سے
فی طلب الحق و العمل بہ فلا شک انہ یستعملوا فی طلب الباطل و العمل بہ لثان الانسان بحصول
حق طلبی اور علی تک کام نہ دے تو کوئی شک نہیں ہے کہ اس کو باطل کی جستجو اور عمل بد میں صرف کرے گا انسان غرضی طور پر
علی معرفۃ ما بعد و فی قضی طبعہ عبادۃ خالقہ و التقرب الیہ بحکم الفطرۃ الی فطرۃ الناس
اپنے خالق کے سامنے ہر چیز پر اور اس کی طبیعت ہی اپنے خالق کی عبادت اور اس کی نزدیکی کا چاہتی ہے جتنی اس فطرت کے میں ہمارا ہی ہے
علیہا لکن لا عبرۃ یا لعمریۃ الجملیۃ و العبادۃ الطبیعیۃ لانہا تکتون علی مقتضی النفس و متابعۃ
لیکن یہ عقلی معرفت اور طبیعت عبادت قابل اعتبار نہیں ہے اس لئے کہ وہ بختنا سے نفس خواہش نفسانی کی
ہو اما فلا یخضعون شوب الشریک و انما المعتبر بالمعرفۃ و العبادۃ علی وفق الشرع لا علی وفق الطبع
ہر دہی سے ہر اکہ کی ہے پس وہ شرک کی پیشکش سے خالی نہیں ہے اور معرفت اور عبادت وہی تجربہ سے جو غریب کے مطابق ہو وہ کہ جس طبیعت پر
الا تری ان الیسرین فی طبعہ السجود لربہ حتی عبد الله تعالیٰ فیما یروی ثمانون الف سنۃ
کہ تو نہیں دیکھتے کہ انہیں کا طبیعت اور عبادت کا یہ ہے کہ اس نے اپنی ہی پر اس انداز پر سنہل کر کے
و انظمہم بکثرت عبادتہ فی سلك الملائکۃ المقربین لعلہم امر بالسجود علی خلاف طبعہ انی استکبر بکائن
اور اس کثرت عبادت کی وجہ سے شریک فرشتوں میں قابل ہو گیا ہر چیز وہ اپنی طبعیت سجدہ کرنے کے لیے اور یہ وہاں سے کہ انہیں کائنات کا
من الکافرین فان من یتبع طبعہ ہوا فانہ لا یفعل شیئاً من المعرفات الا ما یوافق ہوا و ما یترک
کافروں میں سے ہو گیا۔ اس لئے کہ بعض اپنی طبیعت اور جو اسے نفس پر کار بند ہو اسے وہ وہ منہات میں سے کوئی کام نہیں کرنا چاہتا وہ کام جس کی مخالفت اس کے طبیعت سے ہوتی ہے
شیئاً من المملکت الا ما یجانب ہوا و قد قال بعض السلف من لم یعمل من الحق الا ما یوافق ہوا
حرام چیزوں کو جو اسے طبع و فطرۃ کے خلاف ہو اس کے معنی جس کے خلاف ہو ان بعض متقدمین کا قول ہے کہ جو بعض آدمی ایک کر کے جو ان کی طبیعت کے موافق ہو اور
یا ترک من الباطل الا ما یخالف ہوا و لا یصلح امر او عمل مزالحق و لا یخوف من و زما ترک من الباطل
الاولیٰ سے اسی کو ترک کرے جو اس کے خلاف نہ ہو جو اس کو اس عمل تک کا غائب نہ ہو گا اور اس میں حرام کے ترک کرنے سے وہ مذاب سے بری ہو
بل یکون هذا اسباب السوء خاتمت و شوم عاقبت فان السوء الخاتمت اسبابا یجب علی المؤمنین
بلکہ اس کی خاتمت اس کے انجام ہے اور عاقبت کی خرابی کا سبب ہو گی نیز کہ خاتمہ کی خرابی کے بہت سے اسباب ہیں جن سے مومن کو
ان یجتنب عنہا و منها الفساد فی الاعتقاد و ان کان معکمال الزهد و الصلاح فان من کان لہ فساد
بچنا ضروری ہے جو ان کے ایک عقیدہ کی خرابی ہے اگرچہ اعلیٰ درجہ کے زہد اور صلاحیت کے ساتھ جو اس لیے کہ جس شخص کا عقیدہ و تاسد ہو
فی اعتقادہ مع کو نہ تھا طبعاً متیقن بہ غیر ظان انہ اخطأ فیہ قد ینکشف لہ فی حال السکرات
اور اپنے اس عقیدہ کو کہ سب سے اچھا نہیں لگتا ہو کہ اپنی عقلی یا شعور گمان بھی نہیں لگتا ہو گا کہ کئی کے وقت معلوم ہو گا
بظان ما اعتقدہ فیظن ان سائر ما اعتقدہ من الاعتقادات الختمة مثل هذا الاعتقاد باطل
کہ میرا اعتقاد باطل تھا اور حق عقیدہ دوسرے کے نسبت میں خیال ہو گا کہ وہ بھی اس اعتقاد کی طرح باطل ہیں

لا اصل له ان لم یکن عند الفرق بین اعتقاد واعتقاد فیکون انکشاف بطلان بعض اعتقادات
اور اگر کسی کو ایسا نہیں ہے اگر کسی کو اس عقیدے اور اسی عقیدہ میں فرق معلوم نہ ہو پس بعض اعتقادات کی غلطی ظاہر ہوتی ہے
سبب انزال و بقیۃ اعتقادات فان خرج روحہ فی هذه الحاله قتلان بتدریج ویعود ال اصل
باقی اعتقادات بھی زائل ہو جائیں گے پس اگر کسی حال میں ایسی روح عمل کرے اور وہ اپنے ایمان کو ناکارہ دست نہ کر سکے
الایمان یختلہ بالسوء ویخرج من الدنیا بغیر ایمان فیکون من الذین قال اللہ تعالیٰ فیہم
تو اس کا خراب ہوا اور وہ نہ سہلے ایمان کیا اور اگر کوئی ایمان سے ہٹا اور دوسری آیت میں فرماتے ہو کہ کوئی ایمان نہ کرے تا دین کر کے عمل کی امارت گئے
و کبر الھم من اللھ ما لکم لکم و یکتسبون و قال فی آیۃ اخری قل من ینبئکم بما لاخیر من اعمالکم
اور آخر کی طرف سے ان کو وہ بات ظاہر ہوئی جس کا ان کو گمان بھی نہ تھا اور دوسری آیت میں فرماتے ہو کہ کوئی ایمان نہ کرے تا دین کر کے عمل کی امارت گئے
الذین ضل سبیلھم فلیحییوہا لک لکبر وھو یکتسبون الھم یکتسبون صغار فان کل من اعتقد
وہ کو جس جگہ سے دین میں ضل ہوئی اور وہ سمجھتے ہیں کہ ہم ایمان کر رہے ہیں وانیہم یفطن
نحیثا علی خلاف ماھو علیہ اما نظرا بآیۃ وعقلہ واخذاً من هذا حالہ فھو واقع فی هذا الخطر
واقع سے غفلت اپنی راہی و عقل سے ایسی اور سے جس کا یہی حال ہو جس منکر کی بات کا اعتقاد کرے تو وہ اس اندیشے میں ہے
ولا بد فہ الزھد والصالح و انما یدفعہ الاعتقاد الصبر المطابق لکتاب اللہ تعالیٰ سنۃ رسولہ
اور بہتر گامی اور ان کی اس اندیشہ کو دفع نہیں کر سکتی بلکہ آندیشہ صرف اس عقیدہ صحیح سے دور کرے کہ جو کتاب اور اسد سنت رسول کے مطابق ہو
لان العقائد الدینیۃ لا یعتد بہا الا ما اخذت منها و منھا الاصل و اصل المعاصی فان من اصلہ
اس لیے کہ دینی عقائد ہی میں جو کتاب اور اسد سنت رسول سے اخذ ہوئی اسباب میں سے ایک سبب کو بنا کر پر اور اس میں بھی ہے جو کوئی شخص
حلی المعاصی یحصل فی قلبہ الفہم و یحیی ما الفہ لا لسان فی عمرہ یعرف ذلک عند موتہ فان کان
تاکون گامی ہو جائے اس کے دل میں کہ وہ کی نسبت ظاہر ہے اور قاعدہ یہ کہ انسان زندگی میں بہتر سے بہتر عمل کرے کہ وقت میں ہی یا دہی کرے کہ
میلہ الی الطاعات اکثر یكون کثر ما یحضر عند الموت فکر الطاعات وان کان میلہ الی المعاصی
تو اگر عبادتوں کی طرف زیادہ ہے تو اس کو مرے وقت زیادہ عبادتوں کی یاد آئے گی اور اگر اس کو فکر طاعتوں کی طرف زیادہ رکھتی تھی
اکثر یكون کثر ما یحضر عند الموت ذکر المعاصی فوجبا یغلب علیہ حین نزول الموت بہ قبل الموت
تو مرے وقت میں کثر یاد کرے طاعتوں کی یاد آئے گی اور اکثر اوقات مرے وقت تو بہ سے سبب
شہوة من الشهوات و معصیۃ من المعاصی فلیتقید قلبہ بہا و یصبر حیا یا بنی و بین و بین
اس لیے کہ تو اپنی نفسانی نفس کو نگاہ غالب ہو جائے اور اس کا دل اسی میں پس باوجود اور اس کے اور اس کے ہر دو دلیان پر ہر دو ہمارے
لشقا و فی اخرجہا بقولہ علیہ السلام المعاصی بدیہا لکفر والذی لہ یزنگ ذنبا اصلا
اور اگر ذنوب میں اس کی بدیہی کا سبب ہیں تو اسے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ اگر کوئی کفر کا تہہ ہے اور جس سے کوئی کفر نہیں کیا
او ارتکب و تاب فھو یبعید عن هذا الخطی اما الذی ارتکب فویکثر فیکثر حتی کان الذی من طاعة
یہ کرے تو نہ کرے تو وہ اس طرح سے دور ہے اور وہ شخص جس سے اس کفر سے نہ دیکھ کر جس کی جادوں سے بھی بڑھ سکے
ولو یثب عنہا بل کان مصل علیہا فھذا الخطی فحق عظیم جدا اذ قد یكون غلبۃ الالہ بہا
اور اس سے بھی نہیں کہ جو نہیں برادر اور اس کے حق میں یہ نظر لینی ثابت ہے اس لیے کہ کثرت اوقات کا ہونا سے بہت بڑھ کر اس کا سبب ہو جائے
سبب لان یتمثل فی قلبہ صور تھا و یقیم منہ میل الیہا و یقبض بروجہ علیہا فیکون سبباً لسوء
کوئی شخص دل میں کئی صورت پیدا ہوتی ہے اور اس کی طرف اسے رغبت ہو جاتی ہے اور اس کی وجہ میں کوئی بات ہے جس سے وہ اپنے کفر سے فریاد نہیں کر سکتا
خاتمۃ و یعرف ذلک بمثال وھو ان الانسان لا یثاب انہ ہری فی منامہ من الاحوال التی لھا قضا طول
یہ بات ایک مثال ہے مجھ میں آجائیں ایسی اس میں شک نہیں کہ انسان خواب میں وہی چیز دیکھتا ہے جس سے وہ زندگی میں بچاؤ پا رہا ہے

بقدر محبت لا عجباً للدين يا لانه يفكر قها ومن يفكر في محبوبه يشتد الموه و عذاب فمهما كان
 اور تو کیا کہ محبت کے ساتھ جان سے محبت ایسے کر دے اگس سے جدا ہو جائے اور غرض ہے جو کہ یہاں پہنچا کر سخت ہوئی اور تکلیف ہوئی اور تیس سال میں

الغالب على القلب حب الولد والمال المسكين والعقار فها رجل جميع محابه في الدنيا والدنيا
 كرسك اور مال اور عا اور زمین کی محبت غالب ہوگی تو یہ ایسا شخص ہے جس کی تمام سندھو زمینیں دنیا ہی میں ہیں اور یہی

جنت۔ فموتہ خروج من الجنة وحیلولة بین و بین محبوبہ ولا یخلف الہ من یحلم بیدہ و بین
 مکی کتب سے نوٹس کارنا گزرا جنت سے انکار اپنے محبوب سے ملو گا نہ ہے۔ اور ظاہر ہے کہ محبوب کو ہر حال میں کسی درجہ پر پہنچا دے گا

عجوب و اما اذا لم يكن له محبوب سوى الله تعالى فالدينيا سجنه فموتة خروجه من السجن بلقي اور حبسك الاشكس سوال کوی انا محبوب ہو ہو و غار دوزخ ہو گئی اور کس کا نام نہ گونا دوزخ سے نکلا اور

محبوبہ فہد اول ما یلقاہ کل من یفارق الدنیا عقب موتہ من الفرح والالہ فضلہا اعدا

اللہ تعالیٰ من النعمان المقبول لعباده الصالحین ومن العذاب لا للبیہ الذین استغفروا الحیوة الدنیا و

رضو ابہا ولودیسعد والفاء اللہ تعالیٰ فحسبک ان سلیم بن عبدالمکمل داخل لحد ینة

حاجا قال هل بها رجل درس في عدة من الصلوة قالوا نعم ابو حازم فادخل اليه فلما اتاه

قال يا ابا حازم ما لنا نكره الموت قال تكبر عمر بعد الدنيا واخر يتو الاخرة فتكرهون الخروج من

لَا تُكَاذِبُوا وَلَا تَكُونُوا مِمَّنْ يَدْعُونَ إِلَى الْخُرَابِ قَالَ صِدْقٌ لَيْتَ شِعْرِي مَا لِيَ أَعْبُدَ اللَّهَ تَعَالَى غَدًا قَالَ عَرَضَ عَلَيْهِ

[illegible]

سب اضرے مقابلہ کر کے دیکھ لو اس سے کہا یہ مضمون کس مقام پر ہے آپ نے کہا اشراروں پر فرما ہے بلکہ اشرارین ہیں ہر آدمی کو اور ہر کار و دفع میں ہر آدمی کو کہ
 رَحِمَہُ اللہُ قَالَ اِنَّ رَحِمَہُ اللہُ قَرِیْبٌ مِّنَ الْحَسَنِیْنَ قَالَ لِمَ شَعَرْتُ کَیْفَ الْعَرَضِ عَلٰی اللہِ تَعَالٰی

غدا قال اما المحسب فكلنا غائب لاني بقدم علي اهله واما المسئ فكلنا بيق بقدم علي مولانا فيكم

[illegible][illegible]

اور مغربیوں نے تجھ کو ایسے حال سے کہ تجھ کو اس کا کمر ٹوٹ گیا ہے

۱۰۱ مسلمان

وَبَيْنَ أَجْزَالِهِمْ جَبْرِيَالٌ قَالَ سَمِعْتُ اللَّهَ يَقُولُ إِنَّهُ يَرْضَى عَنْكُمْ وَلَهُ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدْرٌ
اور مجاہد اور ہاجر کے فرق کے چاروں میں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ میں نے اسے

فی طاعة الله تعالى والمجاهدين من ترك الخطايا والذنوب هذا الحديث من حسان المصنفين وهو
 ايها بن آدم ادر ما جرمك ودر چه خطای تو اورنگت چو کوه گزاسی بر حدیث صحابہ کی حسن حدیث بن سے ہے جس کے راوی
 فضالة بن عبيد ومعناه ان المؤمن ليس من قبل الايمان فقط بل المؤمن الكامل في ايمانه
 نفساً و بدن میں عید اور اس کے معنی یہ ہیں کہ مومن وہ نہیں ہے جو صرف ایمان کا نامی ہے بلکہ مومن کامل ایمان
 هو الذي ظهر ايمانه واستقامته بحيث يكون الناس منه امية لا يخافونه على سفك دماءهم
 وہ ہے جس کی امانت اور استقامت ایسی ظاہر ہو کہ لوگ اس سے بے خوف ہوں اور اس بات کا خوف نہ رکھیں کہ وہ ہتھیار اٹھا کر
 واخذوا هو ظلموا والمسلم ليس من يملك كلمة الشهادة فقط بل المسلم الكامل في اسلامه
 اذ لم يمار له شيء اور مسلم وہ نہیں ہے جو صرف دونوں کے شہادت کے لئے ہے بلکہ مسلم کامل الاسلام وہ ہے
 هو الذي لا يؤذي حدا من المسلمين باللسان بالشر والغيبة والتمني والبهتان ولا يديه بالضرب
 جس کی مسلمان کو نہیں ملتا نہ زبان سے گالی دے نہ دھمکی دے نہ گستاخانہ نہ ہتھکنڈے نہ جھوٹے بیانات نہ لے نہ کسی کو مار کر
 والقتل واخذوا له بغية حتى وانما حصل له اللسان بالذاكر من دين سابق لا يعضا مع الايمان
 اور قتل کر کے یا قتل کی خاطر بغیہ حاصل کرے اور سوائے ایمان کے کسی اور دین سے بھی لڑے اور اگر کسی کو مارے یا قتل کرے
 كما يكون محمداً يكون بغية هاهنا من الاعضاء كالعين والاذن والرجل اذ انظر الى بيت الغيل واستمع
 جیسی ہاتھ اور زبان سے ہوتی ہے ویسی ہی اور اعضا کے گانہ پر وغیرہ سے ہوتی ہے ایسے طرح کو دوسرے شخص کے گرجن جھانکے
 فولا لا يرضاه او دخل ملكه بغية اذ لا يكتفى باليد يحصل بهما واما اجمع بينهما فلا
 ان كان له مرض في العين او في الاذن او في الرجل او في اليد او في غيره من اعضاءه او في غيره من اعضاءه او في غيره من اعضاءه
 كف اليد يحتفل ان يكون بسبب الضعف وعدم القدرة واذا ضاع اليه كف الانسان يتعجب
 کہ ہاتھ کا رول نہ ملے ہے ضعف یا عدم قدرت کی وجہ سے ہوا اور جب کہ اس کے ساتھ زبان اور اذن اور ہاتھ وغیرہ کی بات سنیں ہوتی
 ان كف اليد كان للاسلام والمجاهد ليس من يقاتل لكذا فقط بل المجاهد الكامل من يقاتل
 کہ ہاتھ کا رول نہ ملے ہے اسلام کی وجہ سے اور مجاہد وہ نہیں ہے جو لڑنے کے لئے مجاہد کامل ہو ہے بلکہ
 نفسه ويحليها على طاعة الله تعالى ويمنعها عن معصية تعالى لان نفس الانسان اشتد علاوة
 اپنے نفس سے لڑے اور اس کو اللہ کی عبادت پر آمادہ اور گناہ سے روکے اور اپنے نفس ان کی کڑا سے
 معه من الكفار لكون الكفار في ابعد مكان منه لا يتفق تلاحقه وتقاتله وتقاتله وتقاتله
 زیادہ مسلمان کا دشمن ہے اس لیے کہ کفار تو اس سے دور رہتے ہیں جن سے لڑنے اور قتل کا بھی کبھی اتفاق ہوتا ہے
 بعد حين واما نفسه فانها ابد الا لزمه وتقاتله وتقاتله وتقاتله وتقاتله وتقاتله
 اور اس کا نفس ہمیشہ ہر آن اس کے ساتھ ہے اور اس سے واپس نہ ہوتا ہے اور اس کو بھیجیوں اور عبادتوں سے روکنا ہے اور اس کو کما ہوں
 المعاصي وانواع الفسادات ولا شك ان القتال مع العدو الملازم اهم من القتال مع العدو
 اور جہاد کے فسادات پر آمادہ ہونا ہے اور ایمان کو کسی تکلیف سے چھوڑ دینے سے لڑنا دور کے دشمن کی لڑائی سے زیادہ دشوار ہے
 البعيد يفهم هذا قوله كأيها الذين آمنوا تقاتلوا الذين يلوونكم من الكفار فان تعالى ام المؤمنين
 اس کا شاہد اللہ تعالیٰ کا یہ قول ہے اے ایمان والو! اپنے نزدیک کے کافروں سے لڑو کیونکہ اللہ تعالیٰ نے تمہیں جو حکم دیا ہے
 ان يبتدوا بقتال لكن الذين كفروا افرغوا من الاقرب فليقاتلوا الا بعد قال المجاهد
 کہ پہلے پاس والے کفار سے قتال کرو اور جب ان سے فرار ہو جاؤ تو دور والوں سے لڑو اور مجاہد
 ليس من هاجر من مكة الى المدينة قبل فتح مكة فقط حتى تنقطع على الحرة وبعد فتح مكة بل الهجرة
 وہ نہیں جو مکہ سے مدینہ قبل فتح مکہ فقط حتی تنقطع علی الحرة وبعد فتح مکہ بل ہجرت کا سلسلہ منقطع ہو جائے بلکہ ہجرت

فالبعض قضاء الصلوة والصوم وغيرهما وفي البعض كفارة واما حقوق الاميين فلا بد من الصلوات
اسراراً فليأخذوا بها مثلاً فانهم قد ذكروا وغيره اور بعضوں میں کفارہ دینا ہوگا اور آمین کے حقوق تو جسے چاہے کسی کو دینے کو
لی مستحقہا فان لم يوجد وايلزم تصديقها عن يمينه ان يكون وديعته عند الله تعالى يوم صلحها
اگر وہ ذمہ لے تو صدقہ کر دینا چاہیے اس نیت سے کہ وہ اللہ کے یہاں امانت رہیں
الی اصحابها يوم القيمة فمن لم يجد سبباً لوجه عماد عليه من التجات لعلها عساه فعلية ان يكثر
اور اللہ ہی جہاں کہو کیا قیامت کے روز دیکھو اور جبکہ سبب ہی تنگدستی کے من الصلوات سے سبکدوشی حاصل کرنے کی کوئی سبب نہ ہو سکو چاہیے کثرت سے
من الاعمال لعلها يستغفر لمن ظلمه من المؤمنين المؤمنين في اكثر الاوقات فانه اذا فعل
نیک اعمال کرے اور اکثر اوقات اُن مؤمنین اور مؤمنات کے لیے دعا سے مغفرت کرتا ہے چہرے کے لیے کہ اسے چاہے وہ ایسا کرے گا
لذلك يرجى من فضل الله تعالى ان يرضى خصاء يوم القيمة بلطفه وكرمه المجلس الحادي عشر
تو خدا سے امید ہو کہ وہ اس کے دعاؤں کو اپنے لطف و کرم سے قیامت کے دن راضی کرے گویا ہر روز یہ مجلس

فی بیان افضل الذکر وافضل الاعمال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم
افضل ذکر اور افضل دعا کے بیان میں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے

افضل الذکر لا اله الا الله وافضل الاعمال الحمد لله هذا الحديث من حسان الصابغين رواه جابر
بشرین اذ کا لا الا اللہ اشہر اور بہ دعاؤں میں افضل الحمد لله ہے۔ حدیث مسند ابی حاتم میں ہے جسے راوی حضرت جابر بن

وانما جعل في الحمد لله من افضل الاعمال لان الدعاء عما قرع عن ذكر العبد ربه هو سؤاله عن فضل
اور اس میں الحمد لله کو سب سے زیادہ دعاؤں میں افضل اس لیے کہ جو کہ دعا کے ہر سبب میں بندہ اپنے اللہ کو یاد کرے اور اس پر فضل کی درخواست کرے

فقال الحمد لله المعنى موجودا فيه ذكر الرب في طلب المزيد لانه من اس الشكر والحمد في
اور الحمد لله میں ہے موجود ہے اور وہ جیسا کہ اس میں الحمد لله کی یاد دہانی کی دعا ہے جو کہ یاد دہانی اصل سے ہے اور حمد و شکر سے ہے

لقوله نعم الحمد لله من اس لشكر كما اشكر الله عبد لم يحسنه والشكر يستلزم المزيد لقوله تعالى لو ان
اس لئے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ الحمد لله شکر کا سب سے زیادہ الحمد لله کہتا ہے خدا کا شکر نہیں کیا اور شکر سے نعمت اور رحمت جو اس کو ملے فرماتا ہے

لا تدرككم من قال الحمد لله يصيبكم من ساله عنه نعم زيادة فضل بعد ثناء عليه واما كون لا اله الا الله
کہ اگر تم تمنا کرو گے تو میں اور وہ تمہارے لیے شکر ہے الحمد لله کہتا ہے گویا اللہ کی تعریف کر کے اس سے زیادہ فضل کی درخواست کی اور لا الا اللہ شکر

افضل لا ذكر فلان فيه معنى لا يحسن في ذكر غيره ويعرف ذلك المعنى بحسن المكة جميعاً على وجهه في حق
تمہارے میں بہتر ہے کہ اس کے معنی میں ہے ہات پاؤں کا ہونا نہ کہ زبان میں نہیں اور جبکہ یہ منہ معلوم ہو گئے اس لئے کہ وہ سب باتیں معلوم ہو گئیں اور اللہ کو جاننے کے کوثر ہے

وذلك المعنى شأنا لا الوهية له تعالى فنعما اعماله ويند في معنى لا الوهية جميعاً على وجهه في حق
ہیں۔ یعنی ذات باری کے لیے الوہیت ثابت ہو چکا اور غیر خدا سے کچھ فنی ہو جاوے اور الوہیت تو کسی میں رہے سب باتیں داخل ہیں چنانچہ جانتا اللہ کو نہیں ضروری ہے

ما يجب حق تعالى وما يستحيل عليه وما يجوز له لان لا الوهية تشتمل على معنيين احدهما
یعنے وہ اوصاف جو خدا کے لیے ضروری ہیں یا جو اس پر محال ہیں یا اس کے لیے جائز ہیں اس لیے کہ الوہیت دو معنیوں کو شامل ہے ایک یہ کہ

استغناؤه تعالى عن جميع ما سواه والثاني افتقار جميع ما عداه اليه تعالى فعل هذا يكون معنى كلمة
اللہ کا تمام ماسوا سے بے نیاز ہونا دوسرے ماسوا کا اس کے طرف محتاج ہونا اس بنا پر کہ اللہ تو جس سے

التوحيد المستغنى عن جميع ما سواه ولا مفتقر اليه جميعاً عداه لان الله تعالى اما استغناؤه تعالى
یہ ہے جو کچھ کوئی ذات اللہ کے سوا ایسی نہیں جو اس سے بے نیاز ہو اور جسے سب محتاج ہوں اور جس کے لیے نیازی

عن جميع ما سواه فيوجب له تعالى الوجود والبقاء اذ الوجود واجب له تعالى هذه الصفات
میں ماسوا سے اس کے وجود اور بقا کی ضرورت اور واجب کہ اس کے لیے کہ اگر یہ صفات ذات خدا ہی کے لیے واجب ہوں

لکان محتاجاً لیحدث لان انتفاع شیء عن هذه الصفات يستلزم الحدوث وکل حادث مقتضی
 تدرج وکسی پیدا کرنے والے کا محتاج ہوگا اس لیے کہ ان صفات میں سے کسی ایک کے نہ ہونے سے ممکنہ حادث لازم کا جو اور حادث
 الی حدث وکذا یوجب له تعالیٰ التنزه عن النقصان وینخل فی التنزه عن التقصان وجوباً لم یسمع
 پیدا کرنے والے کا محتاج ہر اس طرح خدا کا تمام برائیوں سے پاک ہونا ضروری ہو اور نقصان سے پاک ہونے میں
 والی صبر والکلام اذ لو لم یجب له تعالیٰ هذه الصفات لکان متصفاً بالنقصان محتاجاً الی من یدفع
 اور کہیں اور کلام کو نہ کی صفات بھی ضرور شامل ہیں کیونکہ اگر یہ صفات ضروری نہ ہوتیں تو اللہ میں نقص پا جاتے اور کسی ایسی چیز کی طرف محتاج ہوتا جس سے
 عنه تلك النقصان وکذا یوجب له تعالیٰ التنزه عن الاغراض فی افعاله واحکامه اذ لو لم یجب
 ان نقصان کو دور کرنا اس سبب سے بھی ضروری ہے کہ وہ اپنے افعال و احکام میں اغراض سے پاک ہو اس لیے کہ اگر وہ
 له تعالیٰ التنزه عن الاغراض لکان محتاجاً الی ما یحصل به غرضه وکذا یوجب له تعالیٰ ان لا یجب
 اغراض سے پاک ہونے اور کسی چیز کی طرف اس احتیاج سے نہ ہو کہ اس کی غرض حاصل ہو۔ اس لیے خداوند عالم کسی چیز کا نہ کرنا چاہتا کہ اس پر واجب نہیں ہے
 علیه فعل شیء من الممكنات و لانه اذ لو وجب علیه شیء منه لکان محتاجاً الی ذلك الشیء
 اس لیے کہ اگر اللہ میں سے اس پر کوئی چیز واجب ہوتی تو لازم ہوتا کہ وہ اپنے لیے اس شے کی طرف محتاج ہو
 لیکمل به اذ لا یجب له تعالیٰ الا ما هو کمال واما افتقار جمیع ماعدا الیہ تعالیٰ فی وجوب له تعالیٰ
 اس لیے کہ خدا پر وہی صفات واجب ہیں جو اس کے لیے کمال ہیں۔ اور کل ماسوا کے لیے کی طرف محتاج ہونے سے اس کے لیے
 القدرة والارادة والعلم والحیوة اذ لو لم یجب له تعالیٰ هذه الصفات لکان عاجزاً عن ایجاد شیء
 قدرت اور علم اور ارادہ اور حیات کے صفات لازم آتیں اس لیے کہ اگر اللہ کے لیے یہ صفات لازم نہ ہوتیں تو وہ عالم امکان کی کوئی چیز پیدا کرنے کا
 من الممكنات وکذا یوجب له الوجود لانه اذ لو لم یجب له تعالیٰ الوجود لانبیء بل کان مع عجزه فی
 اس طرح اس کے لیے عدمیت واجب ہو اس لیے کہ اگر اللہ کے لیے عدمیت کی صفت ضروری نہ ہو بلکہ اس کے خلاف میں کوئی اور بھی
 الا لوهیة لم یقتض له شیء من الممكنات للزوم عجزه ما یؤخذ من افتقار جمیع ماعدا الیہ تعالیٰ
 شامل ہو تو اس کی طرف کوئی چیز محتاج نہ ہوگی اس لیے کہ وہ ان عاجز ہیں اور نہ کہ تمام چیزیں ان کی طرف محتاج ہیں اس لیے
 حدوث العالم لیس فی اذ لو کان شیء منه قد یما لکان مستغنیاً عنه تعالیٰ غیر مقتضی الیہ و یؤخذ من
 لازم آتا کہ کل عالم حادث ہوا اس لیے کہ اگر کوئی چیز قدیم ہوگی تو وہ خدا سے پیدا ہوگی اور ان کی طرف اس کو کچھ حاجت نہ ہوگی۔ اور اس کو یہ بات بھی نکلتی ہے کہ
 ایضاً ان لا یؤثر شیء من المخلوقات فی اثرها اذ لو کان فی شیء من المخلوقات تاثر فی اثرها لکان فی ذلك الاستغنی
 مخلوق سے کسی چیز کو کچھ میں کوئی دخل نہ ہو اس لیے کہ اگر مخلوقات میں سے کوئی چیز کسی اثر میں کوئی تاثر رکھتی ہو تو وہ اثر اللہ کا محتاج نہ ہوگا
 عنه تعالیٰ غیر مقتضی الیہ فعلی هذا کل من یقول لا اله الا الله یشهد بان یقول لا واجب لوجود الله قد
 بلکہ یہ لازم ہوگا۔ اس تقریر کی دوسری بات یہ ہے کہ جو شخص لا ازل اللہ کہتا ہو وہ کوئی یا نہ کہ کوئی سوائے اللہ کے نہ ہوگی واجب الوجود ہے
 ولا واجب لقدم والبقاء لا الله ولا قادر علی ایجاد الممكنات کلها لا الله ولا عالم علی الیتما من المعلوم
 نہ کوئی قدیم اور باقی اور نہ تمام ممکنات کے پیدا کرنے پر کوئی قادر ہے اور مملو بات غیر متناہی کا کوئی عالم ہے
 لا الله ولا مانع عن جمیع النقصان ولا عن الاغراض فی افعاله ولحکامه لا الله ولا مؤثر فی شیء من
 نہ کوئی نقصان سے بری ہے نہ اپنے افعال و احکام میں اغراض سے پاکیزہ نہ کسی مخلوق میں کوئی مؤثر ہے
 المخلوقات لا الله و علی هذا القیاس کل ما وجب فی حقہ تعالیٰ ولا تحال علیه و جائز وقد ظہر
 اس سبب سے تمام صفات جو اللہ کے لیے واجب یا محال یا جائز ہوں اس سے ظاہر ہوا کہ
 من هذا ان فهم معنی کلمة التوحید یتوقف علی معرفة الله تعالیٰ و معرفة الله تعالیٰ
 توحید کے معنی سمجھنا معرفت اس پر موقوف ہے اور اللہ کی معرفت

لیست ضروریہ حتیٰ یحصل بالبدانہ مکرمۃ کون الواحد نصیباً لاثنين بل انما تحصل
 البی خیر نہیں ہے کرگاہ براہیہ سمجھیں جیسا کہ ایک کو دو کا آھا سمجھتے ہیں بلکہ محض
 لااستدلال الذی هو النظم فی الدلیل فیكون النظم اجباً لانه تعالیٰ امر به وقال انظر فیما اذا
 استدلال سیفہ دلیل پر فکر کرنے سے معلوم ہوتا ہے پس ظہر واجب ہو گیا کہ اللہ تعالیٰ نے اسکا حکم فرمایا جو چیز کو کہہ کر
 فی السموات والارض فمن تركه يكون انما لانه اعطى الانسان نعمۃ العقل فیستدل بجمیع حروف
 آسمان اور زمین میں کیا جو اور جو شخص غور نہ کرے گا وہ گنہگار رہے گا اس لیے کہ خدا نے انسان کو عقل کی نعمت اسی واسطے دی جو کہ جو
 وقدم موصوحدتہ وسائر صفاتہ القیدل علیہا أفعاله وحمل القدر والاداء والعلو والحبو
 اور قدامت اور وحدت اور تمام صفات پر جبر اس کے افعال و قوت کرتے ہیں قدرت اور اداء اور علو اور حیات ہر چیز پر
 فاذا لم یستدل به لا یكون مؤدباً مشکر نعمۃ العقل فیکون انما فینبی فی مشیئة اللہ تعالیٰ
 اور اگر استدلال نہ کرے گا تو گویا اسے نعمت عقل کا شکر نہیں ادا کیا پس گنہگار رہے گا اور اللہ کے اختیار میں ہوگا
 ان شاء یفوقه ویدخله الجنة بلا عذاب وان شاء یعد به بقدر ذنبه یفرضه جہنم
 چاہے جہنم سے اور بلا عذاب جنت میں لے جائے اور چاہے نہ سمجھے اور بقدر گناہ کے عذاب و جنت میں لے جائے
 فعلى هذا یجب علی کل مؤمن ان یعترف فی معرفۃ اللہ تعالیٰ حتیٰ لا یمکنہ فہم معنی کل مہم التوحید
 اس بنا پر ہر مومن پر واجب ہے کہ معرفت الہی میں کوشش کرے تاکہ محسوس کرے کہ حق کے معنی سمجھنا آسان ہو
 التی ہی من الجنة وسبب الخلاص من العذاب المؤمن وقد نزل العلم علی الزم فہم معنی
 اور یہی کارہی جنت کی قیمت اور عذاب ابدی سے رہائی حاصل کرنے کا ذریعہ ہے اور علم نے صاف کر دیا کہ اس کے معنی سمجھنا ضروری ہے
 ولا لا یتفہم بجمیع متلفظہا فی الانقاد من الخلود فی النار اذ لیست ففہمیتہا بأزوار قریب اللسان
 وہ نہ سمجھتا زبان کو کہہ سکے جو معنی فہم نہیں ہے کہ عذاب ابدی سے بچے اس لیے کہ اسکی فہمیت صاف اس میں نہیں ہے کہ زبان بلا تفسیر
 بہا من غیر حصول معنیہا فی القلب بل فہمیتہا بآراء احصول معنیہا فی القلب بسبب معرفۃ
 اور اس کے معنی دل میں خاک نہ سمجھے بلکہ فہمیت اسکی اس لیے کہ اس کے معنی معرفت الہی کے ذریعہ اس کے دل میں ہو
 اللہ تعالیٰ ولینزل لہ من معرفۃ اللہ تعالیٰ معرفۃ ذاتہ لان ذاتہ تعالیٰ لیست معلومہ
 اور معرفت الہی سے مراد یہ نہیں ہے کہ ذات الہی کو معلوم کرے اس لیے کہ ذات الہی کو تو بشر جان ہی نہیں سمجھتا
 للبشر بل لہراد بہا معرفۃ تعالیٰ فی حقہ تعالیٰ وما یتستعمل علیہ وما یعجزہ لیلعلین بنظرہا
 بلکہ مراد یہ ہے کہ ہر انسان کے کون سے صفات خدا کے لیے ضروری ہیں اور کون محال ہیں اور کون اس کے لیے جائز ہیں تاکہ معلوم ہو جائے کہ کون
 مانفی عن غیرہ تعالیٰ وما ثبت لہ فانہا مرکبۃ من نفی وثبات فالمنفی کل فرد من
 کس صفت کو اس سے نفی کر کے اور کس کو اس کے لیے ثابت کرے اس لیے کہ کلمہ اثبات و نفی سے مرکب ہے جیسے اللہ کے سوا فرد کو
 افرا دحقیقۃ لا لہ سوا اللہ تعالیٰ والمثبت فرد واحد من تلك العقیقۃ وهو اللہ تعالیٰ ومعنی
 حقیقت ان کے افراد میں سے نفی کرنا ہے اور اس میں سے معرفت ایک فرد ہے اللہ تعالیٰ کو ثابت کرنا ہے اور ان کے معنی
 الا لہ هو الواجب لوجود المستحق للعبادۃ وهذا المعنی کل قبل بحسب محمد ادرار کہ ان نصیب
 یہ ہیں واجب لہراد مستحق عبادت اور یہ معنی کل ہیں ممکن ہے کہ بعض اپنے معنی کے لحاظ سے
 علی کثیرین لکن الدلیل المقطعی بدلی علی سحالات التعدفہ وكونہ خاضعاً لذلک اللہ تعالیٰ ذلک
 افراد کثیر پر صادق آسکتا ہے لیکن دلیل قطعی بدلی علی سحالات التعدفہ وكونہ خاضعاً لذلک اللہ تعالیٰ ذلک
 الدلیل وجودہا عالم فانہ لکنہ حادثاً محتاجاً الی محدث بدلی علی ان لہ موجد قد بعا واحداً
 دلیل عالم حادث ہونا ہے اس لیے کہ وہ حادث ہونے کی وجہ سے ایک محدث کا محتاج ہے اور اس پر قوت کرنا ہے کہ اسکی ایک ہی جہت ہو

متصفاً بالقدر والارادة والحیوة والعلم لانه لو لم يكن قد بآبل كان حادثاً لكان محتاجاً
 موصوف بقدرت واداده وجات وطم اس لیے کہ اگر وہ
 الی حدیث فیلزم الذی والتمس اسل کلاماً محالاً لولم یکن واحداً بل کان اکثر من احد لو وقع بینهما
 محدث کی طرف متوج ہوگا جس دور و تسلسل لازم آئے گا اور یہ دونوں محال ہیں۔ اور اگر ایک ہوگا کہی ہوں تو ان میں باہم
 التام المتضمن لعدم وجود العالم لو لم یکن متصفاً بالقدر والارادة والعلم والحیوة لکان
 روک ٹوک ہوگی جس سے عالم کا وجود ہی قابل ہو جائے اور اگر قدرت اور ارادہ اور علم اور جات سے شغف ہو تو
 عاجز عن ایجاد شیء من العالم لان الایجاد اثر القدر وتاثر القدر فی شیء من الاشیاء
 عالم کی کوئی چیز پیدا کر سکے اس لیے کہ یہ اگر قدرت سے ہے اور قدرت کسی شے سے پیدا کرنے میں اسی وقت کام کرتی ہے
 یتوقف علی رادة ذلك الشیء والارادة ذلك الشیء یتوقف علی علویة لان القصد الی ایجاد شیء
 جب ارادہ ہو اور ارادہ علم پر موقوف ہے اس لیے کہ کسی شے کے پیدا کرنے کا قصد
 مع عدم العلویة محال ولا تصاف بهذه الصفات الثلاثة یتوقف علی الحیوة لكونها شرطاً فیها
 اپنے اس کے علم کے محال ہے اور ان تین صفات سے موصوف ہو تا جات پر موقوف ہے کیونکہ جات ان میں شرط ہے
 فعلى هذا الیكون وجود العالم بل وجود کل جز من اجزائه ملایلاً قطعاً علی جوده تعالی وكونه قدیم
 جس اس قدر کی رو سے عالم کا وجود بلکہ اس کے ہر جز کا وجود اضر کے وجود پر دلیل بنتی ہے اور اس پر کہ وہ قدیم
 واحداً متصفاً بهذه الصفات الاربع المذكورة وعلی استعماله اخصاً دهاً واحداً کان بعض
 واحد اور چاروں صفات مذکورہ سے شغف ہے اور ان صفات کے برعکس متعین اس کو جو محال ہیں اور اسی وجہ سے بعض موصوف
 اهل التوحید یتقولون استدلوا بالامر علی المثر بما یثبت ان الامر بآل الله تعالی بعده فان
 اترے ہوئے پر استدلال کر کے کہتے ہیں کہ ہم نے کسی چیز کو نہیں دیکھا کہ اس کے بعد ہی خدا کو نہ دیکھ جائے کیونکہ عالم کا ہر جز
 کل جز من اجزاء العالم لكونه حادثاً محتاجاً الی من یوجدہ ویمسکہ لا یرتال بیکل کلام لاحرفیه
 جو بوجہ اپنے حادث ہونے کے اپنے وجود اور برحق کا محتاج ہے ہمیشہ ایسے کلام سے جس میں حرف ہے
 ولا صوت ان له موجداً فیما واحداً متصفاً بالقدر والارادة والعلم والحیوة یسمی کلام
 نہ آواز پر کہتا رہتا ہے کہ اس کا ایک مؤجد ہے قدیم واحد قدیر صاحب ارادہ علم اور می سلفے والے اس کی بائیں
 السامعون ولا یسمعه الذین هم عن السمع لم یعن ولولم یسمعوا السمع الباطن الذی یسمع
 سکتے ہیں اور وہ لوگ نہیں سکتے جن کی سماعت ہے لارہ اور جس سے مراد سمع باطنی ہے جس سے در
 به کلام لیس یجوز ولا صوت ولا عری ولا عجمی ولا السمع الظاہی لا یسمع غیر الاصوات وتثالیف
 کلام متجاہات ہے جس میں حرف ہیں آواز نہ دیتی ہے ذہنی دودہ سم کا باری جو صرف آواز میں سکتی ہے اور میں میں
 فیه البہاء لک الانسان لا قدر لشیء تشارك فیه البہائم الانسان والاحمال ان الکلف لا یعرف من
 انسان اور جو بے کسب شریک ہیں۔ اس لیے کہ اس چیز کی کوئی قدر نہیں ہے میں میں انسان اور جو بے کسب برابر ہوں اور حال ہے کہ آدمی عقل پر
 صفاته تعالی بالعقل الاما یتوقف علیہ افعالہ وما لم یتوقف علیہ افعالہ تعالی کا السمع والبصر
 دی صفات ہاں سکا ہے نہ اس کے افعال موقوف ہیں اور جن پر اس کے افعال موقوف نہیں ہیں خود سم اور بصر
 والکلام فند یستدل علی ثبوتہا لہ تعالی تاراً بالعقل وتاثر بالقتل والاستدلال بالعقل فهو
 اور کلام اپنے ثبوت کے لیے بھی عقل سے کام لیا جاتا ہے اور بھی عقل سے۔ عقلی دلیل تو ہے۔
 انہا صفات کمال و اخصاً دھا صفات نقصان واتصافہ تعالی بصفات الکمال وعدم اتصافہ
 کہ وہ صفات کمال ہیں اور اس کی ضد میں نقصان کی صفات ہیں اور صفات کمال۔ ہے اللہ کا موصوف ہوتا اور صفات نقصان سے پاک ہوتا

بصفات النقصان واجب فوجب تصاف بتلك الصفات وأما الاستدلال بالنقل فهو ان
 الله کے لیے واجب ہے کہ اس صفات سے اللہ کا موصوف ہونا ضروری ہو اور نقلی دلیل ہے
 الشرع قد صرح بثبوتها له تعالى فوجب الجزم بثبوتها له تعالى ودليل النقل في هذه المسألة
 کثریت سے آئی ثبوت خدا کے لیے فراہم ثابت ہے پس اس کے ثبوت کا یقین کرنا واجب ہوا۔ اور اس مسئلہ میں دلیل نقلی
 اولی من دلیل العقل لان تلك الصفات لا يتوقف عليها افعاله تعالى يستدل بها على ثبوتها
 دلیل عقلی سے بشرط اس لیے کہ ان صفات پر افعال اسی موقوف نہیں ہیں جیسے اُن کے ثبوت پر استدلال کیا جائے
 له تعالى وذاته لم يكن معلوما لا حتى يعلموا انها في حقه تعالى كمال يجب تصاف به بحيث
 اور ذات باری کسی کو معلوم نہیں جس سے معلوم ہو سکے کہ یہ متعین اللہ کے حق میں کمال کی حقیقت ہیں جسے ہم کا موصوف ہونا ضروری ہے کہ
 لو لم تصف بهما يلزم ان يصنف بأضدادهما وما ذكر من كونها كمالا إنما هو بالنسبة اليها ولا يلزم
 اگر ان سے متعین ہو تو لازم آئے گا کہ ان کی ضدوں سے موصوف ہو۔ اور ان صفات کو جو کمال کا کیا ہی تو وہ جائز اعتبار سے ہے اور یہ کہ ضروری نہیں
 من كون الشيء بالنسبة اليها كمالا ان يكون في حقه تعالى كمالا الا ترى ان اللذة والعدم مع كونه
 کہ جو متعین ہمارے لیے کمال ہوں وہ اللہ کے لیے بھی کمال ہوں کیا تم نہیں دیکھتے کہ حشر اور درد وادو دیگر ہمارے لیے کمال کی
 بالنسبة اليها كمالا لا يمتنعان على الله تعالى لكونهما من عوارض اجسام فعلی هذا يلزم في اثبات
 متعین ہون اللہ کے لیے کمال ہون کو جو کہ وہ عوارض جسمانی ہیں اب پس تاہم کہ ان صفات کو اللہ کے لیے ثابت نہ کر کے داسکے
 تلك الصفات له تعالى التمسك بالنقل عن الانبياء الذين ثبت صدق كل واحد منهم
 دلیل نقلی ان انبیاء کے بیان سے تمسک کرنا چاہیے جنہیں سے ہر ایک کی سہاٹی
 وأمانته وثبوته بالجملة القائمة مقام قوله تعالى صدق رسولی في كل ما يبلغ عنی سواء
 امانت اور ثبوت اس لیے مجرم ہے ثابت ہو جو بلحاظ قوت کے خداوند عالم کو اس قول کو قائم مقام ہر کہ ہر رسول صحیح کہتا ہے جو کہ وہ میری طرف سے بیان کرتا ہے
 كان تبليغه بقوله او فعله او سكوتة لان المعجزة تصدق فعلی من الله تعالى لرسوله لكونها
 وہ اس کی تبلیغ قول سے ہر باطل سے یا سکت سے۔ اس لیے کہ معجزہ اللہ کی طرف سے اپنے رسول کے لیے حد یق علی ہے کہ جو کہ وہ
 فعلا من افعاله تعالى خاتما للعادة قائما مقام صدق القول في تصديق رسوله في دعوة الرسل
 عادت اسی کے خلاف افعال اسی میں سے ایک فعل ہے اور اپنے رسول کے دعوی رسالت کے لیے حد یق علی کہ قائم مقام مرجع قول ہے
 فانه تعالى لما خلق امرأه قال للعادة على يده عند ادعائه الرسل صبرا كانه قال صدق رسولی
 اس لیے کہ اللہ تعالیٰ نے جب کوئی اور عادت اس کے ہاتھ پر دوسرے رسالت کے وقت ظاہر کیا تو گویا کہ یہ نہ کرنا یا رسول میری طرف سے
 في كل ما يبلغ عنی سواء كان تبليغه بقوله او فعله او سكوتة قال للعلماء مثال ذلك ان رجلا
 قول یا خط یا سکت یا جو کہ بیان کرتا ہے صحیح طے ہے اس کی مثال یوں دی ہے کہ
 اذا قام في مجلس ملك بحضور جماعة وقال يا رسول هذا الملك بعثني اليكم نيكذا وكان
 ایک شخص بادشاہ کی مجلس میں ایک جماعت کے سامنے کھڑا ہو کر کہے کہ میں اس بادشاہ کا پالی ہوں جسے مجھ کو یہ حکام دیگر تماری طرف سے بھیجا ہے
 من التكاليف وطلبوا منه حجة تدل على صدقه وقال يته صدق اني اطلب من الملث ان
 اور ان لوگوں سے اس سے اس کی دلیل پالی تو اس نے کہا کہ میری سہاٹی کی دلیل یہ ہو کہ میں بادشاہ سے کہتا ہوں کہ
 يخالف عادتہ ويقوم من مقامه ويقعد ثلث مرات وفعل الملك ذلك بطلبه فلا شك
 وہ اپنی عادت کے خلاف یعنی جیسے تین دفعہ کھڑا ہو اور میں نے دیکھے اور بادشاہ نے اس کے سامنے سے ایسا کیا تو کوئی شک نہیں ہے
 ان ذلك الفعل من الملك قائم مقام قوله صدق هذا الرجل في كل ما يبلغ عنی مفيد للعلم
 کہ بادشاہ کا یہ فعل اس کے لئے کہ اسے کہے کہ صاحب کو میری طرف سے بیان کرے صحیح ہے اور ان لوگوں کو اس کی عادت کا یہی علم حاصل ہوگا

وہم غفلون عن الآخرة التي هي المطلب الأعلى والمقصود الأقصى لا يحيطون بها الصوفاء لا يتفكرون
 اور یہ لوگ آخرت سے غافل ہیں جو اعلیٰ مقصد اور بڑا حاصل ہے اور انکے دل میں یہ بات نہیں گزرتی
 من احوال الدنيا ما يؤدي الى معرفتها فان العلم بامور الآخرة موقوف على العلم بوجود الباري تعالى
 نہ دنیا کے حالات میں کچھ ایسی باتیں نہ ہوں جن سے آخرت کی معرفت ہو اس لیے کہ آخرت کی باتیں دنیا کی باتوں سے
 وقد رتبته واهلته وعلیه وجباته وذلك العلم لا يحصل الا بالنظر الى مصنوعات والتفكير فيها
 اور اس کی قدرت اور ارادہ اور علم اور حیات کو جاننے پر موقوف ہے اور یہ علم نہیں حاصل ہوتا بغیر مصنوعات پر نظر اور غور نہ کر کے
 والاستدلال بتفصيلها على حدودها واحتياجها الى موجد قدیر واحد متصف بالقدر
 اور انکے خیرات سے ایسے حدوث اور ایسے موجد کے وجود پر استدلال نہ کرے جو قدیم واحد متصف بقدرت
 والامادة والعلم والحیوة وهم قصر والنظر على المظاهر الحسية كاللها والولع بخلقها في عجايب
 وادارہ و علم و حیات جو اور انھوں نے اپنی توجہ پائے ان طرح ظاہری چیزوں تک کو تاکہ اور ان کی عجیب مشنوں پر غور ہی نہیں کیا
 صنعها ليستدلوا بها على وجوده وقد رتبته واهلته وعلیه وجباته فيعلمون ان ما اخبر به
 تاکہ اس سے وہ اللہ کی حقیقی اور اقسام اور قدرت اور ارادہ اور علم اور حیات پر استدلال کر سکیں جو علم کر کے آخرت کی باتوں کی خبر دیتی ہے
 من امور الآخرة مكنة يلزم وقوعها وعین وقوعها يكون المكلف فيها بحكم صلاح الاعمال
 سب سے پہلے والی باتیں اور ضروری ہوگی اور ہر وقت ہوگی اس وقت تک کہ وہ اپنے اعمال میں
 وفسادها فرفیقین فرفیق فی الجنة وفريق فی السعير نسأل الله تعالى ان يجعلنا من اهل الجنة مع
 و بد کے دو گروہ ہو گئے۔ ایک گروہ جنت میں ہوگا اور دوسرا دوزخ میں۔ ہماری دعا ہے کہ انھوں میں سے ہم کو جنت والوں میں
 الابرة من اهل النار من الاشارة الى المجلس الثاني عشر في بيان سعادتنا في شفاعته
 ایک لوگوں کے ساتھ رکے اور بدکار و دوزخ میں نہ کرے۔ ہمارے اس بیان میں کس سے یہ نادرہ سعادت خدا باقی رہے شفاعت
 النبي صلى الله عليه وسلم يوم القيمة قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ساعدنا في شفاعته
 حضور سرور کائنات علیہ السلام قیامت کے دن کوئی رسول خدا علیہ السلام کہے فرمائے ہیں کہ سب زیادہ خوش قسمت قیامت کے دن میری شفاعت کی رو سے
 يوم القيمة من قال لا اله الا الله خالصا من قلبه هذا الحديث من صحاح الصائبرين ابو يونس
 جو شخص ہے جو سچے دل سے لا اے اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں کہے۔ یہ حدیث صحاح کی کچھ حدیثوں میں سے ہے اور حضرت
 وغريب منه ما في عن زيد بن ارمي انه عليه الصلوة والسلام قال لا اله الا الله خالصا دخل الجنة فان
 اور اسی کے قریب زید بن ارمی کی یہ روایت ہے کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ جو شخص غلو سے لا اے اللہ کے جنت میں داخل ہوگا
 عليه الصلوة والسلام قد شرط لغيره وعد في هذا الحديث ان يكون فمن قال لا اله الا الله خالصا
 حضور علیہ السلام نے ان دونوں حدیثوں میں جو وہ نہیں حاصل کر سکتے ہے کہ گویا ان میں غلو و اغلو کی مشروط لگائی ہے
 والاخلاص ومعها الخلو من مصادرة الحال للمقال فمن قال لا اله الا الله ولم يسأله
 اور غلو اور اغلو کے یہ معنی ہیں کہ ظاہر اور باطن میں نہ کسی پرش جو شخص لا اے اللہ کہے اور اس کے ساتھ دعا میں کیسا نہ ہو
 حاله لمقاله لا يكون فيه شيء من الخلو من الاخلاص انما يكون فيه من الخلو والاخلاص
 تو اس میں نہ کچھ غلو اور اغلو نہیں بلکہ غلو اور اغلو اس وقت سے
 اذا مضى هذا القول عن الذنوب وحمله على الطاعة وان لم ينع من الذنوب ولم يحمله على
 جبکہ یہ کلمہ اسکو کما ہوں سے باز رکھے اور طاعت پر آمادہ کرے اور اگر گنہوں سے باز نہ رکھا اور عبادت پر آمادہ نہ کیا
 الطاعات لا يكون فيه الخلو من الاخلاص في حال يكون هذا القول فيه عارضة يسترد منه
 تو اس میں غلو اور اغلو نہیں اور جو اس پر یہ کلمہ اس وقت بطور دائمی ہوئی ہو کہ اس سے باز نہ کرے

لان من لم یکن فیہ الاصل لا یمان وهو ملصق بالاعمال ومصر علی الذنوب فویب من ان
یکون بمنزل من اهل الذکر کما یشیء ^{ادودہ یک} الاعمال من کما یشیء ^{ادودہ یک} اور گناہوں پر اثر اور توبہ سے کہ
ینقلع شجرة ايمان اذا صدمته الرياح العاصفة التي هو الوساوس من الشیطانة المحركة لها لان
اس کے ایمان کا درخت غلطی و وسوسوں کی تیز ہواؤں کے مدد سے جو کہ اس کے عرق میں ^{ادودہ یک} اکٹھا جائے اس لیے کہ
کل ایمان لم یثبت فی القلبل صلہ ولم ینتشر فی الاعضاء فروعہ ولم یظهر فیها ثمرہ لا تثبت
ہر وہ ایمان جسکی جڑ بھی طرح و رنگ میں نہیں رہی اور شاخیں تمام جسم میں نہیں پھیلیں - اور نہ ایسی ^{ادودہ یک} اس میں پھر پھل نکالے
عند ظهور مذلک الموت ویفان علیہ الزوال وانما یثبت فی القلبل اصل الا ایمان وانما ینتشر فروعہ
ملک الموت کے ظاہر ہونے کے وقت قائم نہ رہے گا بلکہ اس کے زوال کا خوف ہو اور ایمان کی جڑ میں بھی پھیلے ہو اور اسکی شاخیں اعضا میں پھیل گئی ہوں
فی الاعضاء وانما یظهر ثمرہ فیہا اذا سقی بماء الطاعات علی نوال الا یام والسماعات حتی یرسوخ
اور پھل بھی نکالے بلکہ ہمیشہ مرکز کی انکو عبادت کے پانی سے سیراب رہے جتنا تک کہ وہ توبہ مغفولی سے ^{ادودہ یک} بیچے جائے
ویثبت وینتشر فروعہ ویظهر ثمرہ فیہا لا یظهر الا عند الخاتمة واصل ذلک علی ما ثبت
اور شاخیں پھیل جائیں اور پھل نکل آئیں - اور یہ بات خاتمہ ہی کے وقت ظاہر ہوتی ہے اور اصل اسکی جیسا کہ
فی العلوم العقلیة ان تکرار الافعال سبب لحصول اللذکة الراسخة فی النفس فمن اصر علی
علوم عقل سے ثابت ہے جو کہ ایک کام کو بار بار کرنے سے طبیعت میں ایک مغفولہ طر ہو جا جائے پس جو شخص کتا ہوں پر
الذنوب یحصل فی قلبہ الفجا وجمیع ما لعلہ الانسان فی عمرہ یبعث ذکرا عند موتہ فان کان
اور جتنے اس کے دل میں کتا ہوں کی محبت پیدا ہو جاتی ہے اور میں جو انسان کتا ہوں کی زندگی میں محبت ہو جاتی ہے مرنے وقت اسکی یاد آتی ہے تو اگر
میلہ الی الطاعات اکثر کیون اکثر ما یحضره عند الموت ذکرا الطاعات وان کان میلہ الی المعاصر
زیادہ رحمت عبادت کثرت ہوتی ہے تو مرنے وقت زیادہ تر عبادتوں ہی کی یاد آتی ہے اور اگر زیادہ تر گناہوں کی طرف رغبت ہوتی ہے
اکثر کیون اکثر ما یحضره عند الموت ذکرا المعاصی فیمایقبض روحہ عند خلیۃ شهوة من الشهوات
تو مرنے وقت زیادہ تر گناہوں ہی کی یاد آتی ہے - تو اگر اوقات روح اچھے میں قبض ہو جاتی ہے بلکہ گناہ کے دل میں کسی شہوات
ومعصیۃ من المعاصی فیتقید قلبہ بہا وتضییع سبب السوء خاتمة فاما الذی غلبت ذنوبہ
یا گناہ کا لہو ہو جائے اور آسلا دل اچھین چھینا ہو جائے اور خاتمہ کی خرابی کا سبب ہو جائے اور میں شخص کے گناہوں کو غلبہ ہو
وکانت اکثر من طاعات ولم یثبت عنہا بل کان مصرا علیہا وقلبہ فرحا بہا فہذا الخطر فی حقہ
اور عبادتوں سے زیادہ گناہوں اور توبہ نہ ہوں بلکہ گناہوں پر اثر رہے اور اس کا دل ان ہی باتوں پر خوش ہو جاتا ہے کہ اسکی حق میں
عظیمہ اذ قد کیون غلبت الالف سببا لان یتقل صیورہ معصیۃ فی قلبہ وتعمل الیہا نفسہ
بہت ہی بڑے اور اس لیے کہ بعض وقت خلیۃ محبت کے باعث گناہ کا نفس اس کے دل پر بیٹھ جاتا ہے اور نفس اسطرح راغب ہوتا ہے
ویقبض علیہا روحہ فذلک هو سوء الخاتمة واما الذی لم یرتکب ذنبا اصلا او ارتکب لکن
اور اسکی حالت میں روح قبض ہو جاتی ہے اور یہی انجام برے ہے اور جس نے گناہ کیا ہی نہیں ہائے کہ
تاب فهو یبعد عن هذا الخطر فعلی هذا یجب علی کل مسلم بعد ما قال لا الہ الا اللہ اداء ما وجب
توبہ کر ڈالنے سے وہ اس خطا سے باطل ٹھوڑے اس لیے ہر مسلمان پر لا اؤالا شر کرنے کے بعد ہر فرد پر کہ جو عبادتیں واجب ہیں
علیہ من الطاعات وحفظ لسانہ وسائر اعضائہ من البدایات لان کثیرا من الناس یقولون
انکو ادا کرتا ہے اور اپنی زبان اور تمام اعضا کو گناہوں سے روکے - اس لیے کہ بہتر سے طرہ پر پڑے ہیں لیکن
هذا القول شویز عنہم فی اخراعاتہم بسبب اعمالہم الخبیثۃ ویخرجون من الدنایا بغیر ایمان
اس کے اعمال ہر کے باعث آخر عمر میں بکھر آئے ہیں لیا جاتا ہے اور دنیا سے بے ایمان جاتے ہیں

وای مصیبت اعظم من هذا ان يكون اسم الرجل في جميع عمرة في الدنيا من المؤمنين ثم يموت
 اور اس سے بڑھ کر کیا مصیبت ہوگی کہ ایک شخص کا نام تمام عمر تو مومنین میں رہا پھر مر گیا
 و يكون اسمه في الآخرة من الكافرين ليس له على الذي يخرج من الكنيسة ويخلف في جهنم
 تو اس کا نام آخرت میں کافروں کی فہرست میں ہو گیا۔ اس شخص پر کہ انوس نہیں جو تاج سے حل کر جہنم میں گیا
 و انما الحمة على الذي يخرج من المسجد ويظهر في جهنم بسبب علمه الخبيث فان الناس في الايمان
 سرست اس پر آئے ہر مسجد سے نکلیں اچھا یا اگلا یوں کی وجہ سے جہنم میں ڈال دیا گیا کیونکہ آدمی بھلا یا ایمان کے
 على ضربين منهم من يكون له الايمان عامرية يسترد منه وفهم من يكون له الايمان عطاء
 دو قسم کے ہیں۔ پہلے یوں کا ایمان تو بطور عاریت کے ہوتا ہے کہ پھر جہنم جاؤ گا اور دوسروں کا ایمان عطا ہوا ہوگا کہ نہ بچے گا
 ولا يسترد منه والعلامة في ذلك ان الذي يمنعه الايمان من الذنوب ويجعله على الطاعات
 اس کی شناخت یہ ہے کہ جس شخص کا ایمان رکھتا ہوں سے روکے اور عبادتوں پر آمادہ کرے
 فلايمان له عطاء ولا يسترد منه والذي لا يمنعه الايمان من الذنوب ولا يجعله على الطاعات
 اس کا ایمان تو دادا کی ہے اس سے چھینا نہیں جائے گا اور جس کا ایمان رکھتا ہوں سے دھوکے ا عبادتوں پر آمادہ کرے
 فلايمان له عارضية يسترد منه لان ايمانه لو كان حكمة خالصا لغيره من الذنوب والحلم على
 اس کا ایمان عاریت ہے اور اس سے چھین لیا جائے گا۔ اس لیے کہ اگر اس کا ایمان صحیح و خالص ہوتا تو اس کو نہ بھول دیتا اور عبادتوں پر آمادہ کرتا
 الطاعات فلما لم يمنعه من الذنوب ولم يجعله على الطاعات علم ان قلبه الذي هو محل الايمان
 لیکن جب کہ اس نے گناہوں سے دور ہوا اور عبادت بڑھایا تو معلوم ہوا کہ اس کا دل جو ایمان کا گھر ہے
 مريض فان القلب قد يمرض ويشترط مرضه لكن لا يعرف صاحبه لغلبة الهوى عليه بل وقد
 بیمار ہے۔ لیکن دل کو کبھی کبھی بیمار ہوتا ہے اور مرض بیمار ہوتا ہے لیکن اس کو بوجہ غلبہ ہوا دوسروں کی غلبہ ہوتی ہے بلکہ بعض اوقات
 يموت قلبه وهو لا يشعر بموته وعلامة ذلك ان لا يولد جراحات الذنوب فان القلب اذا كان فيه
 اس کا دل بیمار ہوتا ہے اور اس کو اس کی کبھی خبر نہیں ہوتی۔ اور اس کی علامت یہ ہے کہ گناہوں کے زہر کو اس کو بوجہ دل بیمار ہونے کی وجہ سے
 حيوة يتالم يقدر حيا ته من جراحات الذنوب وقد يشمر بمرضه صاحبه لكن لا يتحمل
 زہر دہتا ہے اس کو بوجہ اس کی جان کا بوجہ کہ زہر سے اذیت ہوئی ہو اور مرض اوقات اس کو اپنے دل کی بیماری کی خبر بھی ہوجاتی ہے لیکن دوا کی تسلی کو
 مواضع الداء ولا يصبر عليها فيؤثر سقاء على مشقة الداء فان دواعي مخالفة هواه وذلك
 برداشت نہیں کرتا اور اس پر ہر تھک کر تپتا ہے اور دوا کی دیکھ کر بھلا شقت دوا کو اگر کر لیتا ہے اس لیے کہ اس کا علاج ہوا دوسروں کی مخالفت ہے اور
 اصعب شيء على النفس ليس لها شيء الا فعم من ذلك قال سهل بن عبد الله هواك داؤك فان خالفت هواك
 نفس پر بھی برائیت کا گوارہ ہے اور اس کے لیے اس سے زیادہ تاج کوئی چیز نہیں جو اس کی جہاد نظر فرماتے ہیں کہ تیری جہاد دوسروں کی جہاد سے اگر تیرے اس کی مخالفت کی
 فن لك دواؤك وقال ايضا تارك الهوى مفتاح الجنة لقوله تعالى واما من خاف مقام ربه
 تو یہی علاج ہے اور یہ بھی فرمایا کہ ہوا دوسروں کا بوجہ زہر نہ جنت کی کئی ہے چنانچہ خداوند پاک کو شخص اپنے زہر دور کر کے سامنے کھڑے ہونے سے ڈرا
 وحق النفس عن الهوى وان الجنة هي المأوى والسعيد من خالف هواه ويطيع مولاه والشقي
 اور اپنے نفس کو ہوا دوسروں سے باز رکھ کر جنت میں آس کر لیتا ہے جہنم میں پھر اپنے ہوا دوسروں کی مخالفت کر کے اور اپنے مولیٰ کی اطاعت کر کے اور بچت دہے
 من يتبع هواه وخالف مولاه فان اتباع الهوى سبب قاتل من سوء الدين فيضله الى الهلاك
 جو ہوا دوسروں کی پیروی کرے اور اپنے مولیٰ کی مخالفت کرے اس کے لیے کہ ہوا دوسروں کے بے زہر دوا ہے اور پاک آدمی کا باعث ہے
 الا بدى يومه كيقظ مال ولا يؤمن الا من اتى الله بقليل من الهلاك في هذه
 جس دن مال اور دوا دیکھ کر نہ اٹھیں کہ سوسا دوسروں کے پاس تندرست دیکھ کر آیا ہے جو اس دیتا فانی میں ہلاکت سے گوارا ہے

الدنیا الفانیة اذا كان يجب عليه في كل حال الاحتراز عن السموم والكيفية من اللهايات فالتفان
 من اللهايات لا بدی واما ان يجب عليه في كل حال الاحتراز عن المعاصي التي هي سموم الدين فان
 الخوف من هذه السموم فوات الآخرة الباقية التي ليس ضاعف اعمار الدنيا عشي عشر صدتها
 ان ليس لدنيا آخر وغاية وفيها التعبد المقبول والذات العظيمة في فواتها نار الجحيم والعذاب الالیم
 فالبطلان لا بدی المتوہ ولا مستغفار في كل حال لا یعمل موم الذنوب فی روح الايمان ولا یبلغ بعدة
 الاختفاء ولا علاج للطیاء ولا انصاف لنا صعبین ولا عظام واعظین ویحق علیه القول انه من
 الکافرين ویدخل تحت عموم قوله تعالی لا یجوز ان لا یؤمن فی الاخرة الا ان لا یؤمن فی الدنیا
 ولا یغفر الذنوب الا بعد ان یؤمن بالادب الکفرون اذ قد جاء فی الحدیث ان الزانی لا یزنی وهو مؤمن
 فانه علیه الصلوة والسلام والادب نفی الايمان الذی هو العلم بالله وملئکته وكتبه وراسله
 فان هذا الايمان لا یتأقیه الزنا وسأله الذنوب بل لا بد نفی الايمان الذی هو العلم بکون الزنا و
 سأله الذنوب بعد من الله تعالی ووجبا لفته فالجواب عن هذا الايمان الذی هو نفی
 سیحی فی الحاقمة عن الايمان الذی هو اصل حتی قال بعض العلماء قول العاصی للمطیع اننا
 مؤمن کما انت مؤمن یسب قول شجرة القمر وشجرة الصنوبر ان شجرة کما انت شجرة وما احسن
 ما قالت شجرة الصنوبر لما فی جواب انک ستعرفین حالک اذا عصفت رياح الخريف و
 انفلعت اصولک وانت تشربن اوراقک فعند ذلک یتکشف غروبک یتجبر مشارکک انانی فی
 اسم الخريف الغفلة عن اسباب ثبات الاشیاء فکذا العاصی سبعر حاله اذا عصفت
 ریاح الاجل وظهرت سبب الخوف عند ذلک یتکشف غروبہ وبعده مشارکته للمطیع موت
 کما ان شجرة الصنوبر لما فی جواب انک ستعرفین حالک اذا عصفت رياح الخريف و

بذنب او حلتها فوق طاقتها اولم يتعاهد علقها معاً ما تكون خصوصتها يوم القيمة انشد
یا اسکے طاقت سے زیادہ اچھڑا دیا ہو یا اسکے چاہے پانی کی خبر نہ لی ہو اسکا دعوے بھی قیامت کو دن پڑا نہیں ہوگا

اذ لا ذنب لها فيعمل عنها ذنبها وليست اهلها الاخذ الحسنات فتعين العقاب
کیونکہ وہ کوئی گناہ بھی نہیں کرتی گناہ انہر لا دیا جائے اور نہ اس قابل ہے کہ اسکی نیکیاں اسکو دیکھا جائیں تو عذاب میں بھی نہ

المجلس الثالث عشر فی بیان اخلاص التوحید سبب لمحمة الزار
تیرھویں مجلس اس بیان میں کہ قاضی دل سے دوزخ کی آگ کو کھرا م کر دیتی ہے

قال رسول الله صلى الله عليه وسلم يا من احدى شهادتي لا اله الا الله وان محمداً رسول الله صدقاً من قلبه
رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں جو شخص ہے دل سے اس بات کی گواہی دے کہ سوائے اللہ کے کوئی سید نہیں ہے اور یہ کہ محمد اسکا رسول ہیں

الا حرمه الله على الناس هذا الحديث من صحاح المصايف وهو معاذ بن جبل وظاهره يقتضي
اللہ اسکو آگ پر حرام کر دے گا یہ حدیث صحاح میں ہے اور حضرت معاذ بن جبل کے راوی ہیں اور انکا بیان ہے کہ میں نے رسول اللہ

ان لا يدخل النار كل من يأتي بكلمتها الشهادتان لا يعقل بالاولى ولا يثبت عن النواهي وليس
کہ جو شخص کلمہ شہادت پڑھے وہ دوزخ میں نہ جائے اگرچہ احکام نہ سمجھائے اور نہ اسکی سے نہ چھے حالانکہ

لذلك لان معناه ان كل من يشهد بوحداية الله تعالى وبرسالة رسوله ويجري على موجب
ایسا نہیں ہے ایسے کہ اسکی سنی ہیں کہ جو شخص خدا کی وحدانیت اور رسول کی رسالت کی گواہی دے اور موجب اپنی گواہی کے

شهادته بامتنال الاوامر واجتناب لنواهي حرمه الله تعالى على الناس يشهد بالاولى
احکام دین پر عمل کرے اور تاہما زبانون سے چھے اللہ اسکو دوزخ پر حرام کر دے گا یہ سنی

قوله عليه الصلوة والسلام صدقاً من قلبه لان الشهادتين اذا كانتا عن صميم القلب
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد صدقاً من قلبہ سے منجھے ہیں ایسے کہ گواہی جب تیرے دل سے ہوگی

يتوجه العبد الى طلب رضى مولاه بامتنال الاوامر واجتناب لنواهي واذ لا يعقل بالاولى
توبہ اپنے مولے کے خوش کرنے کیلئے توبہ ہوگا احکام پر عمل کرے اور نہ اسکی عقل کو اور اگر اسکی عقل نہ ہو

لويثته عن النواهي يكون شهادته بحمد اللسان لا عن قلب اعتقاد لان اللسان ترجمان القلب
اور نہ اسکی زبان سے باندھنا ہوگا تو اسکی گواہی صرف زبانی ہو دل سے اور اعتقاد سے نہیں ایسے کہ زبان دل کی ترجمان ہے

والاعضاء اعني اعضاء الجوارح لا يمان عية الانسان باللسان فمن ادعى بلسان الايمان اذ لا يستعمل
اور اعضا اسکے گواہ جسکا انسان زبانی دعوے کرتا ہو پس جو شخص زبان سے ایمان کا دعوے کرے اگر وہ ایمان کے

امر كان حلياً يقتضيه الايمان يكون صادقا في دعواه ويثبت ما ادعاه واذ لا يستعمل الجوارح
سرائق اعضا سے عمل کرتا ہو تو وہ اپنے دعوے میں سچا ہو اور اس بات کا دعوے کیا تھا وہ ثابت ہو اور اگر بعضی ایمان

على ما يقتضيه الايمان لا يكون صادقا في دعواه ولا يثبت ما ادعاه وظاهر من هذا ان ما يجري
اعضا سے نہیں کام لیا تو وہ اپنے دعوے میں سچا نہیں ہے نہ اسکا دعوے ثابت ہو اور اس سے ثابت ہو کہ جرات زبان سے کہی جاتی ہے

على اللسان فلا يكون عن قلب اعتقاد وان كان صادقا في الواقع بقوله اللسان فبين
بعض اوقات دل سے اور اعتقاد سے نہیں ہوتی اگرچہ وہ بات واضح میں ہے جو عیساکر منافقین کا رسول خدا

صلى الله عليه وسلم شتمه انك لا رسول الله فان قولهم هذا كان صدقاً في الواقع بقوله ليل قوله تعالى
صلی اللہ علیہ وسلم کے کتاہم گواہی دیتے ہیں کہ آپ بیک رسول خدا ہیں انہی پر کہنا دل میں تو سچا تھا اس لیل کے کہ انہی نے کہا کہ اللہ نے

والله يعلم انك لا رسولك لكن ليل انك عن قلب اعتقادك انك لا رسولك بقوله والله يشهد انك
اللہ جانتا ہو کہ تم اسکا رسول ہو لیکن چونکہ ان کی گواہی دل سے اور اعتقاد سے نہیں تھی اللہ نے انکو خطا دیا اور فرمایا کہ اللہ گواہ ہے

اذلوم عیب له تعالیٰ لم تنزه عن الاغراض لکان محتاجا الی ما یحصل به غرضه وکذا یجیب له تعالیٰ
اسوا سئلے کہ اگر خدا واجب ہوا شرف تعالیٰ کے لیے غرضوں سے بری ہونا تو وہ حاجت مند ہوگا اس لیے اسے کما حقہ درخشاں و درخشاں ہونا چاہیے واجب ہوا شرف تعالیٰ کے لیے
ان لا یجیب علیہ فعل شی من الممکنات ولا ترکہ اذلوم عیب علیہ شی منہما لکان محتاجا الی ذلك
کہ اگر کسی امر کا خدا واجب ہو نہ ممکنات میں سے
یا ممکنات اس واسطے کہ اگر جب ہوا شرف تعالیٰ پر کوئی کام تو وہ حاجت مند ہوگا اس کام کا
الشیء لیست مکمل بہ اذ لا یجیب له تعالیٰ لا ما ہو کمال واما افتقار جمیع ما عداء الیہ تعالیٰ فی وجوبہ له تعالیٰ
تا کمال ہو جائے اس لیے کہ شرف تعالیٰ کو وہ صفات واجب ہیں جو کمال ہیں اور جمیع ماسوا کے محتاج الیہ ہونے سے واجب ہوتی ہے اشراف تعالیٰ کے لیے
القدرة والاملاۃ والعلم الخ اذلوم عیب له تعالیٰ هذه الصفات لکان عاجزا عن ایجاد شی من
تقدیرت اور ارادہ اور علم اور حیات اس واسطے کہ اگر واجب ہوں اشراف واسطے یہ یقین تو عاجز ہوگا کائنات میں سے ہر شے و
الکائنات وکذا یجوب له تعالیٰ لوحداۃ اذلوم عیب له تعالیٰ لوحداۃ بل کان معہ ثان فی
پیدا کرنے سے اور ایسے ہی واجب ہوا شرف تعالیٰ کے واسطے وحدانیت اس لیے کہ اگر شرف تعالیٰ واحد ہو بلکہ اس کے ساتھ ایک اور دوسرا
الاولیۃ لفی تقابل الیہ شی من الکائنات للزوم عیہما ویؤخذ من افتقار جمیع ما عداء الیہ تعالیٰ
الوحدیت میں شریک ہو تو پھر تمام کائنات میں سے کوئی شے اس کی محتاج نہ ہوتی اس لیے کہ وہ دونی عاجز ہیں اور اظہار پر تمام ماسوا کے مقابلے سے غرض شرف تعالیٰ
حدوث العالم واسا اذلوم کان شی منہ قد یمکن لکان مستغنیاً عنه تعالیٰ غیر محتاج الیہ تعالیٰ
کہ تمام عالم حادث ہو کیونکہ کوئی شے عالم میں سے قدیم ہوتی تو وہ اشراف تعالیٰ سے بے نیاز ہوتی اشد کی حاجت مند نہ ہوتی
ویؤخذ منہ ایضا ان لا یؤثر شی من المخلوقات فی اثر ما اذلوم کان فی شی من المخلوقات تاثیر
اور ایسی سے ظاہر ہوتا ہو کہ مخلوقات میں سے کسی چیز کو کسی طرح کا اثر نہیں ہے کیونکہ مخلوقات میں سے اگر کسی چیز میں اثر ہو
اثر ما لکان فلیک الاثر مستغنیاً عنه تعالیٰ غیر مستغنیاً الیہ تعالیٰ فعلی هذا کل من یقول لا الہ
تواہد وہ اثر اشراف تعالیٰ سے بے نیاز ہوتا اشراف تعالیٰ کا حاجت مند نہ ہوتا اس بیان کے موافق جو بعض لاکر
لا الہ الا اللہ یدیر کا نہ یقول لا واجب الوجود الا اللہ ولا واجب القدر والبقاء الا اللہ ولا قادر علی
الاشراف لیسے وہ شخص گویا یہ کہتا ہے کوئی نہیں واجب الوجود دوسرے اشراف کے اور نہ کوئی قہم اور بقا والا سوا اشراف کے اور نہ کوئی تمام
ایجاد الممكنات کا الہ الا اللہ ولا الہ الا اللہ لا یتناہی من المعلومات الا اللہ ولا متناہ عن جمیع النقایص
ممکنات کا پیدا کرنے والا سوا اشراف کے اور نہ کوئی معلومات غیر شای کا جائزہ والا سوا اشراف کے اور نہیں ہے کوئی پاک تمام نقصانوں سے
ولا عن الاغراض فی فعلہ واحکامہ الا اللہ ولا مؤثر فی شی من المخلوقات الا اللہ وعلی هذا القیاس
اور نہ غرضوں سے اپنے تمام افعال اور احکام میں سوا اشراف کے اور نہ کوئی مخلوقات میں اثر کرنے والا دوسرے اشراف کے اور ایسی قیاس پر
کل ما یجیب فی حقہ تعالیٰ واستقلال علیہ وجازرہ فقد ظہر من هذا ان فہم معنی کلمۃ
جو جو صفات اشراف تعالیٰ کے لیے واجب ہیں یا اس کی نسبت محال ہیں اور جائز ہیں اس سے خوب ظاہر ہوا کہ کلمہ توحید کے معنی کا
التوحید ینتفع عن معرفۃ اللہ تعالیٰ ولیس المراد من معرفۃ اللہ تعالیٰ معرفۃ ذاتہ لان ذاتہ تعالیٰ
صرف الہی پر موقوف ہے اور معرفت الہی سے مراد یہ نہیں ہے کہ ذات الہی کا ادراک کرے اس لیے کہ ذات الہی
لیست معلومۃ للبشر بل المراد بہ معرفۃ ما یجیب فی حقہ تعالیٰ وما یتستعمل علیہ وما یجوز لہ
کسی بشر کو معلوم نہیں ہے بلکہ مراد ان صفات کا جانا جو خدا کے لیے واجب ہیں اور جو اس پر محال اور جو جائز ہیں
لیعلم الموحد عند التکلم عیہا ما ینفی عن غیرہ تعالیٰ وما ینتبت لہ تعالیٰ فالمنفی فیہا کل فرد من
تا کہ موجد کو کہہ دیتے ہوئے معلوم ہو کہ کون سی صفت غیر اشراف سے سلب کرے اور کیا کیا اشراف تعالیٰ کے لیے ثابت کرے سو سلب پس ہر فرد کو
افراد حقیقۃ الا نسوی اللہ تعالیٰ والمخیث فرد واحد من تلك الحقیقۃ وهو اللہ تعالیٰ ومعنی
افراد حقیقت کے اکرے سوا اشراف تعالیٰ کے اور ثابت ایک فرد پر اس حقیقت میں سے اور ہوا شرف تعالیٰ پر اور معنی

الایہ هو الواجب لوجود المستحق للعبادة وهذا المعنى كل قبيل بحسب عہد اولی کہ ان یصدق
 اظہر کے واجب الوجود مستحق عبادت ہے اور یہ معنی کل قبیل کو عرف اپنے شے کے لحاظ سے افراد پر صادق آسکتا ہے
 علی کثیرین لکن الدلیل العقلی لقطعہ علی امتحالہ التعبد فیہ ولی کوئے خاصاً بذاتہ تعبد
 لیکن دلیل عقلی یعنی اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ کوئی خدا کا چوتھا حال ہے اور اس کی ذات کے ساتھ یہ معنی مخصوص ہیں
 وذلك الدلیل وجود العالم فانہ لیکونہ حادثاً تحت جالی عند شید علی ان لہ عہد ثانی وذلک لحدوث
 اور وہ دلیل عالم کا وجود ہے کہ وہ لہذا اپنے حادث ہونے سے نہ صرف بطرف محتاج ہوئے بلکہ دلالت کرتا ہے کہ اس کو کوئی موجود ہے اور فردی ہے کہ وہ موجود
 لا بد ان یکون قدیم یا واحداً متصفاً بالقدرة والامارة والعلو لانه لو لم یکن قدیم یا بل کان
 قدیم واحد صاحب قدرت و ارادہ و حیات و علم و اسے کہ اگر وہ قدیم نہ ہو تو
 حادثاً لکان تحت جالی عند فیلزم الذیول والتسلسل کلما ما حال لولم یکن واحداً بل کان
 حادث ہو تو محدث کا محتاج ہوگا تو دوریا تسلسل لازم آسکتا اور یہ دونوں محال ہیں اور اگر داہد نہ ہو بلکہ
 اکثر من واحد لوقع بینہما التامع المقتضی لعدم وجود العالم لولم یکن متصفاً بالقدرة والامارة
 کی چون تو آپس میں روک ٹوک واقع ہوگی جو عالم کے موجود ہونے کو متضاد ہے اور اگر قدرت اور ارادہ
 والعلو الخلیق لکان عاجزاً عن ایجاد شیء من العالم لان ایجاد القدر وقواتہ ثبوت القدر فی شیء
 اور علم اور حیات سے موصوف نہ تو عالم کی کوئی چیز پیدا کر سکے گا۔ ایسے کہ ایجاد قدرت کا اگر ہر اور قدرت کہ کسی چیز میں اثر کرنا
 من الاشیا وینتوقف علی برادة ذلك الشئ والبرادة ذلك الشئ تنوقف علی العلم بل ان القصد الی
 اسے ارادہ پر موقوف ہے اور اس کا ارادہ اسے علم پر موقوف ہے کیونکہ کسی چیز کے پیدا کرنے کا قصد
 ایجاد شیء مع عدم العلویہ محال ولا انصاف هذه الصفات الثلاث یتوقف علی الخلوۃ لكونها
 بدون اسے علم کے محال ہے۔ اور ان تینوں صفاتوں سے موصوف ہوا حیات پر موقوف ہے کیونکہ حیات
 شرطاً فیہا فعلی ہل ان یكون وجود العالم بل وجود کل ذق من ذراتہ دلیلاً لقطعہا علی وجودہ تعالیٰ
 اسے لیے شرط ہے اس قدر ہے عالم کا وجود بلکہ اس کے ہر ذرہ کا وجود اللہ تعالیٰ کے وجود کا وجود
 وقیہ وكونہ واحد متصفاً بهذه الصفات لا یبرہن المد کوثرہ وعلی استحالة اضدادہا ولہذا
 اور قدامت اور واحد ہونے اور چاروں صفات ملکہ کو متصف ہونے پر دلیل قطعی ہے اور اس امر پر کہ ان صفات کی ضدین اسے لیے محال ہیں اس پر
 کان بعضہا لالتوحید یقولون استدلالاً بالانفراد علی المؤمنین بآیات شیعہ لا یبرہن اللہ بعدہ فان
 بعض موصوفہ اثر سے متاثر کے وجود پر استدلال کر کے ہونے کہتے ہیں کہ جسے کسی چیز میں تینوں دیکھا کہ اسے بعد خدا کو نہ دیکھا جو اس لیے کہ
 کل ذرۃ من ذراتہ للعالم من حیث حدتھا واحتیاجھا الی من یوجدھا لانتزال تکلیف کل الامار
 ذرات عالم میں کا ہر ذرہ لہذا اپنے حدوث اور احتیاج موجد کے زبان حال سے جبین نہ صرف ہے نہ اوداد
 فیہ ولا صوت ان لہا موجداً قدیم یا واحداً متصفاً بالقدرة والامارة والعلو والخلوۃ یسمع
 کہتا ہے کہ میرا ایک موجد ہے قدیم واحد و علم و حیات مٹنے والے اس کا
 کلامہا السامعون ولا یسمعون الذین ہم عن السمع لہم ولون المراد من السمع السمع الباطن الذی
 کلام سمٹتے ہیں اور وہ لوگ نہیں سنے سکتے جن کی سماعت بیکار ہو گئی اور سماعت سے مراد سماعت کا باطن ہے جس کے
 یسمعونہ کلام لیس بحرف ولا صوت ولا عری ولا عجمی السمع الظاہر الذی لا یسمعونہ غیر الاصوات
 وہ کلام سمٹتا جاتا ہے جس میں نہ حرف نہ آواز نہ عری نہ عجمی سماعت ظاہر کا مراد نہیں ہے جس سے مراد آواز یعنی جانی ہے
 وتشارک فیہ البہائم الانسان اذ لا قدر لشیء تشارک فیہ البہائم الانسان والحاصل ان الانسان
 اور جبین انسان کے ساتھ جانتا نہیں شریک ہیں اس لیے کہ اس چیز کی کوئی قدر نہیں جبین جانتا نہیں انسان کے شریک ہون اور صاحب چیز انسان

لا یعرف من صفاته تعالیٰ بالعقل لا مادل علیہ افعاله تعالیٰ فالربیدل علیہ افعاله تعالیٰ
 عقل سے اونہیں صفات کہی جو ان کے لئے ہر چیز کے افعال و حالات کے لئے ہوں اور وہی دلائل و ثبوت ہیں کہ
 کا اسمع والبصر الکلام فقد یستدل علی ثبوتہ تعالیٰ تارة بالعقل وتارة بالنقل ما وجہ
 مشقہ ستہ دیکھنا ہوتا ہے اس کے ثبوت کے لیے کہیں تو عقلی دلیل کے کام لیا جائے اور کہیں نقلی دلیل کے اور
 الاستدلال علی ثبوتہ تعالیٰ بالعقل فهو انہا صفات کمال واضلہا صفات نقصان
 عقائد کے لیے اس کے ثبوت کی عقلی دلیل یہ ہے کہ یہ صفات کمال ہیں اور انکی صفات ناقص مقبض ہیں
 واتصافہ تعالیٰ بصفات کمال وعدم اتصافہ بصفات النقصان واجب فوجب اتصافہ تعالیٰ
 اور ضروری ہے کہ خدا صفات کمال سے موصوف ہو اور صفات ناقص سے موصوف نہ ہو پس خدا کا
 بتلك الصفات واما وجہ الاستدلال علی ثبوتہ تعالیٰ بالنقل فهو ان الشرع قد صرح بشیوہما
 ان صفات سے موصوف ہونا ضروری ہوا اور اس کے ثبوت کی نقلی دلیل یہ ہے کہ شریعت صاف طور سے کہتی ہے کہ یہ صفات
 لہ تعالیٰ فوجب العلم بشیوہ تعالیٰ ودلیل النقل فی ہذہ المسألة او من دلیل العقل لان تلك
 خدا کے لیے ثابت ہیں پس اس کے ثبوت کا یقین بھی واجب ہوا۔ اور اس مسائل میں نقلی دلیل عقلی دلیل سے بہتر ہے۔ اس لیے کہ ان صفات پر
 الصفات لا یتوقف علیہا افعاله تعالیٰ حتی یستدل بوجہ ثبوتہ تعالیٰ بذاتہ تعالیٰ لو لکن
 افعال خدا وندی نہیں نہیں ہیں یہی ثبوت پر استدلال کیا جائے اور قوت خدا کسی کو
 معلوما لا احد حتی یعلم الہا فی حقہ تعالیٰ کمال یجب تصافہ بہا بحیث لو لم یصنف بہا یلزم
 معلوم نہیں جس سے معلوم کیا جائے کہ یہ صفاتیں اشد کے حق میں کمال ہیں جسے انکا متصف ہونا ضروری ہے کہ اگر ان سے نہ موصوف ہوتو
 ان یصنف بانحدادہا بل کو یفعل کمال انما ہو بالنسبة الیہا ولا یلزم من کون الشئ بالنسبة
 لازم ہو کہ انکی صفاتوں سے موصوف ہو بلکہ ان اوصاف کا کمال ہونا صرف ہمارے اعتبار سے ہوتا ہے اور یہ فور نہیں کہ جو چیز ہمارے لیے
 الیہا کمال ان یلزم فی حقہ تعالیٰ کمال الا تری ان الذلۃ ولا امر کو خفا کا لایا بالنسبة الیہا مستنعان
 کمال ہونے کے لیے بھی کمال ہوتا ہے۔ تم نہیں دیکھتے کہ لذت اور درد کا جو وہ کہ ہمارے لیے کمال ہیں ان کے حق میں
 فی حقہ تعالیٰ کو نفع ہمارے عراض الاجسام فقد ظہر من ہذا ان الکلمۃ الاولیٰ من کلمتی الشہادۃ
 محال ہیں۔ کیونکہ وہ عراض ہیں۔ ان سے ہیں اس سے معلوم ہوا کہ کلمہ شہادت کا پہلا حصہ
 تضمنت لاقسام الثلثۃ الیٰ یجب علی الملکف معرفتہا فی حقہ تعالیٰ وہی ما یجب فی حقہ تعالیٰ
 ان تیزن مفسرین کو شاملی ہو چکا جانتا حق تعالیٰ کے بارہ میں ملکف پر فرض ہے یعنی وہ صفاتیں جو اللہ کے لیے واجب ہیں
 وما یتخیل علیہ وما یحوز لہ والہا بما یجب فی حقہ تعالیٰ صفاتہ الثبوتیۃ وما یتخیل
 اور وہ جو محال ہیں اور وہ جائز ہیں ان صفاتوں سے جو اللہ کے لیے واجب ہیں۔ صفات ثبوتیہ مراد ہیں اور محال صفاتوں سے
 علیہ صفاتہ السلبیۃ وما یحوز لہ صفاتہ الفعلیۃ واما الکلمۃ الثانیۃ فقد حکم فیہا بکون
 مراد صفات سلبیہ ہیں اور جائز صفاتوں سے صفات فعلیہ مراد ہیں اور کلمہ کے دوسرے حصہ میں اس بات کا حکم ہے کہ
 محمد صلی اللہ علیہ وسلم - سو کہ اس من عند اللہ ولا بد فی معرفتہ من دلیل ذلک الدلیل ظہور
 محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں اور انکی مسلم کہنے والے کوئی دلیل چاہیے۔ اور وہ دلیل خود کا
 المعجزۃ صلی اللہ علیہ وسلم ان الرسلۃ فان المعجزۃ تصدیق فعلی من اللہ تعالیٰ لرسولہ لا دھا فعل
 تاہر ہوتا ہے۔ یہ وہ معجزہ ہے جو اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول پر فرمایا ہے۔ اس لیے کہ وہ
 من افعاله تعالیٰ خالف للعادۃ فکان مقام صرح القول فی تصدیق رسولہ فی دعوا الرسلۃ فآتہ تعالیٰ
 عادت کے خلاف افعال الہی ہیں۔۔۔ ایک قول ہے۔ دعویٰ صحت میں یہ ہے کہ حق تعالیٰ نے ان کے قائم مقام ہو کر یہ کہ اللہ تعالیٰ نے

لما خلق امرأته قال العادة علي يد رسولہ حين احب اليه ان تصار كانه قال صدق رسولہ
 جب کوئی امر خارق عادت دعوئے رسالت کے وقت اپنے رسول کا قدر ظاہر کیا تو گویا اس نے یہ فرمادیا کہ میرا رسول
 مایلم عنی سواء کان تبلیغ بقولہ او بفعلہ او سکوتم قال لعلماء متعال ذلك ان رجلا اذا قام
 میری جانب سے جو احکام بیان کرے سچ ہے خواہ اسکی تبلیغ قولاً ہو یا فعلاً یا بطریق سکوت طے کرے اسکی مثال ہمہ گیر کسی شخص نے جب
 فی مجلس مملک بحضور حاکمہ وقال ناسو لہ المملک بعثنی الیکم لکنہ واکامن النکالیف فطوبوا
 بادشاہ کے دربار میں ایک جماعت کے روبرو دیکھ کر پوچھا کہ میں اس بادشاہ کا بھیج ہوں جو تمہارے پاس یہ احکام دیکر بھیجے کہ لوگوں
 منہ حجة کتب علی صدقہ فقال لیتہ صدق فی طلب من المملک ان یخالف عادته ویفقر من
 اس سے ثبوت طلب کیا جس پر اسکی کتاب ثابت ہو اسکا کہ میرا حکم کی دشمنی یہ جو کہ میں بادشاہ سے درخواست کرتا ہوں کہ اپنے عادت کے خلاف میں دفع
 مقامہ ویفقد ثلث مرات ففعل المملک ذلك بطلہ فان ذلك القعل من المملک فاکثر مقام قوله صدق
 بطلے۔ پھر بادشاہ نے اسے کئی بار یہ فعل اس کو دینے کے قائم مقام ہے کہ

هذا الرجل فی کل ما یبلغ عینی یفید للعلم الصدوق بصدقہ لمن شاهدک الفصل من
 یہ شخص جو کچھ میری طرف سے بیان کرتا ہو سچ ہوا اس سے اسکی صداقت کا یہی علم ہو جائے گا جس پر جسے بادشاہ کو حکم کرتے ہوئے دیکھا ہو
 المملک ولمن یشاہد بل جل لہ خبرہ بالتواتر و لا شک ان هذا المثال مطابق لآل رسول
 یا دیکھا نہیں لیکن یہ خبر بطریق تواتر اسکو پہنچے اور کوئی شک نہیں کہ یہ مثال رسول علیہ السلام کے حال کے مطابق ہے

علیہ السلام فی فادۃ معجزۃ العلم الضرو وری صدق لمن شاهدہ واکامن لم یشاہد ما بل وصل
 اس بارہ میں کہ اسکا جہر بھی اُن لوگوں کے لیے وصل علیہ السلام کی سچائی کی دلیل ہے۔ بخون نے مجھ کو دیکھا اور دیکھا میں نے
 الہ خبرہ بالتواتر ثم ان المعجزۃ لما فت تصد بقاء فعلیہ من اللہ تعالیٰ لیسو لنا عین صلی اللہ علیہ وسلم
 اسکی خبر تواتر سے لگو ملی ہے پھر چونکہ مجھ کو اسے رسول محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے اسکا ثبوت سے تصدیق نقل ہے

ان ان یكون تصد بقاء فعلیہ من اللہ تعالیٰ لیسو لنا عین صلی اللہ علیہ وسلم
 اس لیے لازم کہ اگر اور انبیاء کے لیے بھی اسکا ثبوت ہے تصدیق نقل پر اس لیے کہ وہ بھی نبیین ہیں پس سب کے لیے
 الصدق والامانة وتبلغها امر و تبلیغہا للخلق ویستقیل فی حقہم اضداد هذه الصفات
 صدق اور امانت اور جھٹکے ہوئے جانے کے امور ہیں اسکی تبلیغ ضرور ہے اور ان کے حق میں ان صفات کی ضدیں ہیں جیسے کذب

والخيانة وکما فی حقہم امر و تبلیغہا للخلق ویستقیل فی حقہم من الاعراض البشیرۃ ما لا یؤدی الی نقص حلالہم
 اور خیانت اور امر تبلیغ کا چھلکا حال ہیں اور ان کے حق میں وہ عوارض بشری جائز ہیں جیسے اسکی شان رسالت میں کوئی بیہودہ نہیں گنتا
 کما فی حقہم امر و تبلیغہا للخلق ویستقیل فی حقہم من الاعراض البشیرۃ ما لا یؤدی الی نقص حلالہم
 مثلاً جاری و غیرہ اور اس کے لیے صدق کی ضرورت اور کذب کا محال ہونا اس لیے ضروری ہے کہ جو عوارض عالم کی تصدیق مجھ سے کرتا ہے

مقام صریح القول فلو لم یجب لہم الصدق بل جاز علیہم لکذب لیسو لنا عین صلی اللہ تعالیٰ لیسو لنا عین
 جو اسکے ارشاد صریح کے قائم مقام نہیں اس وقت اگر ضروری ہوتا اور ان سے جھوٹ ہوتا مگر جھوٹ لازم نہ آتا کیونکہ مجھ سے کہ
 الکاذب کذب علی اللہ تعالیٰ محال اما وجوب الامانة لہم امضا صفات الخيانة علیہم فلا تم
 اسکا کہ میں جھوٹ کر دیکھتا ہوں کہ اسے محال اور امانت کا واجب ہونا اور خیانت کا محال ہونا اس لیے ہے کہ اگر وہ

لو خافوا فعل شرع ما هو محرم او مکروہ لا یقلدک لک الفعل طاعة لان تعالیٰ امر الخلق بالکذا قتدا
 کسی فعل پر مکرہ میں خیانت کریں تو لازم نہ آتا کہ مجھ کو فعل طاعت ہو جائے اس لیے کہ خدا نے خلق کو حکم دیا ہے کہ
 بھری فیما فیہم اقولہم سکوتہم اللہ تعالیٰ لا یامر بکما هو محرم او مکروہ فلا علیہم مہم خیانت لہم امر
 انبیاء کے افعال اور اقوال اور سکوت میں پوری کتب اور افعال محرم یا مکروہ کے کرنے کا کوئی نہیں دیتا بل اگر اللہ کے نزدیک وہ ناجائز ہوتے تو ہرگز

الخلق بالاقداء بعد فثبت بذلك انه تعالى عصمهم عن فعل شيء مما هو حرم او مكروه فلا يقم منهم
 ائمة بحدی کے لئے کافر و منافق اس سے ثابت ہوا کہ اللہ نے انکو حرام اور مکروہ کا سن سے مصون بنالیا۔ اسی لئے ان کو بھی کام ہوتے ہیں
 الا ما هو واجب ومنه لا یصباح هذا بالنظر الى نفس الفعل اما بالنظر الى الحق ان افعالهم اثره
 جو واجب یا مشغوب یا سباح ہوں یہ لحاظ نفس فعل کے ہے اور ہمارا انکی شان کے تو حق یہ ہے کہ انکا فعل
 بین الوجود الذی لا یغیر بالحق لا یقیم منہم کما یقیم من غیرہم فقط الشیء بل انما یقیم منہم
 واجب اور مشغوب کے درمیان اور ہمارا اس کے لئے جائز کا نہیں ہوتے جیسے کہ مکمل کو کہ مقتضا و حرام نفس کے ہوتے ہیں بلکہ
 بنیتہ ما لہ بصیرہ طاعة و اقله قصدا لتعلیم غیرہم اذا ثبت هذا یجب علی کل مؤمن
 مباح کا بھی جس کی نیکی سے ان سے ہونا جس کو وہ طاعت جو جائز ہو کہ اگر نہ کر وہ کام فعلیست کا کر دے جن جب ثابت ہو گیا تو ہر مؤمن پر واجب ہے
 ان یتکون علی حدیث عظیم و جل شد علی بیان ان یسلط علیہ بان یصغی بآذنه او یلتفت
 کہ جس پر کما انکو لفظ تکرار بیان دیا جائے ہے اس طرح کر ان شرافات کو اپنے کان سے سے یا اپنی عقل کو جس طرف متوجہ کرے
 بعقلہ الی خرافت ینقلھا فی حقہم خذ لہ المؤمنین و یتبعہم فی بعضہا بعض لعلہ یصل الی حبلہ من المصرب
 جسکو بعض کراہ توضیح نے اس کے حق میں لکھا ہے اور بعض جاہل مفسرین نے بعض باتوں میں انکی پیروی کی ہے
 فانہم لقلۃ تحصیلہم و عدم تحقیقہم بما یفترون فی ذلک بطواہر من الکتاب السنۃ و لہذا
 کہوا۔ بسبب کم علمی اور غیر تحقیق ہونے کے ظاہر لکتاب و سنت سے بچنے وقت اثر کر بیٹھے ہیں اور اسی لیے
 قبل التمسک فی معرفۃ اللہ تعالیٰ معرفۃ رسولہ محمد ظواہر الکتاب السنۃ اصل من اصول
 کہتے ہیں کہ خدا و رسول کی معرفت میں محض ظاہر مضمون کتاب و سنت کے دلیل پر ہونا اصول کفر میں سے ہے
 الکفر قال الامام السنوسی کذلک تلقی هذا العلم من مجرد الکتب المتأخرہ للصنفین المتفقیین
 الامام سنوسی کہتے ہیں ایسے ہی اس علم کا حق کتابوں اور شاخ تصنیف کار اور غیر محقق نقیون سے حاصل کرنا کفر کی چیز ہے
 بلا تحقیق و اما وجوب التبلیغ لہذا استعمال الکتان علیہم فلا انہم لو کتبا و اثباتا اما و بالتبلیغ کان
 اور احکام صائی کا واجب ہونا درجہ پیش کا محال ہوتا اس لیے ضروری ہے کہ اگر کوئی بات اپنی عقلی رکھے جس کے بگاڑنے کا حکم تھا تو
 الذی اس ما مورین بالاقداء عہم فی کتمان بعضہم او تبلیغہ من العلم النافع لمن اضطر الیہ و کیف
 عام لوگ بھی انکی پیروی کے مامور ہو گئے کہ کسی کسی بات کو جسکا بکھانا فرض ہے عاجز سے چھپا لیا کر ان اور یہ کیونکر
 بتصور ذلک فان الکتان حرام ملعون فاعلہ یہ عداۃ قولہ تعالیٰ ان الذین یلقون صا اذ لنا من
 خیال میں اس کتاب پر اس لیے کہ حق پرشی حرام ہے اور حق پرشی ملعون ہے اس ارشاد و جناب باری کی خدا سے جو لوگ چھپاتے ہیں جو چھپنے نازل کیا
 النبیئت و اھدی من بعد ما کتبنا للذین فی الذلک اولئک یلعنہم اللہ و لعنہم الذین یحسبون
 صاف حرام اور طاعت کہ اس بات کو کہ بیان کر کے لوگوں کے لیے کتاب میں کثیر قعت کرنا جو اللہ اور سنت کرتے ہیں سب قعت کر کے دے دے
 و اما جواز الاعراض البشریۃ فی حقہم فلا محال انصر فی رسالتہم و علومہم لہم بل ہی ما تزیید
 اور اعراض بشری کا کہنے حق میں ممکن ہوتا ہے اس لیے جو کہ انکی رسالت اور لہر مرتبہ میں سفر نہیں ہو سکتا یہ تو ایسی بات جس سے انکا مرتبہ
 مواتبہم باعتبار تعلیم اجہم من جہۃ ما یقارنہا من طاعة صبرہم فانہ تعالیٰ کان قادرا علی
 اور بھی بڑھ جاتا جو کہ صبر کی طاعت کے بجا لانے سے انکو اور بھی بڑا اجر ملے گا خدا کو قدرت تھی
 ایصالہ الیہم ذلک التواہد العظیم بلا مشقہ تلحقہم لکن بعظیم مکنۃ اختار ان یوصل الیہم
 کہ وہ تواہد عظیم انکو بلا مشقت عطا فرماتا لیکن اسے اپنی حکمت کا ملہ سے یہ پسند کیا کہ انکو وہ تواہد
 ذلک التواہد من ذلک الاعراض فی قضا بضعاف العقول لئلا یعتقد اقدم الا لہویۃ و فیہا ایضا اعظم
 ان عوارض انسانی کے ساتھ عطا کر دیا جو کہ عقل والوں پر غایت کرنا کہ انصاریا کویت کو قابل ہونا نہیں اور انہیں اس بات کی بھی بڑی

وان حديد عنده من صول قبل الايمان واقباله ما ذكر قال الامام السنوسي هذا الذي ذكره
 اگرچہ اس سے ظاہری اقبال و اقبال انسانی جلا کر ہوا عاودہ کر سکتا ہے۔ امام سنوسی نے کہا کہ یہ بات جو اس

فی حق ذلك الشخص ظاهري ظاهر على غاية الجلاء لا يمكن ان يختلف فيه احد من العلماء على
 شخص کے حق میں یا نہ کہ ہے۔ دراصل ظاہر ہے کہ کسی ایک عالم کو اس میں اختلاف نہیں ہو سکتا۔

هذا يجب على كل من يريد النجاة من العذاب المؤبد ان يخل في الجنة ان يسعي في معرفة معناها فليطبق
 اسی تاہم اس شخص پر عذاب ابدی ہے چنانچہ اور مدت میں داخل ہونا چاہتا ہو۔ واجب ہو کہ اس کے تحت کچھ میں کو تلاش کرے جس سے سمجھ کر اس کو زبان سے کہے

هماء مع فهم معناها لوجود فيه اقرار باللسان وتصديق بالجمان ويحصل له حقيقة الايمان
 تاکہ اقرار زبانی اور تصدیق قلبی دونوں ہائی جائیں اور اس کو حقیقت ایمان حاصل ہو

فالكلية الاولى من مابتن الكهنتين محكي من فني اكليل فالنقي كل فرد من افراد حقيقة الايمان
 کہ کلہ صریحی و اثبات سے مرکب ہے جس حقیقت کے کل افراد کی مجزوات خدا کے فنی کی گئی ہے

سؤال الله تعالى والمثبت من واحد تلك الحقيقة وهو الله تعالى ومعنى لا اله الا هو الواجب الوجود
 اور اس حقیقت سے مراد ایک ذات کا معنی اضر تائی کا اثبات کیا گیا ہے اور اگر کہ معنی واجب الوجود

المستحق للعبادة وهذا المعنى على قبل حسب فهم ادراكه ان يصدق على كثيرين لكن الدليل على اطلاق
 مستحق عبادت ہیں اور یہ معنی بھی ہیں کہ محض تصور سے کہ اعتبار سے افراد شریک عاودہ آسکتا ہے لیکن دلیل عقل فنی

يدل على استحقاق العبادة والتعبدية وكونه خاصا بذات الله تعالى وذلك الدليل وجود العالم فانه لكونه
 ثابت کرتا ہے کہ خدا کا ہونا محال ہے اور یہ معنی بھی خدا کے ساتھ مخصوص ہیں اور وہ مثل عالم کا وجود ہے کیونکہ وہ

حادثا محتاجا الى عايد يدل على ان له عدا و ذلك الحيز لا يدان يكون واحدا قد يعا متصفا
 حادث ہونے اور محدث کے محتاج ہونے کی وجہ سے وہ ذات کہ جسے کہ کوئی ایسا محدث ہے اور وہ محدث ضرور ہے کہ وہ او قریب متصف

بالقدرة والارادة والعلو والحيوة لانه لو لم يكن احدا بل كان اكثر من واحد لوقع بينهما الجمان
 قدرت و ارادہ و علم و حیات ہو۔ ایسے کہ اگر وہ ایک نہ ہو بل ایک سے زیادہ ہو تو اس میں ایسی روک ٹوک واقع ہوگی

المتنقى لعدم وجوده او لم يكن قديما بل كان حادثا لكان مفتقرا الى محدث فيلزم له راو التسلسل
 جو کہ عالم کے عدم ہونا یا کہ کسی نہ ہونا یا کہ حادث ہونا تو وہ کسی محدث کی طرف محتاج ہوتا تو وہ تسلسل لازم آتا اور یہ دونوں

وكلاهما محال ولولم يكن متصفا بالقدرة والارادة والعلو والحيوة لكان عاجزا عن ايجاد شيء من العالمات
 محال ہیں اور اگر قدرت و ارادہ و علم و حیات سے متصف نہ ہوتا تو ایک چیز کو بھی نہ پیدا کر سکتا ایسے کہ

الايجاد اثر للقدرة واثر للارادة وفي شيء من الالام عايقه المادة ذلك و ارادة ذلك الشيء يقتضي
 ایجاد قدرت کا کام ہے اور قدرت کسی چیز پر جب سے کام کرتی ہے جب اس نے کامداد ہوا اور ارادہ اس نے کامقتضی ہو کہ

العلم به لان القصد الى ايجاد شيء مع عدم العلم محال والاتصاف بهذه الصفات الثلاث يقتضي
 اس کا علم بھی ہو۔ ایسے کہ کسی چیز نے ایجاد کا قصد کیا اس کے ہائے غیر محال ہے اور ایسی تینوں صفات سے موصوف ہوتا

الحيوة لكونها شرطاً في افعالها لكون وجود العالم دليل على كل شيء ومن دلالة دليلها على وجودها
 حیات کو چاہتا ہے ایسے کلمات اس سب کا یہ شرط ہے ایسے وجود عالم بلکہ اس کے ہر جزء کا وجود ہر ایسی خدا

وكونه واحداً قديماً متصفاً بهذه الصفات لا بد من المذكي فلهذا كان بعض اهل التوحيد يقولون
 اور وحدت و قدرت و ذہن و ہاں اور ہاں تینوں سے موصوف ہونے پر دلیل قاطع ہے۔ اور اسی کے بغیر اہل توحید

استدلوا لا بالاعتراف بالموافق ما رأوا بشيئاً الا ان الله بعد فان كل ذلك من ذرات العالم من حيث
 انہ سے مؤثر ہوا خدا کو کہتے ہیں کہ جتنے ہیں نیز کو دیکھا اس کے بعد خدا کو دیکھا اس لیے کہ ہر ذرہ عالم بحیث

حد وثباتا فتنها ما الی من یوجد ما کذا لکن لا یطابق کلامه لا حرفیه ولا صوتا لهما موحد واحد
 اپنے حدوث واصلت موجود کہ ہمیشہ ایسے کلام سے بول رہا ہے۔ زمین زحرفون دوازہ کراٹھا ایک موجود ہے کیا
 قدیم متصف بالقدرة والاملا والعلو الخیوة وسائر ما یلیق به من الصفات بسم کلام السامعون
 قدیم وقادر صاحب ارادہ وعلو وجہات وغیرہ صفات اسکی شان کے شایان ہیں۔ یہ باین سننے والے سننے ہیں
 ولا یسمعه الذین هم عن السمع لم یولدوا والذین السمع الیہ ان الذی یسمعه کلام لیس بحرف
 اور کبھی سماعت بیکار ہے وہ نہیں سننے۔ اور سمع سے مراد سمع باطنی ہے جس سے وہ کلام سننا مانتا ہو۔ جس میں زحرف ہے
 ولا صوت ولا عربی وجمی لا السمع الظاهر الذی لا یتأثر بالاصوات وتکثیرات فیہ البهائم الانسان الماحصل
 دوازہ زحرفی عربی۔ سماعت ظاہری مراد نہیں ہے جس سے سواری آواز نہ دینا چاہئے اور زمین بہائم انسان کے بارہ ہمدار میں اور حاصل
 ان الکلیف لا یعرف من صفاته تعالیٰ بالعقل الامدل علیہ افعاله فمال یدل علیہ افعاله کالسهم البصر
 کہ مختلف درجہ عقل مر صفات ہی صفات کو جان سکتا ہے چھہ افعال کی دولت کہ زمین اور چھہ پنا افعال سے نہیں ملے۔ ختم سمع لیس
 والکلام فقد یستدل علی ثبوتہ تعالیٰ تالیق بالعقل تالیق بالعقل ما وجہ الاستدلال علی ثبوتہ تعالیٰ
 کلام ان کے ثبوت کے لیے یہی عقلی دلیل ہے کلام لیا مانتا ہو اور کبھی عقلی دلیل سے ان صفات ان کے ثبوت سے عقل دلیل تو ہے
 بالعقل فهو ان صفات کمال واضحا واما صفات نقصان وادضا فبصفات الکمال وعدم اتصافه
 کہ یہ صفات کامل ہیں اور ان کے ضد صفات ناقص ہیں اور ضرور ہے کہ خدا کامل مقنون سے موصوف ہوا اور
 بصفات النقصان واجب فوجب اتصافه تعالیٰ بتلك الصفات واما وجہ الاستدلال علی ثبوتہ تعالیٰ
 ناقص مقنون سے بری پس ان صفات سے اسکا موصوف ہونا واجب ہوا اور عقلی دلیل ان کے ثبوت کی ہے
 بالکفیل فهو ان الشرع قد رد بثبوتہ تعالیٰ فوجب لقطع بثبوتہ تعالیٰ ودلیل النقل فی هذا المسألة
 کہ شریعت میں ان ثبوت ذات باری کے لیے موصوفہ تو باری تعالیٰ کے لیے ان ثبوت عقلی ہوا اور اس سالک میں دلیل عقلی
 اوی من دلیل العقل لان تلك الصفات لا یتوقف علیہا افعاله تعالیٰ حتی یستدل علی ثبوتہ تعالیٰ
 دلیل عقلی سے اولیٰ ہے اس لیے کہ ان صفات پر افعال خداوندی موصوف نہیں ہیں کہ جیسے ان کے ثبوت ثابت کیا جائے
 وذات تعالیٰ لم یکن معلوما للشیء حتی یعلم انہا فی حق تعالیٰ کمال جب اتصافہ بها بحیث لا یقتضی
 اور ذات الی لاکسی بشر کو علم نہیں ہے جس سے معلوم ہو کہ وہ ممکن اسکی حق میں کمال ہیں آئے موصوف ہونا ایسا غریب ہو کہ اگر آئے موصوف
 بما یلزم ان یصف باضداد ما یلزم کو نفا کمالا انما هو بالنسبة الیہا ولا یلزم من کون الشئ بالنسبة
 ہو تو لازم آئے کہ ان کے اضداد سے موصوف ہو کر کمال ہوا ہمارے اعتبار سے ہے اور یہ ضرور نہیں ہے کہ جو چیز ہمارے لیے
 الیہا کمالا ان یتکون کمالا فی حق تعالیٰ لان فی ان الذی لا یلزم کو نفا بالنسبة الیہا کمالا لا یمتنع فی
 کمال ہوا اور اس کے لیے بھی کمال ہو۔ کیا تو نہیں دیکھا کہ قدرت اور دور ہوا جو دیگر ہمارے اعتبار سے کمال ہیں
 حق تعالیٰ کو نفا من عوارض الاجسام هذا تحقیق الکمال الاولیٰ من کمالہ لایمان ولا الکلمة الثانیة
 اضر کے لیے کمال ہیں کیونکہ۔ اجسام کے عوارض ہیں۔ یہ تو اس کے عوارض اولیٰ نے توید کی ہیں۔ اور ان کلمہ کے دوسرے حصہ میں
 من ہاتین الکلمتین فقد حکم فیما یکتون محکم رسول من عند الله تعالیٰ ولا یمکن اثبات ذلك من دلیل
 یہ حکم کہ کو نفا اشرطہ وعلو رسول ہیں خدا کی طرف سے۔ اور اس کے ثبوت کے لیے دلیل کی ضرورت ہے
 وذلك الی لیل فصور الی تعالیٰ عند دعاہا لرسالة فان المعنی تصدیق فیما من الله تعالیٰ لوسوله
 اور وہ دلیل دعوے رسالت کی جوت مجزہ کا آپ کے ہاتھ سے ظاہر ہوتا ہے اس لیے کہ اشرطہ تعالیٰ کیلئے ہے مجزہ اپنے رسول کے لیے تصدیق عقلی ہے
 لانما فعل من افعاله تعالیٰ خارج العادة نازل منزلة صریح القول فی تصدیق رسولہ فی دعواه
 کیونکہ مجزہ افعال الی میں سے خوف عادت کی ایک عمل ہے اور دعوے رسالت میں رسول اشرطہ تصدیق کے لیے صریح قول کے قائم مقام ہے

الذی انکس علیها هذا الحديث من صحاح المصنفين في الوعدية ومعناه ان كل مولود من البشر لا
 يولد الا بحرية من الله تعالى في حق من سب رادى البرية من ادراكه من سب من كذا لا يربح
 على الجبهة السليمة والحياتة المستقلة لله تعالى والتميز بين الحق والباطل بما كسب فيه من
 عوذه طينته اور اس بخت پر پیدا ہوتا ہو کہ جسین خلاشاسی اور باطل میں تیز کرنے کی ہوگی قابلیت ہو تی ہے بڑا یسے
 العقل المقوی و الوضوح المستقیم و لولم یعترضه من الخارج افة من فساد التیمة و تقلید لا یوین و
 عقل صح اور وضوح مستقیم کے جو اسین پیدا کی گئی ہے اگر انکو خارجی ائت متلا تریست کی خالی یا والدین کی تقلید اور
 لا ینماک فی الشهوات و یخوذک من الافاق لعل فطرته انی ما نصب معرفة الله تعالى من الدلائل
 شہوتوں میں پھنس جانا وغیرہ آفتیں پیش آئیں تو اسکی طبیعت آسکر اس بات پر ملے کہ وہ معرفت الہی کے دلائل میں شہوت
 واستدلال بها علی وجوده تعالى وقد یفکون واحدا متصفا بالقدرة والارادة والعلو والحقوسا
 اور اس امر پر استدلال کرے کہ اللہ تعالیٰ اور قدوم اور واحد اور موصوف بقدرت و ارادہ و علو و حیات پر محیط اور اس صفت
 فایلیق به من الصفات لکن یصلح عرجک ما ذکر من الافاق کما ان الیہیمہ نقول سئل لاطراف الیہیمہ
 انکے شان کے خاں ہیں لیکن مذکورہ بالا آفتیں ممکن اس سے روک دیں جن - جیسا کہ جانور کا جب پورا پیدا ہوتا ہے اور
 الجذع الذی هو قطع لاف و الاذن و الشفة فلو لم یعرض للناس لها لکن قطع عن علم الیہیمہ سئل
 جذع سے بچا ہوتا ہو - جذع نام اللہ کان اور باطل کا ہے کہتے ہیں اگر آدمی اسکو مارے تو وہیے اور اسکو وہ عورت کا پڑھتا اور پڑھتا ہے
 کما کان فی السلام شہود لاداة الطفل علی الفطرة السلیمة بولادة الیہیمہ سئل عن غیال المراد
 جیسا کہ پیدا ہوا اتفاقا بیان حضور علیہ السلام نے اس کے فطرہ کو ہی پر پیدا ہونے کو بولے کہ جیسا کہ پڑا ہوتا ہے وہی شہادت دیا ہوا تھا یہی فرق ہے
 بالسلامة فی الیہیمہ تسلما عن العیوب لظاہر و فی الطفل سلامة عن العیوب لبعون تلک عن
 کہ جانور میں سلامتی سے ظاہری عیوب سے پاک ہوتا مراد پھر اور اس کے سلامتی سے باطنی عیوب سے بری ہوتا
 معرفة الله تعالى وقبول امره و قبوله شران علیہ السلام بعد ما بین ان الناس کما یقولون و علی الفطرة
 قد رشتناسی اور امرہ کی قبول کرنے سے مانع ہیں پھر حضور علیہ السلام نے یہ بیان کرنے کے بعد کہ پھر فطرہ اسلامی پر پیدا ہوتے ہیں
 التي لا استعداد القابل لمعرفة الله تعالى والتمیز بین الحق والباطل بما کسب فہم من العقول حتمہم
 جو کہ خدا شناسی اور عقل باطل میں تیز کرنے کی قابلیت و استعداد ہو تو کا نام پڑیہ اس عقل کے جس سے وہ کسب ہوئی ہو انکو اس پر آمادہ کیا
 علیہا فقال علی طریق الاقتباس فطرة الله التي فطر الناس علیہا فان فی قوة ان یقال لولم یفطر الله
 اور بلکہ صنعت اقتباس کے ذریعہ اور فطرت الہی جیسا کہ لوگوں کی آخرت میں فطرت الہی کے ہر کلام پر اور اس فطرت الہی کے
 التي لا استعداد القابل لمعرفة الله تعالى والتمیز بین الحق والباطل فاعلی هذا کان الواجب علی کل
 جو خدا شناسی اور حق و باطل میں تیز کرنے کی قوت کا نام ہے پس اس پر
 کلک فان لا یضیع تلك الفطرة بل یدعی له ان يستعملها فی تحصیل معرفة الله تعالى والتمیز بین الحق
 ہر ممکن ہو واجب ہو اس فطرت کو ضائع نہ ہونے و سب کو بچے کہ انکو معرفت الہی کی تحصیل اور حق و باطل کی شناخت میں استعمال کرے
 والباطل لیس المراد معرفة الله تعالى معرفة ذات تعالی لان ذاته تعالی لیست معلومة للبشر بل المراد
 اور معرفت الہی سے ممکن ذات کی شناخت مراد نہیں اسکی ذات خداوند کا علم ذات بشری سے باہر ہے بلکہ مقصود یہ ہے
 بها معرفة صفات وصفات نوعان سلیب و شوقیة اما السلیب فتنزہ تعالی عن جمیع مالا یدلیق
 کہ اسکی صفات کو سب سے آزاد اسکی صفات کو سب سے سلبی اور غریبی سلبی و شوقیہ تعالی کو ان تمام صفات پاک جیسا کہ پڑھتا ہے کہ شہادت الہی
 به ما یشعر بالاحتیاج والمقصود اما التنبیة فہی ما ان القیام الاول لصفات التي يتوقف علیہا افعال الخلق
 اور تہنیت احتیاج اور نقصان لازم آتا ہو اور ہوتی کی دو تہنیتوں میں اول تودہ جو ہر خدا کے افعال میں ہیں

وہی لفظ تھا کہ الہیۃ والعلوۃ والحدیث والقسوۃ والصفات التي لا يتوقن علیہا افعالہ وہا السم والبحر
اور وہ قدرت اور ارادہ اور علم اور حیات ہیں اور دوسری قسم کی وہ متین ہیں جن کے افعال موقوف نہیں ہیں مثلاً سم و البحر
والکلام و تحقیق ذلك ان تعالیٰ لیس محسوساً کا لفظ حق یعنی وجودہ والحق لیس العلم و وجودہ
و کلام اور اس کی تفسیر یہ ہو کہ اللہ تعالیٰ عقل چاند سورج کے محسوس تو نہیں کہ محسوس سے معلوم کریں دیکھ دو جو دکا علم
ضرور ہے کہ العلم بکون الواحد نصف الاثنین حتی یعلم وجودہ بالاضرف بل انما یعلم وجودہ بالذلیل
یہیہ جو جیسے معلوم ہو کہ ایک دو کا آدمی جس سے انکا وجود ہوتا ہے معلوم ہو جائے گا انکا وجود دلیل سے معلوم کیا جاتا ہے
وذلك الذلیل حدیث العالم و بیان حدیث انہ اعیان واعراض و المراد بالاعیان الاجسام القائمة
اور وہ کل عالم کا حادث ہونا ہے اور انکے حدوث کا بیان یہ ہو کہ وہ اعیان اور اعراض ہیں اعیان ہر مادہ اجسام ہیں جو نبات خود قائم ہیں
بذاتہم و التام المراد بالاعراض الصفات التي لا تقوم بذواتہا بل تقوم بالاجرام و تنزل معہا و لیسفک عنہا و کل
اور اعراض سے مراد وہ ذات ہیں جو نبات خود قائم نہیں بلکہ اجسام کے ساتھ قائم ہوتے ہیں اور ان سے کہہ رہے ہیں اور ان سے جہاں میں ہوا اور ایک
منہا حادث اما الاعراض تحدث بعضها بعلمها بالمشاہدہ کا حرکت بعلم السكون والاضوع بعد الظلمة
ان دونوں سے مراد ہے کہ اعراض میں سے بعض کا حدوث قدرتی ہی سے معلوم ہو جائے جیسا کہ حرکت سکون کے بعد اور بعضی اندیشہ کے بعد
والسواد بعد الیاض حدث بعضها بعلمها بالذلیل ہو طریقیان العلم کما فی انہ دما ذکرہا ما
اور سیما ہی شہدی کے بعد اور بعض کا حدوث ہوتا دلیل سے معلوم ہوتا ہے جیسا کہ انکی شدت میں جگہ ذکر ہو چکا
الاجرام قد لیل حلی ثنائیہا لا تخلو عن الحوادث و کل ما یخلو عن الحوادث فحوادث اما عدم
اور اجسام کے حادث ہونے کی دلیل یہ ہو کہ اجسام حوادث سے کبھی خالی نہیں ہوتے اور جو حادث سے خالی نہیں ہوتے وہ حادث ہیں اور حوادث سے
خلوہا عن الحوادث فلا تہلک تخلو عن الحركة والسكون وهو ظاهر مدرك بالکمالۃ والاضطرار
خالی ہونے کی یہ وجہ یہ کہ وہ حرکت اور سکون سے خالی نہیں ہوتے اور یہ بات ظاہر ہی جاتی ہے اور اضراراً نظر آتی ہے
فلا یحتاجہ فیہ الی تامل افکار الحركة والسكون حادثان بذیل علی حدیث و ثنائیہما تعاقبہما و لنقضہما
اس میں کچھ بھی غور و فکر کی ضرورت نہیں ہے اور حرکت اور سکون دونوں حادث ہیں کیونکہ وہ ایک دوسرے کے پیدا ہوتے رہتے ہیں اور ایک کا نہ ہونے سے
کل نہ ملے نہ وجود الاخر و ذلک مشاہدہ فی بعض الاجرام و ما لیس بالمشاہدہ فیہ ذلک فہما من سائلین
دو سراقہ ہوتا ہے بعض اجسام میں تو یہ دیکھا جاتا ہے اور جن دیکھا نہیں جاتا تو انکی دلیل یہ ہو کہ کوئی ایسا ساکن نہیں ہے
والعقل یقضي بجواز حرکتہ و ما من محکم الا والعقل یقضي بجواز سکونہ فالطاری منہا حادث
جسکی حرکت عقلاً ممکن نہیں اور نہ کوئی حرکت ایسا ہے جسکا ساکن ہونا عقلاً ممکن ہو پس ان میں جو پیدا ہوا ہے وہ حادث ہے
بطریقانہ و السابق حادث اذ لو کان قد یلا استعمال عدمہ و اما کون ما یخلو عن الحوادث حادثاً
کیونکہ وہ ایسا ہوا ہے اور اس پر فہم سے پہلے تھا وہی حادث ہو کر گذریم ہوتا تو معلوم ہو سکتا اور جو ہر حادث سے خالی نہ ہوتا وہ ذات ہے اس وجہ سے
فلا نہ لولہ لکن حادثاً لکان قد یما تباقی الازل فیلزم ثبوت الحادث فی الازل وهو محال اذ یلزم
کہ اگر حادث نہ تو گذریم الازل ہوگی پس حادث کا ثبوت ہی الازل میں لازم آئے گا اور یہ محال ہے اس لیے کہ لازم آئے گا
ان یکون قبل کل حادث حادث ممتد لا اول لہا کما یقول للفلاسفۃ فی حرکات الافلاک و انما خاص
کہ ہر حادث کے پہلے حادث اسطرع مرتب ہوں کہ اول نہ ہو جیسا کہ فلاسفہ حرکات افلاک اور انما خاص
الحیوانات وغیرہا فہم من تدوم من ینسب لنفسہ الی الاسلام ولیس لہ منہ نصیب قالوا ان العلم
حیوانات وغیرہ کے بارہ میں کہتے ہیں چنانچہ ان لوگوں سے اور بعض انکو یہ دہن نے جواب دے کہ مسلمان کہتے ہیں کہ انکا اسلام سے انکو کچھ بہرہ نہیں کہ انکا علم ہی
العلوی قد یومد فیہ وصفاتہ لا الحركات فانہا حادثۃ با شخصاً قد تباقی الازل وهو محال اذ یلزم
ایہ ذات و صفات کے ساتھ قدیم ہیں البتہ انکی حرکیں قدیم نہیں بلکہ وہ بلحاظ اپنے انکھام کے حادث ہیں اور بلحاظ اپنے انکھام کے قدیم ہیں پس جو حرکت

لهم فاجب فی حقهم الصدق والامانة وتبلیغ ما امروا بتبلیغ وما یستحیل علیهم اضرار هذه
 سوجوفاات انک لے واجب ہیں یہ ہیں سچائی امانت اور امر وہی کا بیان کر دینا اور ان معقون کی خدمت میں اچھے حال میں
 الصفات وهو الذکب والخيانة وکتان ما امروا بتبلیغ وما یجوز لهم الاغراض البشرية التي لا یجوز
 یعنی کذب اور خیانت اور جسکی تبلیغ کا کوئی حکم ہے اسکا چھٹانا۔ اور جو معقین انک لے جائز ہیں جو بشری اعراس جیسے انکی
 الى نقص فی مراتبهم کلب و نحوه اما وجوب الصدق فی حقهم استعمال الذکب علیهم فلان معجزهم
 شان میں کم پڑ معین لکنا مثلاً بیماری وغیرہ اور انک لے صدق کا واجب ہونا اور کذب کا محال ہونا ایسے جو کہ انکا معجزہ
 قد دلت علی صحتها فلو جاز لهم الذکب لادی الی بطلان دلالة المعجزة علی الصدق وهو محال واما
 انکی عداوت کی دلیل ہے۔ تو اگر انکا کذب ممکن ہو تو اس سے لازم آئے گا کہ معجزہ کی دلالت جو صدق پر ہے باطل ہو جائے اور یہ محال ہے
 وجوب الامانة فی حقهم استعمال الخيانة علیهم فلاهم لو كانوا یفعلون شیء ما هو حرام او مکروه
 اور انک کے عین امانت کا واجب ہونا اور خیانت کا محال ہونا اس وجہ سے جو کہ اگر وہ کوئی فعل حرام یا مکروہ کر کے خیانت کرنے
 لکن ما مومن بان تبايعهم فیہ لان تعالیٰ اوحی الیهم ان یفعلوا ما اوحی الیهم فلو فعلوا ما اوحی الیهم
 تو جو کچھ امین اسکی پیروی کا حکم ہوتا ایسے کہ خدا سے سب حقوق کا کوا اقبال و احوال اور سکوت میں انکی پیروی کا حکم ہوتا ہے بلکہ انکا شہادہ اور
 منهم خیانت الی الامر الخلق بان تبايعهم فثبت بذلک انه تعالیٰ عصمهم عن فعل شیء ما هو حرام او مکروه
 خیانت ممکن ہوتی تو وہ غفلت کو انکی پیروی کا حکم نہ دیتا پس اس سے ثابت ہوا کہ انکا شہادہ انکو حرام یا مکروہ کام کرنے سے معصوم بنایا ہے
 فلا یقیم معہم الا ما هو اوجب ومن ذلک اوجبت هذا بالنظر الی نفس الفعل اما بالنظر الیہم فالحق
 اور انک دہی کام ہونے جو واجب ہیں یا مستحب یا مباح۔ یہ مادہ تو باعتبار نفس فعل کے ہے اور لہذا انکی ذات کے حق یہ ہے
 انما فعلوا ما اوحی الیہم فثبت بذلک انه تعالیٰ عصمهم عن فعل شیء ما هو حرام او مکروه
 کہ انک افعال واجب اور مستحب درمیان رہتے ہیں اور یہ نہیں ایسے کہ مباح کرنے کام کو کوئی طرح بتفقہائے شہوت نفس نہیں ہوتا ہے
 بل انما یقیم معہم منہ صلاحتہ یصید بها عبادة و اقل ذلک قصد التعلیم لغيرهم اذا ثبت هذا
 بلکہ انک تو ایک نبی سے ہوتا ہے جس سے وہ عبادت بن جاتا ہے کہ کم از کم یہ امت کی تعلیم مقصود ہو گی ہے جب یہ بات ثابت ہوتی
 فواجب علی کل مؤمن ان یتکون علی حدہ عظیم و وجہ شدید علی ایمانہ ان یسلب منه بان
 تو ہر مومن پر واجب ہے کہ بہت پرہیز کرنا رہے اور اپنے ایمان پر مروتا رہے کہ ایسا نہ ہو جاتا رہے
 یصعب بآذنه ویلقت بذنہ الی حوائف ینقلہا فی حقہم کذبة المؤرخین ویتبعہم فی بعضہم بعض
 ان خرافات بائون کی طرف کان لگائے اور ذہن کو متوجہ کرنے سے جو بعض بھولے مؤرخ انک حق میں لکھتے ہیں اور بعض
 الجملہ من المفسرین فانہم لقلۃ تحصرہم علی تحقیقہم ما یفترون فی ذلک و ظواہر من الذکاب
 جاہل مغرین بھی بعض باتوں میں لگی ہوئی رہتے ہیں۔ جو کہ وہ سبب کم نفی اور عدم تحقیق کے کہ ان کو کائنات اور کائنات کے حقائق کا کوئی علم نہیں
 والسنۃ وھذا قبیل التمسک فی عقائد الایمان بحجۃ ظواہر الذکاب والسنۃ من غیر تفصیل
 اسی لیے کہ ہیں کہ عقائد میں محض ظاہر الذکاب و سنت سے دلیل پڑتا اور اس بات کی تفصیل نہ کرتا
 دین ما یستحیل ظاہر منہما و دین ما لا یستحیل فلا خفاء فی کونہ اصابہ اصول الکفر والبدعة
 کہ ان امور میں کو کسا محال ہے اور کو کسا محال نہیں ہے یہاں شبہ نہ ہو بدعت کی خبر ہے
 قال الامام السنوسی وکن اتل فی هذا العلم من مجمل الکتاب المشاکل المصنفین والمتفقہین
 امام سنوسی کہتے ہیں اور ایسے ہی حاصل کرنا اس علم کا صرف کتابوں سے اور عقائد کا مشا رج اور فقہائے
 بلا تحقیق اما وجوب التبلیغ فی حقہم استعمال الکتمان علیہم فلا نھم لو کتموا وشاہدوا امر او لم یبلیغہ
 یہ تحقیق سے اور انک عین احکام رسائی کا واجب ہونا اور چھپانا کا محال ہونا۔ ایسے جو کہ اگر انکا علم اسلام احکام ان کے سے کچھ چھپا لیتے

من اوقات العزوف من ان يكون ذلك الوقت اخر عمره وفيه ايضا نزول عن العزوف من احوال
 اس وقت سے وہی وقت اس کے عمل کا آخری لمحہ ہی ہو اور میرا میں پہلی جہ اپنے اعلان پر خود بینی اور ترانے سے
 لانہ لا یدری ما ذی یصیب فی العاقبة اذ شخص بعمل اهل الجنة من الايمان والطاعات و فی
 اس لیے کہ کیا خبر ہو کہ انجام کار کیا ہوگا کیونکہ بہتر سے آدمی ایمان اور اطاعت سے جنتیوں کے کام کرتے رہتے ہیں اور
 تقدیر اللہ تعالیٰ ان من اهل النار فيقول في اخر عمره من الايمان والطاعات ان الكفر والمعاصي يموت
 تقدیر الہی میں وہ روزی میں سو وہ آخر عمر میں ایمان اور طاعت سے کفر اور گناہوں کی طوط پھر جاتا ہے اور
 علی الکفر والمعاصي فيدخل النار و یب شخص بعمل اهل النار من الكفر والمعاصي في تقدیر اللہ تعالیٰ
 کفر اور معاصی پر مر جاتا ہے اور روزی ہو جاتا ہے اور بہتر سے روزیوں کا کام کرتے رہتے ہیں یعنی کفر اور گناہ اور تقدیر الہی میں
 ان من اهل الجنة فيقول في اخر عمره من الكفر والمعاصي ان الايمان والطاعات فيموت علی الايمان والطاعات
 وہ جنتی ہیں نہیں آخر عمر میں وہ کفر اور گناہوں سے تائب ہو کر مؤمن اور عابد ہو جاتا ہے اور ایمان اور طاعات پر اس کا فائدہ ہوتا ہے
 فيدخل الجنة فلذلك قال النبي عليه السلام انما الاعمال بالخواص يعني ان اعمال العبد
 اور جنت میں داخل ہوتا ہے اسی لیے نبی علیہ السلام نے فرمایا کہ اعمال کا اعتبار فائدہ پر ہے یعنی اعمال بندہ
 متعلقه بالسعادة والشقاوة بالآخر المعروف في حديث اخر ان عليه السلام قال اعلموا فان كل
 با اعتبار سعادت اور شقاوت کے آخر عمر سے تعلق رکھتے ہیں اور ایک اور حدیث میں آ کر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اگر کوئی شخص کو
 ميت يستلما خاق له اما من كان من اهل السعادة فيموت بعمل اهل السعادة واما من كان من اهل
 وہ ہی کام آسان ہوگا جس کے لیے وہ پیدا کیا گیا ہو جو شخص سعادت پر آسکو کیوں کے کام آسان ہوگے اور جو بدبخت
 الشقاوة فسييسر له اهل الشقاوة فان عليه الصلوة والسلام بين في هذا الحديث ان كل احد
 آسکو بدبختوں کے کام آسان ہوگے آ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اس ارشاد میں یہ بیان فرمادیا کہ ہر شخص
 مهيأ وموقف للذي خلق لاجله من الخير الشر من خلق وقد اراده من اهل الجنة يجزيه الله تعالى
 برائی اور بھلائی میں جس چیز کے لیے پیدا کیا گیا کسی کا اور دوسرے چیز کے لیے مقدر کے ساتھ پیدا کیا گیا ہے کہ وہ جنتی ہوگا یا نافرستہ
 علی بن احوال الجنة وييسر له حتى يموت ويدخل الجنة ومن خلق وقد اراده من اهل النار
 آسکے آتھے سے جنتیوں کے کام آسان ہوگا اور اگر کسی کے لیے آسان کر دیا گیا ہو تو اس کے لیے جہنم اور جہنمی ہو جائے اور جسکی پریشانی اس تقدیر کو ساتھ ہو کہ وہ روزی
 يجزيه الله على يديه اعماله اهل النار وييسر له حتى يموت ويدخل النار فالعمل دليل يخلل لظن
 آسکے آتھے سے جہنمیوں کے کام آسان ہوگا اور اگر کسی کے لیے آسان کر دیا گیا ہو تو اس کے لیے جہنم اور جہنمی ہو جائے اور جسکی پریشانی اس تقدیر کو ساتھ ہو کہ وہ روزی
 ان الشخص من اي الصنفين يكون من هذا كان الواجب عمل لا يكون خاليا عن العمل المصالح
 کہ یہ آدمی ہر دو قسم میں سے کس قسم کا ہے اور اسی سے وہ جب جو کہ عمل تک سے کسی وقت خالی نہ رہے
 في وقت من الاوقات لان لا يدري متى ياتي الموت اذ ليس له سن ولا وقت معلوم ولا مرض معلوم
 اس لیے کہ آسکو جنتیں معلوم کہ کب موت آئے گی اس لیے کہ اس کا کوئی سنہ اور وقت معین نہ ہو نہ اس کا مرض معلوم ہے
 فظوف لمن ربه الله تعالى الفهم اليقظة من نوم العقل والتفكر في الماخات واسأل الله ان يجعلنا في
 جس خوشی ہے اس شخص کے لیے جسکو خدا نے ہمیشہ اور خواب غفلت سے بیدار ہو اور فائدہ کی تلاش سے اور میں اللہ سے دعا کرتا ہوں کہ ہمکو
 خيرهم البشارة فان العوم له بشارت من الله تعالى عند الموت كما قال الله تعالى ان الذين قتلوا
 اسی میں بشارت کے ساتھ موت دی ہوگی جو میں موت کے وقت اللہ کی بشارت دی جائے گی۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ جو لوگوں نے کہا
 ربنا الله انما استقموا اننا على هذه المسئلة لا تخافوا ولا تحزنوا واابشروا بالجنة التي كنتم
 کہ ہمارا خدا ہمیں ہر قسم پر قائم رہے اپنے رحمت کرتے ہیں اور کچھ نہیں کہ نہ ڈرو نہ غم کھاؤ اور خوشخبری کی جنت کی جسکا تم سے

تو عذوق ہ فان تعالیٰ بین فی هذا الآية ان الذين اقر وابدو بدیتہم عتروا بوجہ دینہ ثم استقاموا
 وعدہ ہے۔ انظر نقاشی نے اس کتب میں بیان کر دیا کہ جن لوگوں نے اس کے بعد درنگ نہ کیا اور اس کی کیا کیا کے قائل ہوئے پھر
 علی ذلک الاقرار الاعتراف الی الموت بآئین جمیع المامورات واجتناب جمیع المنہیات اذ لا یحقق
 مرتبہ میں کسی اس قول وقرآن پر نگہ رہے اس طرح کہ تمام احکام بحال آئے رہے اور تمام گناہوں سے بچے رہے کیونکہ بدون اس کے
 الاستقامت بآئین ذلك بل یحصل الاعوجاج لثبوت شی من المامورات وارتکاب شی من المنہیات
 استقامت میں نہیں ہوتی بلکہ یہی آجاتی ہو ایک حکم پر عمل نہ کرے اور ایک گناہ کے کرنے سے بھی
 تنزل علیہ المانع من جہتہ تعالیٰ عند الموت بالبدنات التي هی قولہ من لا عتار فوا ولا عتار فوا
 ازیسے لوگوں پر اشد کی طرف سے مرتبہ وقت فرستے نازل ہوئے ہیں اور یہ مکر نہایت ریتے ہیں کرم اور کرم اور کرم
 وابشر بالجنة التي وعدکم الله تعالیٰ علی لسان نبيک قال لا عتار فوا ولا عتار فوا فکتوا المؤمنان کنتما صدقین
 اور اس جنت کی خوشخبری سنو جس کا تم سے تمہاری پیروی کی بنا پر وعدہ کیا تھا۔ اور پھر تم دونوں کے میں میں ان کو نیکو اگر تم کے ہو تو موت کی آرزو کرو
 ولا یمنون ولا یؤمنون فکما قد من آتی بجمیعہ واللہ علیہم ان الظلمین فیہ فبین یسبحان وتعالیٰ فی هذا الآية
 اور وہ ان کی کبھی نہ شکر کرتے تھے کہ وہ اپنا انصاف بہت بکامیابی کر چکے ہیں اور اشد ظالمین کو خوب جانتا ہے۔ اس کتب میں ان شکر کرنے سے یہ بیان فرمایا
 ان الظلمین فایقارہم لکنہم مستعدین الموت یموتون ولا یفرون منہ لکنہم علم حسنات و
 کہ جولوگ اپنے اذکار کے بچے ہیں وہ بوجہ مرتبہ کے لیے تیار رہے جس کے مستعد بنائے گئے ہیں اس سے بچا گئے نہیں اس لیے کہ ان کے عمل نیک ہیں اور
 اما الظلمون فاعد لکم مستعدین الموت لا یتنصرون بل یفرون منہ لکنہم علم سوء فان العمل لسوء
 ظالم بوجہ مرتبہ کے لیے تیار نہیں ہیں اس لیے وہ موت کے آرزو مند نہیں ہیں بلکہ اس سے بچا گئے ہیں کیونکہ ان کے بڑے عمل میں اس لیے کہ عمل بد
 وان لا یخیر المؤمن عن الايمان الا ان سبب سوء خاتمہ وشوم عاقبتہ فان سوء الخاتمۃ لا یدیکون
 اگرچہ دائرہ ایمان سے نہیں نکلتا لیکن وہ خاتمہ کی طرف سے اور آخرت کی نعمت کا سبب ضرور ہوتا ہے کیونکہ خاتمہ کی آفتاب ہوتا ہے
 الا ان کان له فساد فی الاعتقاد واصرار علی المعاصی وعدل عن الاستقامة اضعف فی الايمان
 جس کے عقیدہ میں خرابی ہو یا گناہوں پر اصرار ہو یا استقامت کو پھر گیا ہو یا ایمان میں ضعف ہو
 اما الفساد فی الاعتقاد فیان یكون فی قلبہ شی من انواع الشرك فان انواع الشرك ستة أحدہا تنزل
 اعتقاد کی خرابی تو یہی ہوتی ہے کہ دل میں کسی قسم کا شک ہو کہ یہ شکر جہل طر کا ہوتا ہے ایک شکر
 استقلال وهو اثبات الہین مستقلاً عن کثیر الشک الثبوتی فانہم قالوا نجد فی الباطن الخلیل کثیرا وشرا
 استقلال ہر وہ ہے کہ دو مستقل خدائیت کو کہے جیسے تثنیہ کا شرک کہہ گئے ہیں کہ ہم دنیا میں بھیتری، مصلحتیان اور بھیتری پر ایمان لیا کرتے ہیں
 کثیرا والواحد لا یدیکون خیرا وشرا بالضرر فلا یدان ان یكون لکل منهما فاعل علی حد شرا منہ
 اور ایک ذات بھلی اور نیکی دونوں میں ہر قسم کی ضرورت ہو کر ان میں سے ہر ایک کا قائل ہو جاتا ہے۔ پھر اس فرق کی
 انفسا واثمین النفس لا ولی الا نونۃ والذی یصانیتہ فاعلموا فاعل الخیر المور فاعل الشر الظلمۃ والقسم
 دو قسم ہو گئیں۔ ایک مافویہ اور دلیلیاتیہ ہے وہ کہتے ہیں کہ فاعل خیر نور ہو اور فاعل شر ظلمت اور
 الثانی المحس فاعلموا فاعل الخیر یزدان وفاعل الشر اھم من یمنون بہ الشیطان یخرقہم فاعل الخیر یزدان
 دوسری قسم جو محس ہیں وہ کہتے ہیں کہ فاعل خیر یزدان ہو اور فاعل شر اھم جسکو شیطان کہتے ہیں پھر اس میں اعتقاد کیا
 اھم من قلیل یزدان واحداث منہ والثنان من انواع الشرك شریک تبغیض منہ لالہ مرکب
 کہ آیا اھم میں بھی یزدان کی طرح قدیم ہو یا کسی سے پیدا ہو اور شرک کی دوسری قسم شرک تبغیض ہر بے خد کو مرکب ٹھہراتا
 من الھک کثیرا انصار یفانہم اقتبوا الا قانبعہم الثلاثۃ التي ہی الوجہ والعلو والحیوۃ وحکموا
 کئی خداؤں سے جیسے نصاریٰ کا شرک کہ انھوں نے تین اقنوم ثابت کیے ہیں یعنی وجود اور علم اور حیات اور یہ حکم کیا ہے

عليها بائنا الله ثلاثا وعقد ان لا اله الا هو وحده فذكر في هذه الثلاثة
 كبريتون خالصين اور اعتقاد ہر ایک کا ہر فرد پر اور ان تینوں سے مرکب ہے اور کہنے کو ان تینوں کا مجموعہ علم
 الہ واحد وجعلوا الذات الواحد ثلاث صفات وذلك غير محمول اعقل ولثالث من انواع
 ایک اللہ پر اور ایک ذات کو تین صفات قرار دیا ہے اور یہ نامقول بات ہے اور دوسری قسم شرک کی
 الشرائک شرک تقرب وهو عبادة غير الله تعالى ليقرب الى الله تعالى كشرک متقدمی عبادة الاصنام
 شرک تقرب پر یعنی غیر خدا کی عبادت ایسے کرنا کہ وہ خدا سے ملا دیکھا جیسا کہ اس کے بت پرست کی طرح ہے
 فانهم لما رأوا ان عبادة هؤلاء الخلق على ما هم عليه من غايقة الناعة ونهاية الحفارة سوء
 ان لوگوں کو جب یہ خیال گذرا کہ ہم اس قدر ذلیل اور اندھے درجہ کی مخلوق اور اتنے بڑے سرکار کی عبادت
 ادب عظیم تقرب الیہ بعبادة من هو اعلى منهم عندنا كالمملكة والشمس والقمر والنجوم
 پر ہی بے ادبی اور احمقانہ پیشگی بات پر ایسے انہوں نے تقرب ان کیسے کہ شمس شری کر ہی جائے انہوں نے ان کے شرف سے پہچاننا نہ سکا
 والذات وغیرها ثم انهم لما رأوا غيبة من اختاروا عبادة هذه الاصنام امثلة لما غاب
 آگ دیکھ کر جب انہوں نے دیکھا کہ ہم جن کی پرستش کرتے ہیں وہ غائب ہیں تو انہوں نے جن کو شمشیر بنایا اپنے غائب
 عنهم من معبوداتهم واشتغلوا بعبادتها ونبتهم في ذلك ان يتقربوا الى ما جعلوه مثالا
 موجودوں کا اور ان کی پرستش میں مشغول ہوئے اور اس سے ان کی ہمت بھی کانٹوں کے ذریعہ سے اس قدر حاصل کر لی کہ یہ نہیں
 وقصد هم من جميع ذلك ان يتقربوا الى المولى العظیم لكن تلاعب الشيطان بقولهم ووقعهم
 اور اصل مقصد ان سب سے یہ تھا کہ موافقہ بزرگ سے نہایت کمین شیطان نے ان کی عقلوں کو مفلوج بنا دیا
 في الضلال والرابع من انواع الشرائک تقلید وهو عبادة غير الله تعالى تقلید الغير كشرک
 اور گمراہی میں پڑا اور چوتھی قسم شرک کی شرک تقلید پر یعنی اور دوسری دیکھا دیکھی غیر خدا کی پرستش کرنا جیسا کہ
 متاخری عبادة الاصنام فانهم لما وجدوا اباؤهم اجدادهم مشغولين بعبادة هؤلاء الخلق فهم فيهم
 چلے زمانے کے بت پرست ہیں کہ جب انہوں نے اپنے باپ دادوں کو بت پرست دیکھا تو خود بھی ویسا کرنے لگے
 وقالوا لا وجدنا اباؤنا ناعلى انهم مشغولون فاعلى انهم كانوا مشغولين في ضلالهم والظلم
 اور کہتے تھے اپنے باپ دادوں کو ایک راہ پر یا اور ہم بھی ان ہی راہ پر ہم نہیں گئے اور وہ بھی اپنے باپ دادوں کی طرح گمراہ تھے ان کا بچپن قسم
 من انواع الشرائک شرک الاسباب هو اسناد التاثير للاسباب العادیه كشرک الفلاسفة والطباة
 شرک کی اسباب پر یعنی تاثيرات کو اسباب ظاہری کی طرف منسوب کرنا جیسے فلاسفہ اور طبیبوں کا شرک
 ومن تبعهم على ذلك من جملة المؤمنين فانهم علموا ارتباط الشيع بأكال الطعام وارتباط الري
 اور جن باہل لوگوں میں جو ان کے پیرو ہیں کہ انہوں نے جب پت پت پھر جانے کا حقیقہ کھانا کھانے سے اور سیرابی کا
 بشرب الماء وارتباط السحاب ببلدس التاثير ارتباط المصوب بالشمس فمجرد ذلك ولا ينحصر فهو
 پانی پینے سے اور سحاب کو پانی کا پڑا ہونے سے اور روشنی کا سوجھ وکار ہونا دیکھا اور اس کے حل ہیے اتنا چہرہ تو
 عجلهم من تلك الاشياء هي المثرية في ارتباط وجودهم مع الماء بطبيعتها والقوة وضعها الله فيهم
 ای جن حالت سے ہے مجھے کہ جس چیز کے وجود میں سے علاقہ ہو وہی اس کی موثر ہو یا جانتا خود اس وقت سوجھ وکار ہے اس کی پوری جوارہ
 غلط وسبب علیہم قیاسہم ادراك الحس بادرای العقل فان انی شأنا هذا انما هو تاثير شئ
 غلط اور غلطی کا سبب ہے ہر کہ جس کو سبب تاثير غلطی کو قیاس کر لیا ہے کہ جو کو انہوں نے ان بات دیکھی ہے کہ اگرچہ دوسری چیز کے وقت تاثير ہوتا
 عندئذی ولهذا هو حظ الحس اما تاثيره فيه فلا يدرك بالحس بل بالعلم انما يدرك العقل الاساس من
 ہر قسم سے معلوم ہوا لیکن تاثير اسکی جس سے تعلق معلوم ہوتا ہے عقل سے معلوم ہوتا ہے ہر قسم

انواع الشریک الاغراضی هو العمل الخیر فیہ تعالیٰ کشرک للرائین فانہم عند عملہم لہ امور وہی
شرک کی شرک اغراضی جو یعنی دوسروں کے دیکھنے کے لیے کل کرتا جیسا کہ ریاکاروں کا شرک کہ وہ جب کوئی حکم شرعی
من واجب منہ بل وعند ترکہ لہ عینہ من عہم او مکروہ لیس مقصودہم طلب رضا اللہ تعالیٰ
واجب یا شخبہا لیس بین یاکوئی منور چیز حرام یا مکروہ فعل کو چھوڑنے بین تو اس سے خوشنودی خدا مقصود نہیں ہوتی
بل مقصودہم حمد ذیل مدۃ من بعض عیدیۃ او حب منہ لہ اور ہلستہ من عندہ او ظفر بمالہ
بلکہ صرف یہ مقصد انکا صرف تفریق کرنا بعض بندگان الہی سے ہوتا ہے یا بغیر بخت ڈانٹنے کے بل میں یا اثراتی کے نزدیک یا اس سے مال
من قبلہ او صرف لذت منہ یا فہامہ و مثله العمل لہم الطفر یا لہم القصور و نعیم الجنان
ماصل کرنا یا لذت کا دغ کرنا جیسا کہ وہ ایسی طرح وہ عمل بھی جو حق حور و حضور اور بہشت کے لیے
والسلامۃ من الذیاد و اسباب الجمل لہم علی ذلک نسیا فہم توحید تعالیٰ حتی توہم و امکان
اور دوزخ سے بچنے کے لیے کیا جائے اور اسکا سبب یہ ہو کہ وہ توحید الہی بھول گئے کہ انکو یہ وہم ہوا
حصول نفع او ضرر من غیرہ تعالیٰ و توہم و اکون الخلق قادرین علی النفع والضرر حتی را عہم
کہ فیض انصاف اٹھ کر سوا اور سے بھی ہو سکتا ہے اور یہ وہم ہوا کہ خلقت کو نفع و ضرر کی قدرت ہے یہاں تک
فی طاعتہم و توہم و اکون طاعتہم مؤثرۃ فی سبیلاب نفع او دفع ضرر فی الدنیا والاخرۃ و لیس
کہ عبادت میں انکا لانا کرنے کے۔ اور یہ بھی وہم ہوا کہ ہماری عبادت دنیا و آخرت کے نفع و نقصان میں مؤثر ہے
کذلک بل لو انہم احضروا فی ذہنہما افرادہ تعالیٰ بخلق جمیع ال کائنات بلا واسطہ
حالانکہ ایسا نہیں ہو بلکہ اگر یہ لوگ اپنے دلوں میں یہ بات قائم رکھتے کہ کل کائنات کا خالق بلا واسطہ وہی ایک ہے
وعدم تاثر لکل ماسواہ فی افرق و من جملة ذلك طاعتہم لکائنات لا یقصدون بباطاعتہم
اور کسی امر میں کسی چیز کو مطلق تاثر نہیں انکی طاعت بھی اسی میں داخل ہے تو انکو اپنی عبادت سے
التي و فوقها الا انہم لا یستقلون فی طاعتہم و انما یستقلون فی طاعتہم و انما یستقلون فی طاعتہم و انما یستقلون فی طاعتہم
جسکی انکو تو قین ہوں سولہ دلیل ارشاد الہی کے اور کچھ مقصود ہوتا ہے کہ اس چیز کی امید رکھتے جیسا اظہر قاضی کے
الخیر معہا محض فضلہ من غیرہ و لا استحقاق و حکم لا ریتہ الا اولیٰ لہی شریک
محض اپنے فضل سے بلا وجہ و استحقاق وعدہ فرمایا ہو اور پہلی چار قسمیں یعنی شرک
استقلال و شرک تبعیض و شرک تقریب و شرک تقلید لکنہم بالاجماع و حکم السائد لہم
استقلال اور شرک تبعیض اور شرک تقریب اور شرک تقلید بالافاق نظر میں اور پہلی قسم یعنی
شرک الاغراضی لمحبصۃ بالاجماع و حکم الخ مسر الذی ہو شرک الاسباب التفصیل و هو
شرک اغراضی بالافاق تادم ہو اور چارویں یعنی شرک اسباب کی تفصیل یہ ہے
ان اهل هذا الشریک فی اعتقادہم التاثر لتلك الاسباب مختلفون فہم من یعتقد ان تلك
کرائیے شرک اسباب کے مؤثر ہونے میں مختلف قسم کے اعتقاد رکھتے ہیں۔ بعض کا اعتقاد تو یہ ہوتا ہے کہ
الاسباب تؤثر بطبعہا و حقیقۃ فی الاشیاء التي تقارنہا و لا خلاف فی کفر من یعتقد ہذا و فہم
یہ اسباب ان چیزوں میں ہیں جن سے انکو خلق ہے بالطبع اور حقیقۃ مؤثر ہیں اور جسکا یہ عقیدہ ہوا کہ کفر میں کوئی کام نہیں ہے اور بعض کا
من یعتقد ان تلك الاسباب لا تؤثر بطبعہا و حقیقۃ بل بقوة و دعاء اللہ فیہا و لو نزعہا منہا
یہ اعتقاد ہو کہ یہ اسباب بالطبع اور حقیقۃ مؤثر نہیں ہیں بلکہ ایک قوت کے ذریعے جو اللہ نے ان میں پیدا کی ہے اور اگر وہ اس قوت کو محال سے
لا تؤثر فہم من هذا الاعتقاد کثیر من مائۃ المؤمنین و لا خلاف فی بدعتہ من یعتقد ہذا
تو یہ اثر نہ رہے اور اکثر مائۃ مؤمنین سے بھی اس اعتقاد کی پیروی کی ہے اس عقیدت کے بدعت ہونے میں تو کسی کو اختلاف نہیں ہے

ولم یضعه ذلک كما قال الله تعالى فکان عاقبتهم انکم صافوا لئلا یخلفکم فی قیامکم وذلک جکر آدم
 ما کان اس من شیطان کو کہ نامہ نہیں ہوا چنانچہ اشر کا فرمایا کہ جس دو دن کا ایمان ہو کہ دو دن میں نہ دین میں نہ جکر آدم
 انظر لعیثہ واما الضعیف فی الایمان فبان یکون حباً لله تعالیٰ فی قلبه ضعیفاً فان کان فی
 قلوبہ کی اور ضعف لانی کی نہیں کر اشر کی محبت اسکے دل میں نہ ہو کہ جس شخص
 ایمانہ ضعیف یتقویٰ علی قلبہ حباً لدنیا بحیث لا یبقی فی قلبہ حباً لله تعالیٰ شیئاً الا من حیث
 لایان ضعیف ہوتا ہے اسکے دل پر دنیا کی محبت ایسی غالب آجاتی ہے کہ اشر کی محبت کو بھی گھٹاتی ہے یعنی رہتی ہے کہ
 حدیث النفس علی وجه لا یظهرہ الا فی محلقة الهویٰ ولا یؤثر فی الکف عن المعاصی ولا فی الحث
 یون ہی کسی کو اشر نفس کی مخالفت میں نہ کہ اشر کا اثر ہر نہیں ہوتا نہ گناہ روکے نہ کہ گناہ میں نہ عبادت پر
 علی الطاعات فیہ ذلک فی الشہوات اور کتاب السیئات فیہ ذلک کہ ظلمات لدن نیو علی قلبہ ولا قتال
 آتا نہ کرتی ہے پس فتوتوں اور گناہوں میں غرق رہتا ہے کہ جس اسکے دل پر گناہوں کی سیاحت ہی نہیں کہ جاتی ہیں اور نور ایمان
 تظلم فیہ من نور الایمان مع ضعفه فاذا جاء الیہ مسکرات الموت علم انہ فارق الدنیا وہی
 اول توصیف ہی شمار ہوا وہی پیشہ پختہ رہتا ہے کہ جس میں نور خلقت آتا ہے اور اس کو معلوم ہوتا ہے کہ وہ دنیا کو چھوڑتا ہے
 محبوبہ تلہ وحبها غالب علیہ حتی لا یبذل ترکاً ویتلک من فراقہ وایذاک من اللہ تعالیٰ فیغشی
 اسکی پیاری ہے اور محبت اسکی اچھے غالب ہوئی کہ اسکو چھوڑنا نہیں چاہتا اور اسکی جانی سے رنج اٹھاتا ہے اور گناہوں سے کہ خدا کا فراموش ہے پس اشر
 علیہ ان یحصل فی قلبہ بغضہ تعالیٰ بل حبہ فان التفرغ خروج روحہ فی تلک اللحظة
 اسکے دل میں محبت کے عوض میں خدا کا بغض نہ چھوڑے تو اگر اتفاقاً اسی حالت میں جان
 یخترلہ بالسوء ویرسلہ لا کا ابدی یا والسلب لمفضلیٰ ہذا الوجۃ حباً لدنیا والکون
 تو اسکا خاتمہ ہوا اور پیشہ کے لیے تیار ہو گیا۔ اور اس کا سبب دنیا کی محبت اور اسکی رشتہ
 الیہ والفرح بہا مع ضعف الایمان الموجب لضعف حب اللہ تعالیٰ وهو الداء العضال الذی
 اور دنیا کے ساتھ دیکھی ضعف لانی کے ساتھ جو محبت خدا کو ضعیف کر دینے کا باعث ہے اور یہی بڑی سخت بیماری ہے
 عم اکثر الخلق فمن اراد الصفاۃ من ہذا الوجۃ فعلیہ بعد خراج حب لدنیا من قلبہ وتصحیح
 جسمین اکثر نفقت بیکر شخص اس کا ہے چھٹا ہے تو اسکو چاہیے کہ دنیا کی محبت اپنے دل سے دور کرے اور اپنا اعتقاد درست کرے
 اعتقادہ ان یختر عن المعاصی عن مشاہدتها ومشاہدۃ اہلہا وان یوالب علی الطاعات
 گناہوں اور گناہوں سے بیز کرے اور طاعت اچھی پر مداومت کرے
 التي ہی شریعۃ اللہ تعالیٰ ولا یتصور حب اللہ تعالیٰ الا بعد معرفۃ اذ لا یحب الانسان ما لا یعرف
 ہی اشر کی محبت کا قہر ہوا اور اشر کی محبت اسکے پہچاننے کے بعد ہی ہوتی ہے ایسے کہ انسان ناواقف چیز سے محبت نہیں کر سکتا
 وانما یوالب یعرفہ فن عرف اللہ بما یحب علیہ معرفۃ وعرف ان جمیع النعم الواصلۃ الیہ والی
 اور سب کو مانا جو اچھی کہتا ہے کہ جس پر نعمت اشر کو ان اوصاف سے جان لے چکا جاتا ہے اور سب سے کہتا ہے کہ میں تجھ اور اوروں کو حاصل ہیں
 غریغ لیس الامنہ تعالیٰ لا یجرم عبہ فاذا احبہ یسعد فی تحصیل رضائہ ویختر عن موجبات
 سب اشر کی طرف سے ہیں۔ تو بیشک کہ دوست رکھ کر چھوڑے اس سے محبت ہوگی تو اسکی رضا جوئی میں کوئی رکاوٹ اور اسکی کھڑا کاموں سے بچے گا
 سخطہ فیکون لا تقال الوصول حسانہ ودخول جنانہ بمقتضی وعدۃ یسرنا اللہ تعالیٰ
 تو پھر سب وعدہ اچھی اسکے احسان اور محبت میں داخل ہونے کے قابل ہوگا خداوند اچھی آسان فرمائیے
 المجلس السابع عشر فی بیان عدم جواز الصلوة عند القبور والایستمرار
 سرحد میں اس بیان میں کہ قبروں پر نماز پڑھنا اور قبر والوں سے مدد مانگنا

من اهلها واتخاذ السروج والشموع علیها قال رسول الله صلی الله علیه وسلم
اور اہل چراغ اور شمع جلاتا درست نہیں ہوگا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے
لنقلہ علی السجود والنصارى اتخذوا قیوماً ونبیاً کھوسا جلد ہذا الحدیث من صحیح المصابیح
کہ سنت خدا کی پیروی اور نماز پر ہجوم نے اپنے غیر ان کی قیوم کو
سجدہ گاہ یا ہذا حدیث معانی کی صحیح حدیثوں میں سے جو اور
روقتہ ام المؤمنین عائشہ وسبب عائشہ علیہ الصلوۃ والسلام علی الیہی والنصارى بالصلۃ انہم کانوا
حضرت ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے اور حضور علیہ الصلوۃ والسلام کی پیروی کی بددعا فرمائی تو اسکا سبب یہ ہو کہ وہ
یصلون فی الموضع النبی دفن فیہا انبیاء وھم انظر انھم من السجود لقیوم تعظیم لہم ہذا شیخ
ان مقاسوں پر ناز و غرور کرتے تھے یہاں ان کے انبیاء دفن تھے یا تو اس لحاظ سے کہ ان کی قیوم کا سجدہ کرنا ان کی بڑائی کے برابر ہے اور یہ کھلا شرک ہے
ولھذا قال النبی علیہ السلام اللھم لا تجعل قبری وثناً یعبدون وانا منہم فان التوحۃ الی قبور ھم
اور اسی لیے نبی علیہ السلام نے فرمایا کہ خداوند تعالیٰ میری قبر کو بت پرستی کی چیز نہ بنا کر اس کی پرستش یا اس کے خیال سے کہ وہ مجھے کھڑا کرتے ہوتے قیوم کی طرف متوجہ کرنا
حالة الصلوۃ اعظم وقعا عندا للہ تعالیٰ لا شتالہ علی من عبادة لہ تعالیٰ وتعظیم انبیاءک وھذا
خدا کے نزدیک زیادہ تر قابل قبولیت ہے کہ جو کہ اس میں دو باتیں ہیں اللہ کی عبادت اور انبیاء کی تعظیم اور یہ
مشرک خفی لھذا خفی النبی علیہ السلام امته عن الصلوۃ فی المقابر احذر ان عن مشابھتھم
شرک خفی ہے اس لیے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی امت کو قبروں پر ناز کرنے سے منع فرمایا کہ وہ دھاری سے مشابہت بھی نہ ہو
بھم وان کان القصد ان مختلفین وقال من کان قبلكم کانوا یقتنون القبور مساجد ولا یحذرون
اگرچہ دونوں کی نیتیں الگ الگ ہیں اور فرمایا کہ جسے پہلے جواسین تھیں وہ اپنے انبیاء کی قبروں کو سجدہ گاہ بنا لیتی تھیں تم
القبور مساجد فی انھم عن ذلک قال بعض المحققین الصلوۃ فی الموضع المتبرک من مقابر
قبروں کو سجدہ گاہ بنانا بھی نہیں اس سے منع کہ ان بعض محققین نے کہا کہ کسی تبرک مقام میں ہاں ملے گی قبروں پر ناز کرنا بھی اس حالت میں شان ہے
الصالحین داخلة فی هذا النقص لا سبب اذا کان الباعث علیہ تعظیم ولاء لہما فی ذلک من الشرک
خصوصاً ایسی حالت میں کہ سبب امن ملے گی تعظیم اسکا سبب ہو ایسے کہ اس میں شرک خفی ہے
لخف فان مبتدأ عبادة الاصنام کان فی قوم نوح النبی علیہ السلام من جملة عکوفھم علی القبور
کیونکہ نوح علیہ السلام کی امت میں بت پرستی کی ابتدا ہوئی تھی کہ لوگ قبروں پر بیٹھے رہتے تھے
كما اخبر اللہ تعالیٰ فی کتابہ بقولہ قال نوح رب اھتف عصفوی والنہوض لہم یدھما لہ وکذا
جناح خدا تعالیٰ اپنی کتاب میں اس طرح فرماتا ہے کہ اے نوح! ان لوگوں کو یہ فرمائی کہ ادا ہو کہ تعظیم کی جیسے مال اور ادا دہن نہیں کرنا
لا یحسبوا لھو مکر واکبر اکبارہم وقالوا لا تدن من الصنم ولا تدن وذاک لاسواء لا یعقوب ویقوف
کہ نقصان اور بڑا کرنا اور بڑھانے کے لیے مجبوروں کو نہ چھوڑو اور ہرگز نہ چھوڑو تو وہ اور نہ سوا کو نہ یقوف اور یقوف
وکسر ما قال بن عباس وغیرہ من السلف کان ھذا عکوف الصالحین فی قوم نوح النبی علیہ السلام
اور نہ کہ آج بن عباس اور ان کے لوگ سمجھتے ہیں کہ یہ حضرت نوح علیہ السلام کی قوم میں بت پرستی تھی
فلما اکبروا عکف الناس علی قبور ھم بنصروا ما قبلھم ثم طال علیھم الامد فعبدھم ہذا موبتدا
جب یہ مر گئے تو لوگ ان کی قبروں پر بیٹھنے لگے پھر ان کی صورتوں کے بت بنائے اس پر ایک زمانہ گزر گیا تو انکو بوجہ گئے اور یہی
عبادة الاصنام وقال ابن القیم وانا غلغلتہ فلما عنھم ان هذه العلة الی اجلھا فھو الشارح
بت پرستی کی ابتدا ہو آج ابن القیم نے اپنی کتاب اغاثر میں اسے استاد سے نقل کیا ہے کہ یہ علت جسکی وجہ سے شارع نے
اتخذ القبور مساجد فی القیوم وقعت کثیرا من الناس فی الشک لکبر و فیلو نہ من الشرک فان الشیخ
قبروں کو مسجد بنانے سے منع فرمایا ہے اسی نے بہتر دین کو شرک اکبر یا اس سے کچھ کم درجہ کے شرک میں مبتلا کر دیا ہے کیونکہ

علیه السلام نهی عن الصلوة عند ما وهم بخالفون ویصلون عند ما هم فی عن اتخاذ المساجد
 حضور علیہ السلام نے قرون کس پر فرماتے ہیں کہ اگر کوئی کلمہ غلط دین کا کرتے ہیں
 علیہا وهم بخالفون ویبدون علیہا مساجد ویسمونها مشاہد فی عن اقبال السج علیہا
 حال اگر یہ لوگ ان کے خلاف وہیں مسجد بنائیں اور انکو مشاہد کہیں۔ اور اگر چراغ بجائیں
 بخالفون ویوقدون علیہا القنادیل والنموع بل یقفون لذلك اوقافا فی عن تخصیصها والجناء
 ان کے خلاف اگر قنادیل اور نموع روشن کرتے ہیں انکے کام کے لیے یا اوقاف دین وقت کرتے ہیں اور اگر کوئی کلمہ اور شہدہ بناتا ہے جس کی تائید ہے
 علیہا وهم بخالفون ویخصصونها ویوقدون علیہا القنادیل والنموع بل یقفون لذلك اوقافا فی عن الکتابۃ علیہا وهم
 بر خلاف ان کے لوگ قبروں پر نقش کرتے ہیں اور برج بناتے ہیں اور ان پر کتبے لکھتے ہیں
 بخالفون ویخذون علیہا الاوارح ویکتبون علیہا القوان وغیرہ ونهی عن الزیادۃ غیر ذلک
 لوگ زمین چھپان کرتے ہیں اور ان پر قرآن وغیرہ لکھتے ہیں اور قرون پر اس شے سے زائد کرتے ہیں
 وهم بخالفون ویزیدونہا علیہا سولی التراب الاجر والاحجار الجص فی عن اتخاذها عید
 اور لوگ ان کے خلاف کرتے ہیں کہ عمارتیں بنائیں اور قرون کو عید بناتے ہیں
 وهم بخالفون ویخذونہا عیداً ویختصمونہا کما یختصمونہا للعباد والکتول الحاصل انہم مناقضون
 اور وہ مخالفت کرتے اور پہلا بناتے ہیں اور انہیں ایسے جگہ بناتے ہیں جیسے مسجد کے لیے لوگ سے بھی زیادہ اور حاصل یہ ہے کہ یہ لوگ
 لما امرہ الذی علیہ السلام ونهی عنہ وحاکون لما جاء به وقول لا یرویہوا لاء الضالین الضالین
 رسول خالصی اطر علیہ وسلم کے امر وہی کے خلاف ہیں۔ اور ان کے احکام کے خلاف کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اس کو روکنا ہے اور اس کو روکنا ہے
 ان شرعاً للقبول حاکم وضعوا لہ مناسک حتی صنف بعض لانہم فی ذلک کتاباً وسموا مناسک
 کہ انہوں نے قبروں کی حاجت قرار دی ہے اور ان کے طریقے طریقیہ ہیں اور ان کے کلمے کلمے کہ ان کے کتاب لکھتے ہیں کہ ان کے کتاب لکھتے ہیں
 من المشاہد تشبہا منہ للقبول بالکرام ولا یخفون ان هذا مفاہق للبدین لا اسلام ودخول
 حج مشاہد رکھا ہے۔ گویا ان کے قبروں کو بیت اطر سے تشبیہ دی ہے اور ظاہر ہے کہ وہ دین اسلام سے خارج ہو کر
 فی دین عباد الاہتمام فانظر ان ما بین ما شرع الذی علیہ السلام والقبول من الفروع کا تقدم ذکرہ
 بہت پرستون کہ دین میں داخل ہے۔ اب دیکھو کہ سوال اطر سے قبروں کے بارہ میں ہیں یا ان سے منع فرمایا ہے چنانچہ ان اور گویا
 وہیں ما شرعہ ہو لا وما قصدہ من التباہن العظیم لا یب ان فی ذلک من الفساد ما یبعض
 اور ان لوگوں نے جو قرار دی رکھا ہے اور اپنا مقصد دیا ہے ان دونوں میں کتنا بڑا فرق ہے۔ اور یہ ظہرہ امیں اس قدر فرمایا ہے کہ ان کے کلمے کلمے
 الانسان عن حصہ منہا عظیم الموقر فی الافتنان بہا ومنہا تفضیلہا علی المساجد لاتی ہی
 کرتے ہیں انسان کا حصہ ہے۔ ایک تو قرآن کا اتنی عظیم کہ اس سے لوگ قدس میں پڑھتے ہیں دوسرے ان قبروں کو مسجد پر فضیلت دینا ہے
 خیر البقاء واجبا الی اللہ انہم اذا قصدوا القبور یقصدونہا من العظیم الاحترام الخضوع والخشوع
 اطر سے نزدیک سب عقائد سے افضل اور پسندیدہ ہیں کیونکہ لوگ جب قبروں کے پاس جاتے ہیں تو انہیں اسی اہمیت اور عزت اور ماحذی اور خوف
 ورقۃ القلب غیر ذلک لا یافعلونہ فی المساجد لا یحصل لہم فیہا کثیریہ ولا مثله ومنہا انھا ذ
 اور نرم دلی وغیرہ سے کہ ان مسجدوں میں نہیں کرتے اور مسجدوں میں انکو اس قدر اہمیت حاصل نہیں ہوتا۔ ایک فرمائی ہے کہ قبروں پر مسجد میں
 المساجد والسر علیہا ومنہا العکوف عند ما وتعلیق الستور علیہا واتخاذ السد تکا حتی ان
 بناتے ہیں اور چراغ جلاتے ہیں۔ ایک فرمائی ہے کہ اگر قبروں پر چادر لٹائی کرتے ہیں ان پر چادر بناتے ہیں اور ان پر چادر بناتے ہیں۔ یہ حال ہے کہ
 عبادہا یجوز الحداد عند ما علی الحداد عند المساجد لایرون سدا لہا افضل من خدمۃ
 گو بہت قبروں کی عمارتیں مسجدوں کی عمارتوں سے بہتر سمجھتے ہیں اور قبروں پر بیٹھے رہنے کو مسجدوں کی خدمت سے افضل سمجھتے ہیں

المسجد ومنع الناس لها ولمسدها ونهاى رفقها لعل الصلوة عند ها والطواف بها
 اور ایک مسجد ہو کر قبروں اور گھاؤں کی جین بناتے ہیں اور ایک یہ کہ قبروں پر نازکے لیے جاتا۔ اور آٹھا طواف کرنا
 وتقبلها واستلما وتقبل الخد عليها واخذ ترابها ودماء اصحابها ولا يستعان فيها
 اور سہو بنا اور پوتا اور زبانون کا گانا اور قبروں کی خاک لینا صاحب مزار کو پکارنا اور آٹھ فرما کرنا

وسؤالهم التصور الرقب والعاقة والولد وقضاء الديون وقبر الخربا وغیر ذلك من
 اور آٹھ سو اور دوسری اور تندرستی اور اولاد اور اداسے قرع اور میتوں سے نجات کی دعا کرنا اور آٹھ سو
 الحاجات التي كان عباد الاوثان يسألونها من وثاقهم ليس شيء منهم مشى ما باتفاق الأمة
 اور اسی قسم کی حاجتیں مانگنا جیسے کہ بت پرست اپنے بتوں سے مانگتے ہیں۔ اور تمام ایسا اتفاق ہے کہ ان میں سے کوئی بات جائز نہیں
 المسلمین اذ لم يفعل شيئا من سبل العلكين والحد من العصاة والتابعين سائر امة الله
 ایسے کہ ان میں سے کوئی کام نہ ہو اور دعا کا عالم کے رسول نے کیا کسی سہائی اور تابعی نے کیا اور ایسے میں سے

ومن الحال ان يكون شيء منهم مشى ما وعمل الصلوة وصرف عنه القرون الثلاثة التي شهد
 اور حال ہو کہ ان میں سے کوئی چیز شروع اور عمل تک ہو اور قرون ثلاثہ اس سے خالی گزر جائیں جسکی نسبت
 فيهم النبي عليه السلام بالصدق والعدل في ظفره المظوف للذين شهد فيهم النبي عليه السلام
 رسول خدا علیہ السلام سے صداقت اور عدل کی شہادت دی ہے اور انہوں نے ظفرین کل کرین جسکی نسبت حضور و کرم عالم سے
 بالكذب والفسق فمن كان في شك من هذا فليظفر بل يمشي على وجه الارض ان يأتى
 کذب اور فسق کی گواہی دی ہے جسکو اس بیان میں شک ہو وہ دیکھ لے کہ تمام دنیا میں کوئی شخص ایسا ہے جو کسی

عراجه ثم يقل صبرا وضعا فنهكنا نواذ ابنا الصراحة قصدا القبول فذعوا عند ها و
 روایت صحیحہ یا ضعیفہ سے ثابت کرے کہ ان کو گونہ کو بھی جب بھی کوئی حاجت پیش آتی تو وہ قریب سے پاس جائی اور ان دعا کرتے اور ان پر ہاتھ
 يسبحوا فيها فاضلا ان يصلوا عن ها او سألوا لحواسهم من ها الا ان يمشي على وجه الارض ان يأتى
 پھر کرتے ہیں جو نماز کو ان کا ذکر کرتے ہیں اور ان کے حاجتیں مانگتے ہیں کہ ان میں سے کوئی نہ ہو کہ ان کو پاؤں میں سے اگر پاؤں کی
 من ثلثي عن الخوف التي خلفت من بعدهم ثم كلما تأخر الزمان وظل العهد كان ذلك اكثر حتى
 سند وہیچہ کو گونہ سے آئین جو ان چیزوں کو زائل کر دے جو سب سے پیچیدہ ہیں زمانہ گزرتا گیا اور مدت دراز ہوئی گی یہ جتنی باتیں بیان ہو چکی

وجدت من ذلك عدة مصنفات ليس فيها عن النبي عليه السلام ولا عن خلفائه الراشدين ولا
 کہ اس بارہ میں چند کتابیں پائی گئیں۔ جیسے رسول خدا علیہ السلام اور خلفائے راشدین اور
 عن العصاة والتابعين حتى واحد بل فيها من خلاف ذلك كثير من الاحاديث المروعة التي من جعلها
 صحابہ اور تابعین کسی سے ایک حرف منقول نہیں ہے۔ بل اس کے برعکس بہت سی مروع حدیث منقول ہیں مثلاً اس کے
 قوله عليه السلام كنت نهيتكم عن زيارة القبر فمن اراد ان يزور فليرزق ولا تقولوا اهل القبور
 حضور و کرم عالم علیہ السلام نے منع کیا تھا کہ قبروں کی زیارت سے منع کیا تھا قبر جگہوں پر زیارت کرے۔ لیکن زبان پر جنت لاؤ

واشحن اعظم من الله اعند ما قولوا فعلا ولا تأمن من العصاة فكل من اعطى ما فمن جملتها
 اور سب سے قریب سے پاس کر کے قولی اشحن سے بڑھ کر اور کوشاں ہو گا اور صحابہ کے آثار و شمار سے ناگزیر ہیں۔
 ما في جميع النعم ان محمد بن الخطاب رأى نسي بن مالك يصل عند قبر فقال لا تقدر القبر فقاتل
 صحیحہ کا یہی کہ حدیث ہے کہ حضرت عمر بن خطاب نے حضرت انس کو ایک قبر کے پاس نماز پڑھتے دیکر حضرت انس کو مخاطب کیا کہ دیکھو قبر ہے۔ غیر
 ابن القبر في غائت هذا بل اعلم ان كان من لم يستقم عند ها فليعلم عنه نفيهم من الصلوة عند ها
 ابن تیمیہ نے انہوں کو اس سے منع کیا کہ اگر کوئی نماز پڑھ کر قبر کے پاس نماز پڑھتا ہے تو اسے نماز پڑھنے سے منع فرما دے۔

فَمَا لَتَفْتَنُ بَنِي آدَمَ وَهَمَهَا أَجْهَلُ حَقِيقَةً مَا بَعَثَ اللَّهُ تَعَالَى بِهِ رَسُولًا مِنْ خَلْقِهِ لِتَوْحِيدِ قَطْرِ اسْمِ اللَّهِ
 اس فقرہ میں ہے کہ سب زمین اور آسمان کی مخلوق میں رسول اللہ کی بعثت کی ایک حقیقت تھی کہ اس سے پہلے کہ اس کی بعثت ہو کر
 قال بن قل نصيبهم من ذلك اذا دعاهم للشيطان الى الفتنة بواو لم يكن لهم ما يبطل دعوتهم
 جو لوگ اس طریق پر نہ تھے کہ جب شیطان انکو اس فتنہ کی طرف بلاتا تو اور انکو اس قائل نہیں ہے کہ وہ اس فتنہ کو رد کر دین
 استجابوا اليه بحسب عقولهم من اجل عصى وامنهم بقدر ما معهم من العلم منها احاديث كل واحد
 تو وہ انکو قبول کر لیتے ہیں بقدر ان کی جماعت کے اور قدر ان کے علم کے بچے ہی تھیں۔ اور ایک سبب یہ ہے کہ بہتری جموں کی حد تک
 ووضعه على رسول الله صلى الله عليه وسلم اشياء عباد الاصنام من المقابرة وهي تناقض ومكافاة
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر بت پرستوں کے ہم شکل کر رہے تھے وہی تناقض و مکافاة کے دین کے
 من دين كل شئ اذا اخبرتموه الامور فاستعينوا من اهل القبور حدث اذا اعينكم الامور فاحلکم
 باطل خلاف ہیں۔ انکا ایک حدیث موضوع ہے کہ کہ ہم نے کسی زمین میں قبروں کو تو اہل قبور سے مدد مانگو۔ اور ایک حدیث ہے کہ ہم نے کسی زمین میں تمکد اور ان
 باحکام القبور حدث لو احسن احدا کم ظن من حفر نفعه وامثال هذه الاحاديث ثلثة هي مناقضة لآثار
 بچہ و تبرکات ان کو۔ اور ایک حدیث ہے کہ اگر کوئی شخص قبر پر چڑھ کر اسے تھامے تو اس سے نفع ہو جاتا ہے۔ اس طرح کی اور بہتری حدیثیں ہیں جن میں اسلام کے اہل خلاف ہیں
 الاسلام ووضعه على اشياء عباد الاصنام من المقابرة وما حبت على الجواهر الضلال والله تعالى
 یہ سب باتیں بت پرستوں کے ہم شکل کر رہے تھے۔ اور جاپون، چین، اور کراچوں میں قبول ہیں۔ حالانکہ اہل حق
 فما بعثت رسوله لقتل من حسن ظنه بالا حجة الاشياء فان عليه السلام جلد مات من الفتنة بالقبور
 اسلام رسول ان ہی لو کہ نہ کھلے کہ یہ سب سے جو فقرہ اور دونوں کے ساتھ اعتقاد رکھتے ہیں۔ کیونکہ اگر حضرت علیہ السلام نے اپنی امت کو قبروں کے فتنہ سے
 بكل طريق ومنها حكايات كثيرة عن اهل تلك القبور ان فلا الاستغاث بالقبور الفلانی وفتنة فخلص
 ہر طریق پر بت پرستوں اور ایک سبب یہ کہ اس قسم کی باتیں اہل قبور کی مشہور ہیں کہ ان قبروں میں دفن ہو جانے والی قبروں میں نصیبت سے بہت بڑی
 منها فلان نزل به ضرب فاستسحق صاحب القبور فكشف عن قبره فلان عاهة ورجاحة فقطب صاحب
 اور اہل حق کے معصیت کی تو اس نے ان صاحب قبر سے دعا کی تو اسکی دعا کی اور ظن ہے اس سے کہ اہل حق مراد ہمارے جو ہم
 وعنا السند والمقابرة بشئ من ذلك يطول ذكره وهو من الذين خلق الله على الاحياء والاموات
 اور ہمارے وہ اور اگر بت پرستوں کی اس بات سے ہمیں بھی ذکر طویل ہو اور یہ لوگ زندوں اور مردوں پر کام دینا سے زیادہ جھوٹ باندھنے والے ہیں
 والنفس لعقبتضاء حوايها وانما القصر ما نزل اليها من مضطرب بشئ من كل سبب ان كان
 اور طبیعت انسانی حاجت پوری کرنے اور نفع حاصل کرنے کے لیے مائل ہوتی ہے جو بالخصوص جو اپنی ضرورت میں مضطرب ہو اور وہ قبر پر نہ لگا سہا اور پڑتا ہے اگر چہ
 فيه لو انه فاذ اسمع احل ان قبر فلان تراقى جرب ميل الفين ذاب فيه ويدعو عنه بخير وانه
 کسی ایسی کہ وہ جو جب کوئی سنا کہ قبر فلان کی قبر ترقی جرب ہو تو اسکی طرف مائل ہوتا ہے اور ان جاتا ہے اور نہایت عاجزی اور انکساری سے کہتا ہے اور اس کو دعا کرتا ہے
 انكسر في قبيل الله تعالى دعوتهم لما قام بقلبه من الزلزل ولا نكسر الاجل المقبر فان له دعاءك في الحانة
 تو اہل حق کو دعا مانگوں کہ کہ ان کے دل میں لرزہ اور انکساری پیدا ہو گیا تو قبر کی دعا ہے۔ کیونکہ اگر یہ شخص اسی طرح دعا کرتا
 والطاعة والسؤال لاجابه فيقول الجاهل ان المقبر تاتي اهل حلة تلك الدعوة ولا يعلم ان الله تعالى يحب عوق
 یا عام یا زارین دعا کرتا تو انکو موعظ قبول فرماتا اور یہ جابل سمجھتا ہے کہ اس دعا کی قبولیت فرما کر تاثیر ہے اور یہ نہیں جانتا کہ اہل حق پر ان کی دعا مانگوں کہ اس سے
 المضطرب لو كان كافرا فليس كل من اجاب الله تعالى دعاءه كان زاهيا عنه ولا عياله ولا ضياله
 اگر یہ کافر یا زارین نہ ہوتے ہاتھ نہیں ہے کہ اہل حق کو دعا مانگوں کہ اس دعا سے راہی ہو یا انکا دوست ہے یا انکا کفو ہے تو اس سے خوش ہے
 فان يجيب عا لادب الفاجر والمؤمن من الكافر يسر الله تعالى من الادعاء والعمل بايكم موافقا لرضائهم
 کہ وہ جو جگہ اور بت پرستوں کا فرض ہے کہ دعا قبول کرنا اور خدا پرانے پیرا پھل صرف دیکھ۔ یہ وہ دعا اور اہل آسمان کے دے جو انکی مرضی کے

بصفة لم تكن في زمن الصحابة اذ لو كان وصف العبادة في الفعل المبتدع لكانت العبادة في زمن الصحابة
 قسوسا من كرسه كصالحين في زمانهم نعم - اس لیے کہ اگر وصف عبادت پر بدعت کو حسنہ بنادیا جائے
 لما وجد في العبادات ما هو بدعة مكرهة وقد وجد فيها البدعة المكرهة على ما صرح العلماء
 في عبادات میں بدعت مکرہہ ہو حالانکہ عبادات میں بدعت مکرہہ موجود ہے جیسا کہ علمائے
 في تصانيفهم من صلوة الرغائغ الجمعة فيها مثل التصلية والتزوية والتأبين في أثناء الخطبة
 اپنی تصانیف میں تصریح کی ہو مثلاً نماز غائب اور اسکی جماعت اور اٹھنے کے بعد میں صلے استاذ و رضی اللہ عنہما کہتا
 وأنواع النغائغ الواقعة فيها وفي أذنان وقراءة القرآن ومثل الجهر بالذكر أمام الجماعة وقدم العرو
 اور غلبہ اور اذان اور تلاوت قرآن میں شگہر پڑھنا اور جنازہ اور گھنٹے کے آگے راستہ میں بجا رکے ذکر کرنا
 في الطرائق وغير ذلك من البدع المكرهة الواقعة في العبادات وليس كل حدث في فعلها ليس من قبيل
 علاوہ اسکے اور بہت سی جہتیں جو عبادات میں ہوتی ہیں اور کوئی نہیں کہہ سکتا کہ یہ
 البدعة السيئة المذمومة بل هي من قبيل البدعة الحسنة المشروعة بدليل كون بعض الاشياء المحل
 بدعت سیئہ مکرہہ کے قبیل سے نہیں ہیں بلکہ بدعت حسنہ مشروعہ کے قبیل سے ہیں - اس دلیل سے کہ بعض چیزیں
 بعد من قبيل حسنات كبناء المدارس والربط والخانات فحرمها من اذوالخلف والتمسك بالعرفاء والاصحاب
 صحابہ کے بعد پیدا ہوتی ہیں حسنہ ہیں مثلاً مدارس اور خانقاہیں اور سرائیں بنانی - اسی طرح کی اور قیدی چیزیں جو صحابہ و تابعین و تابعین
 اذ يقال له ما ثبت حسناته كالدلالة الشعبية الصريحة فهو امان لا يكون بدعة فينبغي عموم العام في
 اس لیے کہ جواب میں کہا جائے کہ جس چیز کا حسن شریعت کے معجزہ دلالت سے ثابت ہو وہ بدعت نہیں کہ جس کو صحابہ و تابعین و تابعین
 الحديثين على حاله او يكون مخصوصا من هذه العام والعام لا يخص منه البعض بل هو اعم من
 دون حدیثین میں علی حالہ باقی رہے گا اس عام کو مخصوص ہوجا سکے گا اور عام کو اس میں کوئی تو رخصت ہوجا سکے گا وہ اس خود خاص کو اسی میں بدعت نہیں ہوتا
 فمن ادعى ثبوت حسن العبادات المحدثات فكونها مخصوصة من هذا العام يصح له ان يثبت ان يكون
 قراب جو شخص عبادات نوادرات کے حسن کا دعویٰ کرے اور اسکو اس عام سے مخصوص بنائے تو اسی میں بدعت نہیں کی جائے گی بلکہ یہ خصوصیت
 مخصوصا لان عادة الكثر المبالا وقد ثبت ان كثير من الزهاد والعباد ليس ما يصح ان يكون معارضها
 ثابت کر دے اس لیے اکثر مقامات کا مزاج با چند عبادت زہدہ کی مخالفت بنا اس قابل نہیں
 لكلام الرسول عليه الصلوة والسلام وقد ثبت الدليل لخصوص هو الدليل الشعبي من الكتاب و
 کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے کلام کے معارض ہوسکے اور اسی ہی دلیل مخصوصہ وہ دلیل دیا جاتی ہوئی جو شرعی ملاؤں پر
 السنة ولا إجماع الذي هو مقتضى اهل الاجتهاد ومن ليس اهل الاجتهاد من الزهاد والعباد فهو في حكم
 سنت اور اجماع سے جو کہ اجتہاد و اولوں سے مخصوص ہو اور جو عابد زہاد کہ اجتہاد والوں میں نہیں ہیں وہ عوام میں داخل ہے
 العوام لا يعتد بكلامه الا ان يكون موافقا للاصول والكتل المستبصرة وهذه قاعدة دلت عليها السنة
 انہی بات کا اجماع متبیین ہوا ان جب کہ انکی بات اصول اور معتبر کتابوں کے خلاف ہو وہ قاعدہ ہے جس پر حدیث
 ولا إجماع من ان كتاب الله تعالى ما يدل عليها ايضا وهو ان قال لم يشرع لكم شركا عروا اللهم من
 اور اجماع دلالت کرتے ہیں اور اس حدیث سے قرآن میں بھی اسکا اشارہ موجود ہے کہ یہ کہ انفرافا ایما انما لربی شریک ہرگز نہیں ہوا
 الذين كما نذرت في الله من احداث شيئا يقترب به الله تعالى من قول وفعل من غير ان يشرع
 بدعت نہ کہ ان میں سے کچھ عبادتیں نہیں ہیں جن کو بعض کوئی نئی بات اللہ تعالیٰ کے لیے ایجاد کرے جو قرآن و حدیث میں اسکا حکم نہ ہو
 الله تعالى فقد شرع في الدين ما لم يعاد به الله تعالى فمن تبعه فقد تخلف عن شركاء ومعبود كما
 تو اسے دین میں وہ بات پیدا کی جیسا کہ خدا نے نہیں دیا - تو جسے انکی پیروی کی اسے گویا اسکو شرک اور معبود مان لیا - جیسا کہ

التي من جملتها قوله تعالى واذكروا الله ذكرا كثيرا وقوله تعالى ومن احسن توكلا من دعا الى الله لكن
 جیس سے ایک اشارے کا یہاں ہے۔ اور کو بہت یاد کیا کرو۔ اور ارشاد اس سے بہت رکون ہے مجھے۔ اور کی طرف سے یا لیکن
 لم يقلوا واذك بل القول ان فعل ما فعل عليه السلام كان سنة فذلك ترك ما ترك عليه السلام
 اور اس کے نہیں کیا کیا بھی کہتے رہے کہ یہی عمل کرنا اس فعل پر کیسی غیر واجب السلام نے کیا یہ سنت ہے اس طرح اس کا کہ جو چیز بھی سنت ہے اس کو
 مع وجود مقتضى وعدم المانع منه كان سنة ايضا فانه عليه السلام لم امر بالاذان في الجمعة
 آپ نے وجود ضرورت ہونے اور مانع نہ ہونے کے نہیں کیا کیا کہ یہ مقتضی علیہ السلام نے جب جمعہ کی اذان کا حکم دیا
 دون العیدین كان تركه اذ كان في سنة وليس كحالين يزيله ويقول هذا زيادة العمل الصالح
 اور عیدین میں حکم نہیں دیا تو انہیں اذان نہ کرنا ہی سنت ہے اور کسی کوئی نہیں کہ اگر کسی دہلیز کی کہے ہو اس کے کہ یہ ایک کام کی اور ان کی ہے
 لا يضر زيادة يقال لعل ان التغيير اذ كان لاسل وتبدلت شراهم فان الزيادة في الدين لو كانت
 اور اس میں زیادتی ضرر نہیں۔ ایسے کہ اس سے یہ کہا جائے کہ اس طرح پیغمبروں کے وہ پیغمبر ہو گئے اور ان کی شریعتوں میں نہیں ملے کہ زیادتی میں اور ان کے
 ليجاز ان يصل النجس ابرار بعد ركعات والغلو مستكرهات يقال هذا زيادة عمل صالح لا يضر
 ہوتی تو یہ بھی جائز ہو گا کہ کسی کی تازہ رکعت پڑھے اور آخر کی چھوڑ دے۔ اور کہا جائے کہ ایک کام کی زیادتی ہے اس میں کچھ حصر سے نہیں
 من يادته لكن ليس كحالين يقول ذلك لان ملية به المتبدل من الصلوة والفضيلة ان كان ثابتا في
 لیکن یہ کوئی نہیں کہہ سکتا اس واسطے کہ بدعت میں صحت اور فضیلت بیان کرتے ہیں اگر وہ پیغمبر علیہ السلام کے وقت میں ثابت تھی
 عصر عليه السلام ومع هذا المفعول عليه السلام فيكون تركه مثل هذا الفعل سنة مقدامة
 اور بادجو اس کے آپ نے اس کو نہیں کیا تو اس کا کام کا مجھوڑا ہی اسے نہ ہے
 على كل علم وقد اسمن على به مع اعتقاده انه غير مشروع في الدين يكون فاسقا غير مبتدع وان
 جو ہر آدمی اور اس سے قطع یہی نہیں ہے اس کا کام کو مل جائے اور اس بات کا اعتقاد رکھے کہ بدعت میں نہ ہے چنانچہ یہ تو فاسق ہو گا اور بدعت ہو گا
 عمل بجمع اعتقاده ان مشروع في الدين يكون فاسقا ومبتدع اعلان الفسق اعم من البدعة فكل
 اور اگر کوئی کہے کہ اس سے باعد کا قصد ہے کہ بدعت میں نہ ہے چنانچہ یہ تو فاسق اور بدعتی ہے اس لیے کہ فتنہ بدعت سے عام ہے پس ہر
 بدعة فتن من غير عكس كذلك قبل البدعة شروا الفسق فان من يفعل البدعة فهو يتقضى الرسول
 بدعت فتن ہے اور بدعت بدعت نہیں ہے اور اس پر اسے جھوٹوں نے کہا ہے کہ بدعت فتن سے بدعت ہے کیونکہ جو شخص بدعت کرتا ہے وہ رسول
 وان كان في نزع انه يعظمه بالبدعة حيث ينعم انما خدع من السنة واولي بالاصواب فيكون
 علی اشار علیہ وسلم کے ساتھ کو توڑتا ہے اگرچہ اس کے کان میں یہ ہو کہ وہ بدعت سے کبھی تعظیم کرتا ہے کیونکہ وہ لوگ ان کے کہتے ہیں کہ وہ بدعت سے بدعت ہے
 مشا الله ورسوله لا سبحانه ما كرهه الشيع وهو الاحداث في الدين وانه تعالى قد
 اور یہ وہی جسے وہ اور رسول کا ساتھ کرتا ہے اس طرح اس کا کہہ کرنا کہ بدعت فتن سے بدعت ہے اور بدعت فتن سے بدعت ہے اور بدعت فتن سے بدعت ہے اور بدعت فتن سے بدعت ہے
 شرع لزيادة من العبادات ما فيه كفاية له وكل دينه والاعمال من فضته كما أخبر به في كتابه الكريم وقوله
 اپنے نبیوں کے ساتھ جو عبادتیں ہرگز کرنا کہیں نہ تھیں ان کے کا کافی ہیں وہ وہی کمال کو تھا اور اپنی فتنیں اپنے نبیوں کے کہتے ہیں کہ وہ بدعت سے بدعت ہے اور بدعت سے بدعت ہے اور بدعت سے بدعت ہے اور بدعت سے بدعت ہے
 اليوم اكملت لكم دينكم واتممت عليكم نعمتي فالزيادة على الكمال نقصان واختلاف بمزلة
 کہ آج میں پورا کر چکا ہوں تم کو تم پر میری نعمت پوری ہو گئی ہے اور میں نے تم کو کمال پر پہنچا دیا ہے اور میں نے تم کو کمال پر پہنچا دیا ہے اور میں نے تم کو کمال پر پہنچا دیا ہے اور میں نے تم کو کمال پر پہنچا دیا ہے
 الا صعب الزائدة وقد تقر في الاصول ان حسن الافعال وقبحها اعتلاها الحق انما يعرفان بالشرع
 چنی انہی اور اصول میں ثابت ہے کہ افعال کی بھلائی اور برائی ان ہی حق کے نزدیک شرع سے معلوم کی جاتی ہے
 لا بالفعل فكل فعل امرية في الشرع فهو حسن كل فعل في عنده في الشرع فهو صحيح وقال الامام الغزالي
 بدعت سے نہیں جس کا کام شرع سے دیا ہے وہ اچھے اور جس کا کام شرع سے نہیں کیا ہے وہ برا ہے امام غزالی

فی کتاب الاربعین فی اصول الدین ایضا ان تصرفت بعقلک و تقول کل ما کان خیرا او فاضلا و فضل
ایضا کتاب الاربعین فی اصول الدین میں ہیں اپنی عقل کے تصرف سے بچنا بہرہ کہیں کنوگر مرے خیر و نفع رسان ہو وہی اصل ہے اور جو کام
وکل ما کان اکثر ثلکان انفع فان عقلک لا یعتدالی الی اصول الامور الالہیہ و اما یعتقد ان فی البدع السلام
اکثر ہوتا ہو وہ زیادہ نفع رسان ہو کہ نہ تیری عقل فکے کاموں کے بعد نہ ان تک نہیں پہنچ سکتی اس سبب کہ معرفت فی علیہ السلام کی تہذیب و اصلاح
فعلک کما تلذذت بان خواص الامور لا تذک بالقلیما و ما تری کیف ذلت الی الصلوٰۃ و عمت عمتا
پس مجھ کو پڑی ہی جا ہے کہ جو خاص خاص باتیں جو اس سے نہیں معلوم ہوتیں دیکھتا نہیں مجھ کو غار کو کیسے نکالیا جو ارادہ من نماز شروع کر
فی جمیع النعمان امرت بذکر کمال الصبر والعصر و عنہ الطلوع والغروب والذوال ذلک یفعل الی قدرا
اور صبر اور عصر کے بعد اور طلوع اور غروب اور ذوال کے وقت نماز کی ممانعت ہے اور یہ سب ملکر قریب
ثلث النہار قال فی الاحیاء فکما ان العقل تقتصر عن ادراک منافع الادویہ مع ان العقل یستعمل
تھا ہی دن کے بہتر ہو اور حاکمین فرمایا جو جیسا کہ عقل دو اؤل کے نفع دریافت کرنے سے قاصر ہو یا جو دیگر اس میں تجربے کو دخل ہے
الیہا کذلک تقتصر عن ادراک ما ینفع فی الاخرۃ مع ان القویۃ تغیر مظهر البہا و اما یکون ذلک لوجہ
نہیں ہے ان باتوں کے دریافت کرنے سے قاصر ہو جو آخرت میں مفید ہوں اور دن تجربہ کو بھی کوئی حاصل نہیں کہ تجربہ ہو سکتا ہو جو
الیہا بعض الاموات واخرین عن الاعمال لم یقر فی اللہ تعالیٰ والمعدۃ عنہ و ذلک لکمال مطمع فیہ
کچھ مردے ہم تک لڑتے اور چھوڑ دیا گیا ہے جو اللہ کے سامنے اور اس جو دور کرنے والے ہیں اور اس کی کوئی امید نہیں
وقال صاحب مجمع البحرین فی شرحہ ان رجلا یوم العید فی الجہانۃ اراد ان یصلی قبل صلوٰۃ العید
اور مجمع البحرین کے مصنف نے اپنی شرح میں بیان کیا جو کہ ایک شخص نے عید کے دن نماز سے پہلے عید کو پہن نفل پڑھ کر کاواہ کیا
فہما ۛ علی فقال لرجل یا امیر المؤمنین انی علمت اللہ تعالیٰ لا یحب علی الصلوٰۃ فقال علی انی علمت ان
حضرت علی نے اسکو مینا کیا اس شخص نے کہا کہ امیر المؤمنین میں خوب جانتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے پڑھنے پر عید میں کہ کجی حضرت علی نے فرمایا میں نے جانتا ہوں
اللہ تعالیٰ لا یشیب علی فعمل حتی یفعلہ رسول اللہ علیہ السلام او یحییٰ علیہ فیکون صلاتک عتہ
اللہ تعالیٰ پڑھتا ہے اور میں دیکھتا ہوں کہ رسول اللہ نے کیا ہو یا تو تیری یہ نماز عید ہو گئی
والعبت حدام ففعلہ تعالیٰ یعد ذک بک بخالفک لنبی وقال صاحب الجہانۃ یتکبر ان یتنفل بعد
اور عید کا کام حرام ہے پس شاید کہ خدا مجھ کو اس پر عید کا کئے ہو کہ تو نے نبی کے خلاف کیا اور صاحب الجہانۃ نے کہا کہ میں نے نبی کو عید کے بعد نہ
الفکر اکثر من کعتی الفکر ان علیہ السلام لم یذہب علیہ مع حرصہ علی الصلوٰۃ فانظر کیف جعل عام
سوا نفل یعنی کہ وہ اس کے مقرب علیہ السلام نے دوسرے زیادہ نہیں پڑھیں اور جو دیکھا دیکھا آپ کو عید میں بھی اب دیکھو نبی علیہ السلام کے
فعلہ علیہ السلام فی اہل العبادات حلیا علی الکراۃ وقال ابن ہمام ما تردد من العبادات بین الواجب
کہرے کو عبادات میں کسی کی رامت کی دلیل فرمایا اور ابن ہمام نے کہا جو کہ واجب عبادات کے واجب اور بدعت ہونے میں شبہ ہو
والبدعۃ یتاوی بہ احتیاطا و ما تردد بین البدعۃ والسنۃ بترکہ لان ترک البدع لا یزاد الامور و اما السنۃ
اور پھر احتیاطا عمل کرے اور جس کام کے بدعت اور سنت ہوں میں شبہ ہو اسکو چھوڑ دیا سو کہ بدعت کا چھوڑنا ضروری ہو اور سنت کا ادا کرنا
غیر لازم و فی الخلاصۃ مسأله تدل علی ان البدعۃ اشد ضررا من ترک الواجب حدیث قال اذا
ضروری نہیں اور خلاصہ میں ایک مسالہ کہ جس سے معلوم ہوتا ہو کہ بدعت کا ادا جب کہ چھوڑ دینے میں زیادہ ضرر ہو وہ کہہ سکتے ہیں۔ جب
شک فی صلاتک یا صلاہا ام لان کان فی الوقت فعلیاد بعد ما وان خرج الوقت ثم مشا
کسی کی شبہ ہو یا کہ جس سے نماز پڑھی ہو یا نہیں اگر وقت باقی ہو تو اسکو پکڑ لے۔ اور اگر وقت گزر جائے کے بعد شک پیدا ہوا
لا شیء فیہ ولو کان الشک فی صلوٰۃ العصر یقدر فی الركعۃ الاولی والثالثۃ ولا یقدر فی الثانیۃ
تو پھر نہیں۔ اور اگر عصر کی نماز میں شک ہو تو پہلی واحد تیسری رکعت میں قرأت کر کر اور دوسری پڑھ کر قائل رہے

والاربعة فصبین الاولین للقراءة فی الفرض واجب قدام ربکما حدیث ابن احوال فوج النفل بعد العصر
 پس فرض میں قرأت میں دو رکعتوں میں واجب ہو حالانکہ اسکے ترک کا حکم اس حدیث سے کہ بعد عصر کے نفل پڑھنے کا احوال ہے
 وهو یؤتی مکرورۃ وروی عن مسیب بن الثوری نہ کان یقول لبدۃ احب الی ابلیس من کل
 کیونکہ یہ بدعت مکرورہ ہے اور سفیان ثوری سے روایت ہے کہ وہ کہتے تھے کہ بدعت ابلیس کو سب گناہوں سے محبوب تر ہے
 للمعاصی لان المعاصی یتاب عنها والبدۃ لا یتاب عنها وسبب ذلک ان صاحب المعاصی یعلم
 اس لیے کہ گناہوں سے توبہ ہو سکتی ہو اور بدعت سے توبہ نہیں کی جاتی۔ اور اس کا سبب یہ ہے کہ گناہ کا یہ تو بھگتا ہے
 لکوفہ وکتاب المعاصی فایرجی الہ التوبۃ والاستغفار واما صاحب البدۃ فیمتدۃ فی طاعة وعبادة
 نہیں لکھتا ہوں تو اس کے توبہ اور استغفار کی امید ہو اور بدعت تو یہ بھگتا ہے کہ میں طاعت و عبادت میں ہوں
 ولا یتوب ولا یستغفر من ذلک عن ابلیس انہ قال سمعت ظہیر بن آدم بالمعاصی لا یؤثر ولا یقصموا
 توبہ کو توبہ کرے۔ دستغفار میں غواہیں منقول ہیں کہ اسے کہا کہ میں نے نبی آدم کی کہ معاصی اور گناہوں سے تو کسی اور انھوں نے
 ظہری بالتوبۃ والاستغفار فاحداث لہم ذنوب لا یستغفرون منها ولا یتوبون عنہا واما البدۃ
 میری کہ توبہ اور استغفار سے توبہ ہی۔ زمین نے انکے لیے ایسے گناہ نکال دیں کہ بھگتے وہ نہ استغفار کرتے ہیں نہ توبہ اور بدعتیں ہیں
 فی صیورۃ العبادۃ فان قبل قد اعتاد کثیر من الناس ان یستدلوا علی عدم کراهۃ ما اعتادوا
 عبادت کی صورت میں اگر کوئی کہے کہ کرا کر سہل لائے ہیں اُن بدعتیں کے جو آپ جیسے وہ عادی ہیں
 من البدۃ عند محمد بن شاکم بدینہم وهو ما راہ المسلمون حسنا فهو عندنا حسن واما المسلمون
 ایک اہل حدیث سے جو انہیں مشہور یہ ہے کہ جس بات کو مسلمان اچھا سمجھیں وہ اشر کے نزدیک بھی اچھا ہو۔ اور جو مسلمان
 قبیحا فهو عندنا قبیح وعلی جمہور الاستدلال علی عدم کراهۃ ما ذکرہ بعض الفضلاء
 برا جانیں وہ اشر کے نزدیک بھی بری ہے۔ تو کیا ایسا استدلال صحیح ہے یا نہیں اس کا جواب جیسا کہ بعض فاضلوں نے بیان کیا ہے
 ان هذا الاستدلال لا یصح والحدیث حجة علیہم لان بعض حدیث موقوف علی ابن مسعود
 یہ کہ یہ استدلال ٹھیک نہیں ہر آدمی حدیث کو موقوف مفید نہیں۔ کیونکہ یہ اس حدیث کا حصہ ہے جو حضرت عبداللہ بن مسعود پر موقوف ہے
 روا عن ابن الزبیر الطبرانی والطبرانی ابو نعیم مکن ان الله تعالیٰ نظری قلوب العباد فاخترنا
 روایت کیا اسکا احمد اور زبیر اور طبرانی اور طبرانی ابو نعیم نے اس طریق پر کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کے دلوں کو دیکھا تو
 محرابا فبعض بر صالتہ نظر فی قلوب العباد فاخترنا لہ احبا باجمل انصارہ بنہ ووزیرہ نسیہ
 حضرت محمد بن عبد اللہ علیہ السلام کو خبر کیا کہ اگر نبی کریم کے لیے اہل بیت کے اور ان کے لیے اہل بیت کے اور ان کے لیے اہل بیت کے اور ان کے لیے اہل بیت کے
 فمما راہ المؤمنون حسنا فهو عندنا حسن واما راہ المسلمین قبیحا فهو عندنا قبیح ولا شک ان
 جس میں جو کہ زمین اچھی سمجھیں وہ اشر کے نزدیک بھی بری ہو اور جس میں جو کہ زمین اچھی سمجھیں وہ اشر کے نزدیک بھی بری ہو اور کوئی شبہ نہیں کہ
 اللہ فی المسلمین لیس لمطلق الجنس لان حدیث حریکون محال فالقوله علیہ السلام مستفترق
 اہل اسلام میں ملحق جنس کے لیے نہیں جو کہ اس صورت میں یہ حدیث آنحضرت کے اس قول کے خلاف ہے جو کہ میری امت میں مقرب
 علی قلت وسبعین فرقة کلہم فی النار الا واحدا لان کل من فرق الامة مسلمی وہی حسنا فیلزم
 میری کہ جو چاہے۔ چنانچہ سولہ آیت۔ سب دوزخی ہیں۔ اس لیے کہ اس کا ہر فرقہ مسلم ہے جسے مذہب کا اچھا سمجھتا ہو تو لازم ہے
 ان لا یكون فرقة ۵۰ بما فی النار کذا بعض المسلمین بوی اثبتا حسنا وبعضہم راہ قبیحا فیلزم ان لا یتفرق
 کوئی فرقہ دوزخی نہ ہو کسی غیرت چہرہ مسلمان ایک بات کو اچھا سمجھتا ہو اور چند مسلمان برا تو لازم آتا ہے کہ حسن
 الحسن من القیوم بل ہوا لا لاجلہ والمعوذ ما ذکر فی قوله فاخترنا لہ اصحابا فیکون المراد بالمسلمین
 وفتح میں تیرہ ہے بلکہ یا تو وہ قوم جس کے لیے جو اور محمود دینی لوگ ہیں بلکہ اگر فاخترنا لہ اصحابا میں جو پیش میں سے مراد

الصحة فقط ولا استغراق خصائص الجنس فيردوا بالمسلمين اهل الاجتهاد الذين هم الكاطون كصفة
 افتاء صاحبها يعني خاصا من جنس استغرق كسلي ہے۔ پس مسلمين سے وہ لوگ مراد ہیں جو مجتہدین اور اسلام کی صفت میں کامل ہیں
 الاسلام صریحا المطلق الی الکمال لان المطلق عندنا عن القرينة ينصرف الی الفرد الکامل هو المجتهد
 کما یطلق کو فرد کامل کی طرف راجع کیا۔ اس لیے کہ جب مطلق قرینے سے خالی ہوتا ہے تو تنہا فرد کامل کی طرف لیا جاتا ہے اور وہ مجتہدین
 فيكون المعنى ما مرأه الصحة اهل الاجتهاد حسنا فهو عند الله حسن وما رآه الصحة اهل الاجتهاد
 لواب یہ معنی ہوئے کہ جس بات کو صحابہ یا اہل اجتہاد عمدہ و جائزین دیکھ کر نزدیک بھی عمدہ ہے اور جسکو صحابہ یا اہل اجتہاد
 قبیح فہو عند الله قبیح ویجوز ان يكون للاستغراق الحقيقة فيكون المعنى ما رآه جميع المسلمين حسنا
 قبیح مجتہدین وہ اللہ کے نزدیک بھی قبیح ہے اور جسکو اسلام مستغرق حقیقہ کے لیے ہو اس مستغرقین یہ معنی ہو کر کہ جس بات کو تمام مسلمان اچھی سمجھیں
 فهو عند الله حسن وما رآه جميع المسلمين قبیحاً فهو عند الله قبیحاً و اختلف فیہ فالعبر عن القرین
 وہا شریک نزدیک بھی اچھی مراد میں بات کو تمام مسلمان برائی سمجھیں وہ اللہ کے نزدیک بھی برائی سمجھیں اور اس بات میں یہ اختلاف ہے کہ قراب اس میں قرین کا اعتبار ہوگا
 المشهور لهم بالخبر للقرن المشهور لهم بالکذب عدم الاعتقاد فی قوله علیه السلام خير القرون
 لکے نسبت نہیں کہ شہادت ہی در ذوق ملحد کا جتنے نسبت کیا ہو رہے اعتبار کی شہادت نہ ہوگی علیہ السلام کی اس حدیث میں کہ سب بہتر مراد مانے ہے
 الذي بعثت فيه ثلث الدين يلوهم ثلث الدين يلوهم ثريقت والكذب فلا تتعمق اقول اوافاض لكم ولا ريب
 پھر جو برس بعد ہوا ہر چہ کہ بعد میں پھر بحث پھیل جائے گا۔ پھر دیکھئے قول کا اعتبار کرنا نہ آئے فعل کا اور لے لے شک
 ان الصحابة والتابعين ولائمة المجتهدين كانوا يرون ما كانوا قد راوا في الضمير فمن البده قبيحاً فهو عند الله
 صحابہ اور تابعین اور ائمہ مجتہدین جو چیز ضرورت سے زیادہ بڑھ جائے اسکو از قبح بدعت اور قبیح جانے لگے پس وہ اللہ کے نزدیک بھی
 قبیح و مثل قوله علیه السلام لا تجتمع امتي على الضلالة فان المراد بالامة في هذا الحديث اهل الاجماع
 جمع ہو۔ اس طرح کی ایک حدیث بھی ہے۔ کہ میری امت گمراہی پر اتفاق کر سکی اگر کچھ اس حدیث میں امت سے مراد اہل اجماع ہیں
 الذي هو بکل مجتهد ليس فيه فسق ولا بدعة اصل الان الفسق يورث التهمة ويستقط العتلة وحبس
 جو ایسے مجتہد ہوں جنہیں اصل فسق و بدعت نہ ہو۔ اس لیے کہ فسق سے تہمت پیدا ہوتی ہے اور عتلات جاتی رہتی ہے اور بدعتی
 البدعة يدعون الناس إلى البدعة ولا يكون من لامة على الاطلاق لان المراد بالامة المطلقة اهل
 لوگوں کو بدعت ہی کی طرف بلانا ہوا وہ امت مطلق ہیں داخل نہیں ہے اس لیے کہ امت مطلق مراد اہل
 السنة والجماعة وهم الذين طهرتهم طريبي النبي عليه السلام و اصحابه دون اهل البدع والضلال
 سنت و الجماعت ہیں یہ وہ ہیں جنکا طریقہ بعید نبی علیہ السلام اور آپ کے اصحاب کا طریقہ ہے۔ اور اہل بدعت و ضلالت مراد نہیں ہیں
 كما قال النبي عليه السلام امتي من استن بسنتي وصحباي جميعا لامة تبا على ان الاضافة
 چنانچہ نبی علیہ السلام فرماتے ہیں کہ میری امت وہ ہے جو میری سنت پر چلے اور مکی ہے کہ اس سے مراد کل امت ہو اس بنا پر کہ اضافت
 كالامة قد تكون للاستغراق فيكون المعنى لا يجتمع جميع امتي في زمان من الازمنة على الضلالة كما
 لام کی طرح کبھی استغراق کے لیے ہوتی ہے تو یہ سننے پر دیکھئے کہ میری کل امت کبھی مگر ایسی ہی متفق نہ ہوگی۔ سمجھیے کہ
 اذا اجتمع اليهود والنصارى بعد ذلبيهم على الضلالة فيكون هذا الحديث موافقا لقوله عليه السلام
 یہود و نصاریٰ اپنے پیغمبر کے بعد گمراہی پر متفق ہو سکتے۔ پس یہ حدیث میں صحیح کما مراد افق ہو گی کہ
 لا يزال طائفة من امتي قاضين بام الله لاداعي من خذلهم ولا من خالفهم حتى يأتي الله امة اذ انقرض
 میری امت کا ایک گروہ ہمیشہ اللہ کی راہ پر قائم رہے گا اور انکو کفر نہ ہوگا جو کھلا ساتھ نہ دے جو کفر مخالفت کر دیں بلکہ کرامت آجائے گی کہ یہ بات صحیح
 هذا فالواجب على كل مسلم في هذا الزمان ان يحذر من الاغترار بالميل الى شيء من البدع والمحدثات
 انوس زمان میں ہر مسلمان پر یہ بات واجب ہو کہ وہ گمراہی نہ کرے اور بدعتوں اور نئی باتوں کی طرف توجہ کرنے سے پرہیز کرے

ما معناه الزم طرق الهدی ولا یضلک قلة السالکین وایاک وطرق الضلالة ولا تغتر بکثرة الهاکین
 جسکے معنوں میں ہر جہت کی راہ مضبوطی سے اختیار کرو اور نہ چلنے والوں کی کچھ فرمائیں۔ اور اگر کسی کے رائے سے بچنا ہو اور وہ اس میں بہت زیادہ لوگوں کی شرکت ہو تو اسکا
 وقال بعض لسلطاننا ذوا فقت الشریعة ولا حظت بالحقیقة فلا یتقال وان خالف رایک جمیع الخلیفة وقال
 بعض سلف نے فرمایا کہ جو شریعت کو اس طرح چھوڑا تو کچھ ہر دادرگہ ساری تحقیق ہی رای خلاف ہو جائے اور ابن مسعود
 ابن مسعود انقدر فی زمان خیر کمال المسامح فی الامور سیاقی زمان بعد کثیرہم فیہ للشیعہ المتوقف بکثرة
 کوئی ہے کہ تم لوگ ایسے زمانہ میں ہو کہ سب بدو و فحش جو کچھ کلام میں جلدی کر سکو اور تھا دے لو گیک کہ زمانہ آئینہ الایام میں سب بدو و فحش ہو جائے اور وہ
 الشیعات قال الامام الغزالی لقد صدق لان لم یثبت فی هذا الزمان ووافق الجماعہ فیما ھو فیہ وخاض
 زیادہ ہو جائے شیعہ کے اور امام غزالی نے بھی کہ صحیح ہے۔ ایسے کہ جو اس زمانہ میں قائم نہ رہا اور نہ ہو سکے ساتھ جو کیا جس میں وہ لگے ہوئے ہیں اور وہ بگیا
 فیما خاصوا فیہ یہلک کما ھلکوا فان اصل الدین وعملہ وقوامہ لیس بکثرة العبادۃ والتلاوة و
 ایمانیہ میں وہ دھولے ہوئے تھے۔ تو وہ بھی بالکل ہو جائیے کہ وہ ہلاک ہوئے۔ ایسے کہ دین کی اصل اور کھلی اور دینی کثرت عبادت اور تلاوت اور
 المحامدۃ بالجوہر وغیرہ وانما ھو باحرازہ من الافات والعاہات التي تأتي علیہ من البدع والمحدثات
 جس کو کھلیں آٹھانے سے نہیں ہے۔ بلکہ اس کوئی آفات اور ہمدات سے بچانے میں ہے جو بدعتوں اور نئی باتوں کے کرنے سے آتی ہیں
 فانہا لکثر تھو و مشوبہا صارت کانتھا من شعائر الدین او من الامور المفروضۃ علینا فیما لیتنا
 کیونکہ بدعتیں بڑھ کر آتی ہیں اور شیعوں کے گویا دین کی تہذیب میں یہ کہ بدعتیں فرائض میں سے ہیں
 کثرتا بشرھا علی تعبدۃ اذ لو کان کذلک لرجا من التوبۃ والاستغفار لکننا اخذنا ما طاعة
 ہم انکو بدعت جان کر گئے۔ کیونکہ اگر ایسا ہوتا تو توبہ اور استغفار کی توبہ ہوتی۔ لیکن ہم نے تو اسکو طاعت اور عبادت
 وعبادۃ وجعلناھا دینا لنا مقتضین فی ذلك ثم ناسا سہا وغلط او غفل من بعض من تقد منا
 سمجھا اور بنیاد بنا لیا۔ اس باب میں ہم نے بعضی آگے گذرانے والوں کی پردی کی جیسے سہو یا غفلت یا غفلت کی
 وجعلناہ قدوة فی دیننا فاذا جاء احد واکثر علینا ما ارتکبنا من تلك الامور فان کان ممن لا یوقیہا
 اور ہم نے اسکو بدعت دین کا پیشوا بنایا اب اگر کوئی شخص اسے اور ان امور کے کرنے سے ہلکے ہوئے کہ ہم اس کو بدعت ہادی نظر دین عزت دار ہو
 فی قلوبنا لنقول لہ هذا جائز ذہبی لجلالہ فان وذا کر لہ بعض من تقد منا من سہا وغلط او
 تو اس کے جواب میں ہم یوں کہتے ہیں کہ جائز تو ظاہر رنگ اس کے ہرگز نہ کہ قابل تہذیب اس شخص کا ہم نے لکھا جو ہم سے پہلے گذرا ہو جو سہو یا غفلت
 غفل من ان کان ممن لا یوقیہا فی قلوبنا فیسع منا کلا یظنہ ولا یحظر بہ الہ کل ذلک بسبب الجہل
 یا غفلت کر لیا ہے۔ اور اگر وہ بدعت ہادی نظر دین عزت دار ہو تو ہم سے ایسی بدعت گوارا ہے وہم و فانیان میں ہی ہوتی۔ یہ سب ہمارے عمل
 المركب فیہ لا نالوہ ایں اعلیٰ انفسنا علی علیہ من الجہل لیتنا جواب من ارشدنا الی الحق وما اقمنا
 مرکب کی وجہ سے ہے۔ ایسے کہ اگر ہم کو معلوم ہو جاتا جو عمل جو ہمارے اندر ہو تو ہمیں نہیں ہے بلکہ حق بنایا اسکو قبول کر لیتے
 من سہا وغلط او غفل حجت فی دیننا اذ لا یجوز ان یقلد الانسان فی دینہ الامم مومعصوم ووصالحہ شیعہ
 اور جس سے سہو یا غفلت یا غفلت کی اسکو دین میں حجت نہ بنائے۔ ایسے کہ انسان کو جائز نہیں کہ اپنے دین میں کسی کی تقلید کرے کہ مومعصوم یعنی خدا کی شریعت
 او من متھدلہ صاحبہ لشریعتہ بالخیر ھم القرون الثلاث الذین اقتضت حکمۃ الشارح ان
 یا جس کے میں صاحب شریعت نے شہادت گیری کی دی ہو اور دھڑلے میں تین تین کی نسبت شایع کی حکمت اس بات کو قطع ہوئی
 یختص کل قرن منهم بفضیلۃ فالقرن الاول خصم اللہ عزہ ولا سبیل لاحد ان یلحقہم فیما فانہ
 کہ ہر قرن ایک فضیلت خاص سے مخصوص ہوا قرن اول کو خدا نے کسی فضیلت دی ہے کہ ان میں کوئی ایسی بات نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ اللہ
 تعالیٰ خصم لرویتہ بنیہ و مشاہدۃ نزول القرآن علیہ والھم حفظہ حتی لا یكون حق واحد من
 قریب کی لئے انکو مخصوص کیا کہ ان میں علیہ السلام کو ہی انصاف کچھ عبادت قرآن کا نزول شاہد کریں اور انکو قرآن کی حفاظت کا الہام کیا یہاں تک کہ اسکا ایک حرف

خبراً ثانیاً فجاءوا ویسروا لمن بعد لا یحفظوا احادیث نبیہم فی صدوہم واثبتوا علی ما ینبی فی فصل
 ضائع نہیں ہوا اور اس کو کچھ نہ کہہ سکتے ہیں اس کی وجہ سے شیخین نے یہ حکم دیا اور ثابت کیا کیونکہ اس کا سبب
 فی قامة هذا الذین حفظ اکثرہ لم یکن الا حاطۃ بہ ولا یصل احد لہ فی اہم اللہ تعالیٰ عن امۃ نبیہم
 اس روئے کے قائم کرنے میں بڑا ثواب ہے اسی کا واسطہ ہے اور کوئی کلمہ نہ کہہ سکتا کیونکہ اس میں شیخین نے یہ حکم دیا
 خیر جزاء ثوابہم انما یعون فجاءوا ما کان من الاحادیث ومسائل الذین متفقوا واثبتوا الاحکام
 جز سے یہ عزت کہ ہے کہ ان کے ثواب میں ان کے ثواب میں ان کے ثواب میں ان کے ثواب میں ان کے ثواب میں ان کے ثواب میں
 والتفسیر من الصحابة حتی کان احادہم یترکون فی طلب الحدیث الواحد والمسألة الواحدة مسیرۃ
 اور تفسیر نقل کیے یہاں تک کہ ایک شخص حدیث کی تلاش میں
 شہرا و شہرین وضبطوا العلم الشرعیۃ انہ ضبط فصل لہم فی قامة هذا الذین ایضا فضل کثیر شرعہم
 مہینہ دو دو مہینہ کافر کا تھا۔ اور اسلام شریعت کو خوب ہی ضبط کیا۔ ان کو بھی دین کے قائم کرنے میں بڑی فضیلت حاصل ہوئی۔ پھر ان کے بعد
 تابعوا التابعین الذین ظہر فیہم الفقہاء الرجوع الیہم فی المنازل فوجدوا القرآن مجعوعا کثیرا و
 صحیح تابعین پیدا ہوئے۔ جنہیں تھا ناظر ہوئے۔ جو احادیث میں سب کے معنی تھے انھوں نے جمع کیا کر آیا آسانی پائی
 وجدوا الاحادیث قد احترت وضبطت فنفقوا فی القرآن والاحادیث علی مقتضی قواعد
 اور شیخین جمع اور ضبط کیا کہ انھوں نے یہ فقہاء قواعد شرعی قرآن اور حدیث میں سمجھ اور فقہ کیا
 الشریعة واستنبطوا منہا احکاماً علی مقتضی الاصول عینوا وجوہ الدلالات ویسروا علی الناس
 اور از روئے اصول دین ان کے احکام نکالے اور دلائل کے طریقے شریعت اور سب کو ان پر آسان کر دیا
 وانتظم الحال واستقر دین الامۃ الیہ بسببہم فصل لہم فی قامة هذا الذین خصوصۃ
 اب ایک سبب سے حال درست اور امت محمدیہ کا یہی شکیک ہو گیا۔ ان صاحبوں کو بھی اس میں کوئی کام کر دینے کو پھر سے وہی نہ فہمیت نظر ہوئی
 ایضا فلما مضوا سبب لہم ان من بعدہم فلم یجدوا وظیفۃ یقوم بہا بل جد الامر علی اکمال الدلالات
 یہ سبب سے لوگ گمراہ ہوئے تو ان کے بعد جو لوگ آئے ان کو کوئی کام نہ ملا کیونکہ وہ مکمل دلائل پر جا
 فلیقی لہ الا ان یحفظ ما استندطوہ ویبذلوا لا یحصل الخیر الا بالتابعۃ تقلیدہم وبقاۃ فی
 ان کا یہی کام رہ گیا کہ کچھ لوگ جو احکام نکال گئے ہیں اور بیان کئے ہیں ان کو یاد رکھیں ان کے لئے بہترین کو لگا دیں اور ان کی تقلید کریں اور اگر وہ حکم دین
 منہ انھوں نے ظہر فقہ غیریہم فہو مردود علیہ الا ان یكون مالہ یقیمان فی زمانہم لا بالفعول
 اگر ان کو کوئی کام آئے احکام کے علاوہ کچھ اور مردود ہے ان کو کوئی ایسی بات ہو جس کا بیان ان کے وقت میں نہیں ہوا نہ فقہ
 ولا یقول فیہ نبی لہ ان یطریہ علی مقتضی قواعدہم فی الاحکام الثابتۃ عنہم فاذا کان علم مقتضی
 اور نہ تو ان کے پاس آپ کا یہی کہ انھیں ان قواعد کے روح سے کچھ مواضع وہ لوگ احکام ثابت کر سکتے ہیں جو ان کے پاس اگر یہ علم آئے
 اصولہم یقبل عنہم الا لان کل من اتی بعدہم یقول فی بطلانہا مستحبۃ لشرائی علی ثلاث بدلیل
 قاعدہ اور اصول کے موافق جو ماننے کے قابل ہو نہ شیخین کے شخص اگر بعد وہ بدعت کے بیان میں آتا ہو تو کچھ اور اگر اصل کو لگا دیا
 خارج عن اصولہم فذلک غیر مقبول منہ لان التقليد لا یقتضی بالغیر یجوز حسن النظم انما یجوز
 قائم کر دیا جائے۔ پس ان کی مقبول باتیں۔ اس لئے کہ یہ تقلید اصل پر ہی محض نیک گمان سے اسی کی جائز ہے
 لمن یقول لا لایمن کا مقلد لکن لما انقطع الاجتہاد منذ زمان طویل فحصر طریق
 مجتہد۔ مگر یہ مقلد کی لیکن چونکہ اجتہاد اب ایک مدت دراز سے منقطع ہے تو مجتہد کے
 معارف نہ دلائل بہ المنتہی فی نقل کتاب معتبر متداول بین العلماء لمن کان قادراً علی استخراجہ
 مذہب معلوم کرنا کا طریقہ اسی میں منحصر ہے کہ کسی معتبر کتاب میں جو علمائے راجح ہوں ان کے لئے جس کو ان کے کلمات پر قدرت ہو

واخبار عادل موثوقا به فی علم وعمله لمن لم یکن قادرا علی استخراجہ فلا یجوز فی العمل بکتاب
 یا ایہذا عالم عادل یتوکل علی منکر طویل بر امتداد جوہر اشکے بر سر اصل نکات کی لیاقت نہ رکھتا ہو پس ہر کتاب پر عمل کرنا نہیں ہے
 اذ ظہر فی ہذا الزمان کتب جمیعہا ضعفاء الرجال من غیر معرفۃ بحقیقۃ الحال ولا یقول کل عالم
 ایسے کہ اس زمانہ میں ایسی بہت سی کتابیں مل گئی ہیں جو کم ملوں نے دریافت حقیقت حال کے کی کر دی ہیں۔ اور نہ وہ عالم کہنے پر عمل کرنا چاہیے
 اذ غلب الفسق فی الناس بعد القرون الثلاثہ المستقرۃ فی حکم لافاسق فلا بد من اللعلاء المریحۃ
 ایسے کہ بعد قرون ثلاثہ کے لوگوں میں فسق غالب ہو گیا ہے پس مستورا حال بھی فاسق کے حکم میں ہے پس ضرور ہے کہ روایت حدیث کو غالب کر لیا جائے
 لجانبا لصدق شرمہنا قاعدۃ مقصرۃ لا بد من معرفۃا وہی ان المسألة الفقہیۃ اذ انقلبت
 انہیں موجود ہو اس موقع پر لیکن اور قاعدہ شہرہا ہے جو کلاما نہ ضرور ہے۔ وہ یہ ہے کہ اگر کوئی شخصی سا کہ بیان کیا جائے
 ینبغی ان ینظر فیہا فان کان ماخذہا معلوما مشہورا من الکتاب والسنة والاجماع فلا نزاع
 تو یہ میں غور کرنا چاہیے۔ پس اگر اشکا اخذ کتاب اور سنت اور اجماع سے معلوم اور مشہور ہو تو اس میں کسی کو کچھ جملہ انہیں
 فیہا لاحد وان لم یکن ماخذہا معلوما بل کانت اجتہادیۃ فان کان ناقلہا محتمل ایلزم علی من
 اور اگر اشکا ماخذہ معلوم نہیں ہے بلکہ دوسرا اجتہادی ہے پس اگر اشکا بیان کرنا چاہے تو ہر شخصی پر
 کان مقلد ان یتبع ولا یلزم علیہ ان یطلب منہ دلیلا لان کلام المجتہد دلیل لہ وان لم یکن
 جو مقلد ہو اسکی پیروی کرنا لازم ہو اور اس سے دلیل طلب کرنا ضروری نہیں ایسے کہ مجتہد بیان کی اشکا دلیل ہے۔ اور اگر اشکا
 ناقلہا محتمل بل کان مقلد فان نقلہا من المجتہد فاثبت نقلہ منہ یلزم الاتباع فیہا ایضا
 ناقل مجتہد نہیں ہے۔ بلکہ مقلد ہے پس اگر اشکا کسی مجتہد سے نقل کیا ہے اور اس نقل کا ثبوت بھی دریا تو اس میں بھی اتباع لازم ہے
 وان لم یقلہا من المجتہد بل نقلہا من قبل نفسا من مقلد لاخذ واطلق فان دین فیہا دلیلا لاشعیاء
 اور اگر مجتہد سے نقل نہیں کیا بلکہ اپنی طرف سے بیان کیا ہے یا کسی دوسرے مقلد کی طرف سے یا گول رکھا۔ پس اس کو اشکا بارے میں کوئی دلیل شرعی بیان کی ہے
 فلا کلام فیہا حیثئذ وان لم یمن ینظر ان کان کلامہ موافقا للاحصول والکتب معتبرا ولین فیہا خلافا
 تو اس کے لئے میں اس صورت میں بھی کسی کلام نہیں۔ اور اگر کوئی نہیں بیان کی تو غور کرنا چاہیے کہ اگر اشکا کلام اصول اور فقہ کے کلام کے مطابق ہو تو اس میں اختلاف نہیں
 یجوز العمل بہا لکن ینبغی للعامل بہا ان لا یقف فی مقام تقلید بل یطلب منہ دلیلا علی ما نقل وان کان
 تو اس پر عمل کرنا چاہیے۔ لیکن عمل کرنا اس کو چاہیے کہ صرف تقلید پر نہ ٹھہر جائے بلکہ اس بیان پر اس سے دلیل مانگے اور اگر
 کلامہ مخالف لاحصول والکتب معتبرۃ فلا یلتفت الیہ اصلا اذ قد صدق العلماء بان کلامہ یعلم
 اشکا کلام اصول اور فقہ کے لوگوں کے خلاف ہو تو اسکی طرف باطل توجہ نہ کرنا چاہیے۔ اس کے علاوہ تفریح کر کے ہیں کہ جس بات کی
 صحۃ لا یصح اتباعہ وان لم یعلم یطالع فضلہا علم بطولہ المجلس التاسع عشر
 صحت یقینی معلوم ہو جائے اس کی مثال کرنا نہیں دینی اگر اشکا اصل ہو یا بھی معلوم ہو یا نہ ہو یا اشکا بیان چنانچہ معلوم ہو جائے۔ اس میں مجلس
 فی بیان بدعت صنیۃ النوافل بالجماعۃ کالرغائب غیرہا قال ہولاء صلوات اللہ
 اس بیان میں کہ نوافل چاہت ہو چاہے بدعت ہو مثلاً قازر غائب وغیرہ رسول خدا صلی اللہ
 علیہ وسلم فی خطبۃ یوم النبی صلی اللہ علیہ وسلم ان الزمان قد استدار کدور ما خلق الخ السفوات
 علیہ وسلم فجر الوداع میں قرآن کریم۔ اور اسی دن کی ہیئت پر آگیا ہے جس دن کہ اکثر نے آسمان اور زمین
 ولا ین السنتۃ انشاء شہد شہد شہد۔ نہ بدعت حرم ثلث متوالیات ذوالقعد وذوالحجۃ وتوالمحرم ورجب
 کو پیدا کیا تھا۔ سال بارہ بیت کا تھا ہر ایک کیلئے۔ یہ چار مہینے غرت والے دن تین تو پہلے وہ ہیں یعنی ذوالقعد اور ذوالحجہ اور محرم اور رجب
 مضمرہ الذی بدعت بدعتان ہذا لحدیث من صحیح المصنوع لہ ابو بکر و معنہ ان الزمان
 مضمرہا وہاں چو چوادی الاخری اور شہد ان کو بدعت ہے حدیث صحیح کی صحیح حدیث میں سے ہے اور ابوبکر کو بدعت ہے۔ اور معنی اشکا یہ ہیں کہ زمانہ

الذی انقسم الی الشہور والأعوام عادالی ماکان علیہ وجعت السنۃ الی اصل الحساب الذی اختارہ
 سیکہ وہ وصال قرآن میں اسکا شروع میں تھا پھر ہوا اور سال بھی اصل حساب ہو گیا ہے اشرے اس دن اختیار کیا تھا
 اللہ تعالیٰ یوم خلق السموات والأرض عادالیا فی الحجۃ بعد ماکان اہل الجاہلیۃ ازالوہ من محلہ
 بیکہ آسان اور زمین کو پیدا کیا ہے اور حج ماہ ذی الحجہ میں لوٹ آیا بعد اٹکے کہ جاہلیت والوں نے اٹھو اپنے محل سے اٹھا دیا تھا
 بالنسب الذی احدث فیہ وهو النبی الذی ذکرہ اللہ تعالیٰ فی کتابہ وقال لکم النبی ذی کادۃ فی لکم
 نسی کا نیا طریقہ نکال کر یہ نسی دہی ہے بلکہ خداوند عالم نے قرآن میں ذکر کیا اور فرمایا کہ نسی کفر کو اور بڑھاتا ہے
 ومحننا تاخیر فخریم شہر الی شہر آخر فانہم فی الجاہلیۃ کانوا یعظموا الاشہر الحرم ولما احدث من ابراہیم
 اور نسی ایک مہینہ کی تحریم کو دوسرے مہینہ پر ڈال دینے کو چاہتے تھے کہ وہ لوگ نہ اُجھلیت میں حرمت والے مہینوں کی حضرت ابراہیم
 واسحاق علیہما السلام کا نفا ہو جن میں فیہا القتال جفی لحد ثلث النسی فخرج التحریم لہم بسبب کون
 واثیل علیہما السلام کے وقت سے تحکیم کر کے چلے گئے اور ان مہینوں میں جنگ کو حرام بناتے تھے یہاں تک کہ ان مہینوں نے کالی لڑائی لگا کر ان کو کچل کر ڈالا اور کچل کر
 عامۃ معاشہم من الغنا کانوا اصحاب حرب وغارات فاذا جاء شہر حرام وہم فی حرب کان یشق علیہم
 ماضی گذر کر لوٹ نہ ہونے کی وجہ سے غارت اور لوٹ مار کے لوگ تھے۔ توجہ دہام آ اور وہ بھی بیکار مہین ہونے کو انکو لڑائی چھوڑنا
 تزلزلہم ففعلوہ ویحرمون مکان شہر آخر حتی یقضوا خصوص الاشہر واعتدوا لحد العہد ویراموا
 گناہ رچو تھا تو اس مہینہ کو حلال کر لیتے تھے اور پہلے انکے دوسرے مہینہ کو حرام کر لیتے تھے یہاں تک کہ ان مہینوں کی خصوصیت بال ہا چھوڑ دیتے اور کالی لڑائی لگا کر انکو
 یزاد وافی شہر السنۃ وجہ اوکا ثلثۃ عشر اربعۃ عشر لیتم لہم الوقت ولذا ذک ویر التخصیص
 سال کے مہینوں کا تقسیم ہوجاتا ہے اور ایک سال تیرہ اور چودہ مہینوں کا مانتے۔ ہمارے وقت میں نجاریش ہو جائے۔ اسی واسطے حدیث میں
 علی الحد فی حدیث فانہ علیہ السلام بین فیہ ان السنۃ اثنا عشر شہرا وانہا فی شرعہ مکتوما
 شہر کو کھول کر بیان کر دیا۔ آنحضرت علیہ السلام نے ہر ایک سال بارہ مہینے کا ہوتا ہے۔ اور ہماری شرع میں اسکا اندازہ
 بسبب القول بسبب الشمس کما یفعلہ اہل کتاب من ہذا الاشہر القمریۃ اربعۃ حرم ثلث مکتومات
 چاند کی رفتار پر سورج کی رفتار پر مبنی ہے جیسے اہل کتاب کے ستین اور ان کی ہجری مہینوں میں جو چاند ہر ایک مہینہ میں تین کوئی ایک بار سورج مبین
 وہی ذو الفقار وذلحجۃ والحرم وواحد فرد وہو جہۃ انما اضیف الی مضرب الحدیث لان قبلیۃ
 فی قیعدہ فیجہ اور حرم اور ایک ایک سال یعنی ماہ ربیعہ اور اس مہینہ کو ضروری طرف حدیث میں اسلئے مضاف کیا ہے کہ یہ قبیلہ
 کا کنت قریب فی تعظیم واحترامہ ولذا ذک نسب الیہم وقد کان فیہ لاہل الجاہلیۃ احکام منها
 اس مہینہ کا بہت تعظیم واحترام کرتے تھے۔ اسی لیے اسکی طرف نسبت کی ہے۔ اور اس میں مہینوں میں اہل جاہلیت کے بہت سے احکام تھے۔ ایک
 انہم کانوا یحرمون فیہ القتال علی ما سبق وكان تحرمہ جاریا فی ابتداء الاسلام واختلف
 کہ وہ جو جنگ جہاں کو امن میں حرام بناتے تھے چنانچہ اور گزرا۔ اور یہ حرمت امتدای اسلام میں بھی جاری تھی۔ اور اسکے باقی رہنے میں
 العلماء فی بقائہ فذہب لجمہور الی تحنۃ واستندوا علیہ بان الصیۃ استغلو علی الذی علیہ السلاۃ
 علما کا اختلاف ہے جمہور کے نزدیک مشنوخ ہے اور انکی دلیل یہ ہے کہ صحابہ نبی علیہ السلام کے بعد
 یبقی البلاد ومواحد القتال والجداد فلینقل عن احدہم انہ نہ توقف علی القتال فی شئ من الاشہر
 برابر جہاں اور قتال اور قتل تھا۔ بینہ موقوف ہوا۔ ان میں کسی سے یہ بات منقول نہیں ہے کہ ان مہینوں میں سے کسی میں جنگ بند کی ہے
 الحرم ومہا یدل علی جماعہ علی تحنۃ ومنہا انہم کانوا فی الجاہلیۃ یمنون فیہ ذبیحۃ یسمونہا
 اس کے معلوم ہوتا ہے کہ تحرم بالاجماع مشنوخ ہوئی۔ ایک حکم یہ تھا کہ کفار نے یہ مہینے قرآنی ذکر کرتے تھے چنانچہ ۴۴
 عتیدوا واختلف العلماء حکمہا بعد الاسلام قال اکثرہم ان الاسلام ابطالہا لما ثبت
 عتید تھا اس حکم میں بھی بعد اسلام کے علما کا اختلاف ہے۔ اکثر کا یہ مذہب ہے کہ اسلام نے اسکو باطل کر دیا چنانچہ

[illegible]

اما موافقة اهل الذم لما حجة عندنا من انهم اذ اتوا بالصلوة او نحو ذلك وفساد الكل ظاهر لان كل ذلك
 لا توذیة کی موافقت ہوگی یا کارباری مقصود کہ لے یا منکاح اندیشہ کی وجہ دی و حرم کے لیے امدان سب کی غائی ظاہر ہوگی اس لیے کہ یہ سب
 برہانوں کے لیے بالحد تحریم میں ان میں یعمل بما ہو بدعت معاقتا فادان غیر مشروع فی الذم کیونکہ قاسقا
 دکھانے کے لیے بالقرین اور کجا و احادیث میں
 تمام پر اور یہ بھی ہوگا کہ کسی بدعت کو یہ ہا کر دین میں ہا جائز نہیں کرتا ہر دو قاسق پر
 غیر مبتدع و ان عمل بمع اعتقاد انہ مشروع فی الذم کیونکہ قاسقا و مبتدعا فکتیر من اهل الذم ان یصلون
 بدعتی نہیں ہوگا اور اگر وہ بدعت کو جائز سمجھ کر کرتا ہو تو وہ قاسق اور بدعتی دونوں پر پس اس امر میں بدعتی لوگ
 تلك الصلوة فی هذه الليلة جمع کنیم مع اعتقادہم انہا مشرعت فی الذم فیلزم ان یکونوا باطلین انما
 احادیث میں کہ نماز جمعہ بڑی حجت سے پڑھتے ہیں اور یہ سمجھتے ہیں کہ وہ دین میں جائز ہے پس لازم آتا ہے کہ وہ اس حرکت کی وجہ سے قاسق
 مبتدع ہیں اور اہل الذم مع اعتقادہم انہا عبادۃ مشروعہ فی الذم و قد کان من عادہم اذا ذکر علیہم
 اور بدعتی ہونے کی وجہ سے بدعت میں اور یہ سمجھتے ہیں کہ وہ عبادت شریعہ ہے اور یہ انکی عبادت ہو کر اگر کوئی اس کام سے منع کر دے
 ان یقولوا انہا حرم لا اشتغال بالمعاصی فی مثل هذه الليلة فان مکالمہ المساکین لو تاملوا تا مل الانصاف
 تو سمجھتے ہیں کہ نماز جمعہ گناہ کرنے سے توہین ہوگا اگر یہ سمجھا رہے ہوں نظر انصاف غور کرتے
 لوحد انما العمل بشد ضرر من فعل المعاصی لان من یفعل المعاصی یعلو حرمہ تا فاعل قویا یستغفر عنه
 تو اس فعل کو گناہ سے بھی زیادہ ضرر پہنچانے کی وجہ سے جو شخص گناہ کرتا ہو وہ اس کو گناہ تو سمجھتا ہو تو اگر اس سے استغفار کر لیتا ہے
 ویندم علیہ و یحصل له الذلۃ والا کسب خلاف مکالمہ فانہم باعتقادہم انہا قرینہ و عبادۃ مشروعہ
 اور تا مدد ہوتا ہو اور اس کو سنت اور جائزہ حاصل ہوتی ہو بخلاف ان لوگوں کے کیونکہ یہ لوگ تو اس خیال کی وجہ سے کہ یہ عبادت اور قربت مشر و بدعت
 فی الذم لا یستغفرون منہا ولا یندمون علیہا بل یحصل لهم الباطلۃ ولا یفتقرہم هذا ما یدکر من ابلیس انہ
 عدا استغفار کرتے ہیں نہ اپنے گناہ پر مشر مند ہو سکتے ہیں بلکہ کو فروغ دیتا ہے یہ وہی بات ہے جو ابلیس سے منقول ہے کہ وہ
 قل قصمت ظہور من یفی ادم بالمعاصی ولا وزیر الوصی و الظویۃ ولا استغفار فاحداثہم
 کہتا ہے کہ میں نے ادا و آدم کی نکتہ ہونے کے لیے اسے توہر دی اور انھوں نے میری فکر توہر اور استغفار سے توہر دی تو میں نے انکے لیے
 ذلک لا یستغفرون منہا ولا یتوبون عنہا و فی البیغ فی صلوۃ العبادۃ ذلک قبل البدعۃ شر من الفسق
 ایسے گناہ دیکھا کہ جسے وہ توہر اور استغفار کی نکتہ اور وہ بدعتی امور و عبادت ہیں اسی لیے کہتے ہیں کہ بدعت بدلا رہا کہ بدعت ہے
 فان من یفعل البدعۃ یتعم ان فی طاعت و عبادۃ فیکون شاکا لہ قتالی و لرسولہ لا یستغفر نہ ما کرہم
 کیونکہ جو شخص بدعت کرتا ہو وہ سمجھتا ہو کہ عبادت و عبادت میں ہوں تو انے اللہ اور انکے رسول کا مقابلہ کیونکہ انے اللہ کو اچھا باجسکرتا ہے
 الفسق و فی عنہ و هو لاحداث فی الذم فان تعلی قد شرع لعبادۃ من العبادات تا فی کفایۃ لہم و اکمل
 اور اس سے منع کیا اور وہ دین میں بنیات کا پیرا کرنا جو کہ فساد اللہ اپنے بندوں کے لیے جو عبادت مقرر فرمادی ہیں وہ انکے لیے کافی ہیں اور وہ انکار
 دینہم و انہ علیہم نصبت کما اخبیہ فی کتاب الیمۃ المحدث لکم و یتلووا التسمیۃ علیکم و یحققوا الترابۃ
 کامل کرنا اور انکی نصبت پوری کرنا ایسا کہ انکی کتاب میں فرماتا ہے حج میں تو نماز و عبادت میں پورا کرنا اور پوری کی کتبہ انکی نصبت اہمال پر کہے
 علی الکمال نقصان و اختلال ابلیس لاحداث یقول تلك الصلوة وان کان فی الذم لا یجوز الا ذکرہ و قراءۃ
 یاد کرنا انصاف و خلل کا باعث ہوگا یہ کہ دین میں کہتا کہ نماز اگر ہر بدعت ہوگی جو کہ اسمین ذکر اور تلاوت
 القرآن فی الذم الغراب فی مقابله تلك الاذکار و القراءة اذ یقال له ان تلك الصلوة لما كانت بدعة و ضلالۃ کان
 قرآن پر پس ان ذکار و تلاوت و ان کا ثواب تو فرمودہ ہی ہے کہ امید ہو کہ وہ اس کا جواب ہے کہ یہ نہ موجب بدعت اور اگر ایسی نصبت
 الاذکار و القراءة الواقعة فیہا من قبل خلط الطاعات بالمعصیۃ و موصیۃ آخر شئ استغفار لا ولی علیہ لا یجوز
 تو نماز ذکر و تلاوت جو اس نماز میں جو عبادت میں گناہ و بدعت کے قبیل ہے اور یہ اور بھی گناہ پر اور بدعتی ہو سکتی زیادہ بدعتی اس لیے اس سے منع بھی چاہیے

وہی قیام الکریم الیما فیہ وحسن ولا یستلم غیرہا و عن الطواف باسلام الحجر ثم یصل رکعتین عند
 اور ان کے پاس کوئی شخص نہ ہو جس سے ہاتھ ملانے کی ضرورت نہ ہو اور طواف کو چھو کر اسلام نہ ہو کہ جس سے چھو کر زمین پر سے
 المقام اور غیرہ من المسجد منہ النفا مہذہ الصلوۃ واجبۃ بعد کل اسبوع ثلث یعود
 مقام ابراہیم میں یا مسجد میں کسی اور جگہ اگر ازواج نام نہ ہو۔ اور بیٹا ہر سات طواف کے بعد واجب ہے پھر پلٹ کر
 ویستلم الحجر ویخرج من المسجد ویصل علیہما ویستقبل البیت ویکبر ویصل ویصل
 حجر یا اسلام کرے اور مسجد سے نکلے صفا پر چڑھ جائے اور بیت اللہ کی طرف منہ کرے اللہ اکبر اور لا الہ الا اللہ اللہ اکبر اور حضور
 علیہ السلام پر دو رکعت اور پھر۔ اور پھر اٹھا کر چار چار رکعتیں پڑھے۔ پھر وہ کہ طواف اپنی عمر کی ہل سے ہے۔ یہاں تک کہ طواف رادی میں ہو جائے
 شعیب بن الملیلین اور خضر بن فاذا جاؤ بطن الوادی پیش علی میاۃ حتی یأتی المردۃ فاذا انکس
 پھر علیہ السلام پر دو رکعت اور پھر۔ اور جب بطن رادی کو گزر جائے تو اپنی چال سے چلے جائے۔ یہاں تک کہ مردہ و کھجور و حب و بٹن ہو جائے
 یصل علیہا ویفعل ما فعل علی الصفا ثم یزل عنہا ویتوجہ الی الصفا یفعل هكذا سبعاً یبدأ
 نواہ پر چھوٹا کر دینی عمل کرے صفا پر چھوٹا کر دے اور صفا کی طرف جائے اسی طرح سات مرتبہ کرے صفا سے شروع کرے
 بالصفا وینتہ بالمردۃ ثم یسکن بمکہ ثم یطوف بالبیت فلاما کشف فاذا صلی بمکہ فخر فاسن
 اور مردہ پر چھوٹا کر دینی عمل کرے صفا پر چھوٹا کر دے اور صفا کی طرف جائے اسی طرح سات مرتبہ کرے صفا سے شروع کرے
 الشہر یخرج الی منی ویمکث بہا الی فخر عرفۃ ثم یروی الی عرفات وکلما موقت الا بطن عرۃ فبعد
 تو منی کو گزرتا ہے وہاں جا کر عرفہ کی طرف نکلتا ہے۔ پھر عرفات میں جائے اور وہاں ٹھہرنے کی جگہ ہے۔ سوا بطن عرۃ کے پس بعد اسکے کہ
 ما صلی الظهر العصر فی وقت الظہر ینہب الی الموقف یصل سنن ویصل لغروب یا قالی المردۃ
 ظہر اور عصر کی نماز کے وقت پڑھے چکے تو وقت کی طرف غسل سنن کر کے جائے اور دن چھپے مزدلفہ کو جائے
 وکلما موقت الا وادی عسرو ینزل عند جبل توفیر یصل العشاءین مہنا باذان واقامۃ فاذا طلع
 اور وہاں صفا وادی عسرو کے ٹھہرنے کی جگہ ہے اور جبل توفیر کے پاس آؤ گے اور یہاں مغرب اور عشا کا رکھو۔ اور ان کو گریز کرے۔ اور جب صبح ہو جائے
 انحر یصل الفجر یصل وهو ظلمۃ فی آخر اللیل ثم یقف ویکبر ویصل علی النبی علیہ السلام
 تو فجر کی نماز ظہر میں پڑھے۔ اور ظہر کی عزات کی تاریکی کو گئے ہیں۔ پھر ٹھہر کر اللہ اکبر اور لا الہ الا اللہ اکبر اور حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم پر دو رکعت
 ویدعو واذ اسفر یا قلی منی ویرحمی جمیعۃ العقبۃ من بطن الوادی من اسفل الی اعلا سبع حصیاً
 اور دعا مانگے اور جب رات صبح ہو جائے تو منی میں لے کر اور حجرۃ العقربہ بطن رادی سے بچے سے اوپر کی طرف سات لکڑیاں پھینکے
 حد فاو یکبر یکل منها فیقول بسم اللہ واللہ اکبر رجھا الشیطان وحزب اللہ اصل حبیبی مدو و یحیی
 اگر کسی سے اور اگر کوئی بیکہ کرے اس طرح کہ کوہ لیلہ و لیلہ الشیطان اور اسکے کہ وہ کوہ لیلہ کے لیے خداوند افرامیج ہے ہر دو رکعت اور ہر دو رکعت
 مشکور او ذنبی مغفوراً ویقطع التلبیۃ بآولہا کثر ذبیحان شاک ثم یقف فی الحلق فیصل کل شیئ
 مشکور کر اور ہر دو رکعت صاف خداوند صلی اللہ علیہ وسلم کی تلبیہ پڑھ کر پھر گناہ کو فراموش کرے اور پھر اللہ اکبر اور لا الہ الا اللہ اکبر اور حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم پر دو رکعت
 من مخطوۃ الاحلام الال النساء ثم بطوف الذبکۃ یوما من ایام النحر سبعة اشواط بلا و لا
 عورتوں کے سوا سب چیزیں حلال ہیں۔ پھر ایام نحر میں سے کسی دن طواف زیارت کرے سات پھر ہوتا ہے اور سنی کے
 ان فعل الی السبع قبل ولا فیرا وان اخبرۃ عن ایام النحر کیہ وجعل لہم ثم یا قلی منی ویرحمی اللہ
 اگر میل اور سنی میل کی طرح ہر دو رکعت میں دونوں نمازوں کی زیارت کو یا فیرا سے موعزہ کر دے اور اگر وہ اور ذبیحان یا فیرا سے موعزہ کر دے اور اگر وہ اور ذبیحان یا فیرا سے موعزہ کر دے
 الثلث بعد والی ثانی النحر یدعیہ اے منی مسجد النحر تم بنا لیں یہ تھا بالعقبۃ سبعاً سبعاً ویکبر کل
 ایام نحر کو دس دن کو کھلے گا کہ لکھنؤ نماز کے بعد ہر دو رکعت میں یا فیرا سے موعزہ کر دے اور اگر وہ اور ذبیحان یا فیرا سے موعزہ کر دے اور اگر وہ اور ذبیحان یا فیرا سے موعزہ کر دے

ولا ينظر اليه لان احسنه عما ابهره ولوحسبك عما حرم عليه المقصود من اوصوم ليس لتصل المجموع و
 اور نہ کسی دم کہے گا۔ اچھے کہ وہ نماز کا مومن سے تو بچا اور حرام کا مومن سے بڑا نہ اور رمضان سے مقصود مرت ہوگا اور
 العطش فقط بل المقصود كسرة الشهوة وقهر النفس لا لارتبة بالسوء فاذا حصل شيء من ذلك
 پلاس نہیں ہیں۔ بلکہ اس کو بغرض ہو کہ شہوت کو توڑ دے اور نفس کو چڑھائی کی طرف لے آئے اور غلبہ کرے تو جب یہ فائدہ بلکہ حاصل ہو
 فاقى فائدة في ترك الطعام والشراب فعل هذا اذا اراد العبد ان يتال الثواب لفصائل التي ذكرها
 تو کھانے اور پینے کے چھوڑنے سے کیا فائدہ اس بنا پر جب بندہ چاہے کہ مجھ کو وہ ثواب اور فضیلت حاصل ہو جسکو
 التي عليه السلام ينبغي له ان يعرف حرمته الوقت وشرقه وحفظه بطريق الحرام ولسان عن
 نبی علیہ السلام نے ذکر فرمایا ہے تو اسکو چاہیے کہ وقت کی عزت اور شوق کو بچائے اور اپنی نیکی کو اس وقت حرام سے نہ کرے۔ اور اپنی زبان کو
 الكذب الغيبة وقبح الكلام وجوارحه عن الخطايا ولا تأم وقلة عن النجس لكي يروى عداوة
 بھڑکھڑائی اور غیبت اور برکھ کلام سے اور باقی اعضا کو خطا اور گناہوں سے اور اپنے دل کو غم اور خود بینی اور لوگوں کی دشمنی سے
 الا تأم بثرانه اذا فعل ذلك ينبغي له ان يكون خائفا من الله تعالى هل يقبل منام لا يقبل من عوا
 اور جب یہ سب کچھ کر چکا تو اسکو چاہیے کہ اللہ تعالیٰ سے ڈرتا رہے کہ دیکھ میرا روزہ قبول ہوتا ہے یا نہیں اور دعا کرتا رہے
 ان يقبل المجلس الثالث والعشرون في بيان فضيلة صوم شعبان كان رسول الله
 کہ قبول ہو۔ تیسریون مجلس ماح شعبان کے روزوں کی فضیلت کے بیان میں رسول خدا
 صلى الله عليه وسلم يصوم شعبان كله الا قليلا وفي رواية بل كان يصوم شعبان كله هذا الحديث
 صلی اللہ علیہ وسلم کچھ کہ ہم پورے شعبان کے روزے رکھتے تھے۔ اور ایک روایت میں ہے کہ ہم پورے شعبان کے روزے رکھتے تھے یہ حدیث
 من صحيح المصايب وتمام المؤمن في هذه الرواية الاخرة موافقة لما روى عن ابن مسعود
 مصباح کی صحیح حدیث میں ہے۔ اور امام المؤمنین حضرت عائشہؓ نے اسکو روایت کیا ہے اور یہ آخری روایت حضرت ام سلمہؓ سے روایت ہے
 انها قالت ما رأيت النبي عليه السلام يصوم شهرين متتابعين الا شعبان رمضان فان قيل يلزم
 کہ وہ فرماتی ہیں کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک دو مہینہ بہرام روزے رکھنا ہوا ہے یا رمضان اور شعبان کے اگر کوئی کہے کہ
 على هذه الرواية ان يكون افضل لصيام بعد صوم رمضان صوم شعبان مع ان عليه السلام
 اس روایت سے یہ لازم آتا ہے کہ بعد رمضان کے شعبان کے روزے سب سے افضل ہیں حالانکہ حضور علیہ السلام نے چون
 قال افضل لصيام بعد شهر رمضان شهر الله الحرم فالجواب ان جماعة من الناس ان اعتقدوا ان
 فرمایا ہے کہ سب سے اچھ روزہ رمضان کے بعد ماہی کے مہینے حرم کے ہیں تو جواب یہ ہے کہ بیشک ایک گروہ کا اگر ہم یہی اعتقاد دے
 صيام الحرم ولا شهر الحرم افضل من صيام شعبان لكن لا يظهر خلاف ذلك فان صيام شعبان
 اگر حرم اور حرام مہینوں کے روزے شعبان کے روزوں کے افضل ہیں لیکن اسے خلاف زیادہ ظاہر نہیں۔ بلکہ صحابہ کے روزے
 افضل من صيام الا شهر الحرم يدل على ذلك ما روى عن ابن عمر عن علي بن ابي طالب عن ابي بصير عن ابي
 ماہ ہمارے حرام روزوں کے افضل ہیں اس بخون پر وہ حدیث دلت کرتی ہے جو حضرت عائشہؓ سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی بڑے چھ ماہ رمضان کے بعد کو ن سے
 بعد رمضان فقال شعبان تعظيم رمضان وروى عن اسماء بنت ابي بكر ان كان يصوم اشهر الحرم فقال لا
 روزہ افضل ہیں اسچہ تو فرمایا کہ رمضان کی تعظیم کی ہے۔ اور حضرت اسماءؓ سے مروی ہے کہ وہ ماہ ہمارے حرام کے روزے رکھنا کرتے تھے تو آپ سے
 رسول الله عليه السلام صوم شوالا فترك صوم اشهر الحرم فكان يصوم شهر الاختيار فقال انظر
 رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ شوال کے روزہ کر رکھا کرو۔ تو انھوں نے ماہ حرام روزہ ترک کر دیے اور شوال میں روزہ رکھنے کو بیان کیا کہ وہ اچھا ہے
 في تفضيل صيام شوال على صيام اشهر الحرم فماذا كان صوم شوال افضل من صوم الا شهر الحرم
 یہ روایت نامہ حرم کے روزوں پر شوال کی فضیلت میں آئی ہے اور جبکہ شوال کے روزے ماہ ہمارے حرام کے روزوں پر افضل ہیں

فكون صوم شعبان افضل من صيام الا شهر الحرم اولى بصيام النبي عليه السلام له دون شوال وانما
 تشعبان کے روزی بدرجہ اولیٰ افضل ہیں کیونکہ عہد آپ نے ہمیشہ شعبان کے روزے رکھے ہیں نہ شوال کے اور
 کان کذلک لانہما یلیان من بعدہ ومن قبلہ فہو من ہذا ان افضل التطوع من الصيام ما کان
 یا سبیلہ جو کہ یہ دونوں سچے آگے اور پیچھے رمضان سے ملے ہرگز میں صوم کو معلوم ہوگا نقل مردونہ میں وہی افضل ہیں جو
 قریباً من رمضان قبلہ وبعده فیکون مازلت من الصيام بمنزلة السنن الواجب مع الفرائض
 رمضان سے قریب ہوں پہلے اسن خواہ شیعہ پس اسکا مرتبہ روزہ میں ایسا ہوگا جیسا کہ سنت مذکورہ کا مرتبہ
 قبلہا وبعدها فان السنن الواجب کما یلحق بالفلان فی الفضل کما ینکمل لکن نقص المفروض فذلک
 فرض کے بخلاف شیعہ۔ قریب سنت مذکورہ جیسی کہ فرض کو فضیلت میں ملے ہیں جو اسکا کوئی کو پوری کرتی ہے اسی طرح
 صیام ما قبل رمضان وما بعدہ فانہ ملحق فی الفضل بصیام رمضان لقدر منہ ویكون علیہ السلام
 رمضان کے آگے پیچھے روزہ بھی ہیں کہ فضیلت میں رمضان کے روزوں کا ساتھ نہیں۔ کیونکہ اس سے متصل ہیں۔ اور حضور علیہ السلام کا یہ زمانہ
 افضل الصیام بعد رمضان شہر اللہ الحرم علیہ السلام علی التطوع المطلق ولما کان قبل من مضی وبعده
 کہ رمضان کے بعد جب روزوں کو بہتر مہمان الہی ہیں جس کے روزہ ہیں بظاہر سن پر محمول ہو۔ اور جو روزے کہ رمضان کے پیچھے ہیں
 فانہ ملحق بہ فی الفضل کما ان علیہ السلام فی تمام الحدیث وافضل الصلوۃ بعدا لم کتوبۃ
 وہ فضیلت میں رمضان کے ساتھ شامل ہیں جیسا کہ حضور کا حدیث کے آخر میں یہ قول ہو۔ اور جبکہ بہتر نماز فرائض کے بعد
 قیام اللیل انما یراد بہ تفصیل قیام اللیل علی التطوع المطلق دون السنن الواجب عند جمہور العلماء
 لاحتیاز جمہور اس سے بھی جمہور علماء کے نزدیک فضیلت نماز شب کی مطلق مزانی پر مقصور ہے نہ کہ سنت مذکورہ پر
 وقد ذکر فی صیام النبي علیہ السلام لشعبان دون غیرہ من الشہر معنی حسن کو ہوا ورمضی ساقۃ اذہ
 اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے شعبان میں روزوں کو کہ بارہ میں تکملی ورمضی میں ایک خیر معنی کی ہے اور وہ ہیں کہ اسامہ سے ایک روایت ہے
 علیہ السلام قال ذلک شہر یفضل الناس عنہ بین رجب ورمضان فان علیہ السلام اشار الی
 کہ نبی علیہ السلام نے انبار کیا جیسے کہ اسکی غرضی سے لوگ غافل ہیں وہ جیسا کہ رمضان کے روزوں میں جو حضور علیہ السلام نے اس اشارہ فرمایا
 ان لما اکتفہ شہران عظیمان الشہر الحرام وشہر الصیام اعرض الناس بآلہ متغافل بہما فصا
 کہ جب کہ شعبان کو دو بڑے عظمت کہ مہینے کی بنا پر یعنی ماہ حرام اور رمضان نے ان لوگ ان دونوں میں مشغول ہوئے کہ سبیلہ جو بھر گئے ہیں اور ہمیشہ
 مغفول عنہ حتیٰ ظن اکثرہ من الناس ان صیام جمادیا افضل من صیام شعبان لان شہر صرام الیس
 ہو لاسرہم کہ یہاں تک کہ بیشتر لوگوں نے یہ گمان کیا کہ رجب کے روزے شعبان کے روزوں کی طرح ہیں۔ اس لیے کہ وہ ماہ حرام جو حالہ کی بات
 کذلک لما روی عن عائشۃ انہا قالت ذکر لرسول اللہ علیہ السلام قوم یصومون رجباً فقال واین ہج
 نہیں ہوا اس لیے کہ حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہو کہ وہ کہتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک قوم کا ذکر کیا کہ وہ رجب کے روزے ہیں تو آپ نے فرمایا
 عن شعبان وقیم اشارۃ الی ان بعض الشہر فضلہ من الاکان ولا شخص قد یكون غیرہ
 شعبان کو چھوڑ کر کہہ گئے۔ اور کہیں اس بات کی علت اشارہ کر کے مینوں نے دونوں ماہوں کی بڑی کمی جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بعض وقت دراصل ان میں
 افضل منہ اما مطلقاً ولخصوصیۃ فیہ لا یقفن بہا کہ انہ من الذنوب فیہ یقتضون عنہ بالمشہور
 ہوتا ہے۔ یا تو مطلقاً کسی خصوصیت کی وجہ جو کہیں ہوتی ہے۔ جو لوگوں کے خیال میں نہیں آتی۔ اور اسکو جو کہ شہر میں رجب میں
 ویقولون تحصیل فضیلۃ والیس مشہور عنہم وفیہ دلیل علی استحقاق عارۃ ان غفلة الناس
 اور کہیں فضیلت کے رجا سے جو مشہور نہیں اور کہیں اس بات کی دلیل جو کہ جس زمانہ میں لوگ غافل ہیں وہی اسکو عبادت سے انکار کرتے ہیں
 بالاطاعت وان ذلک محبوب عند اللہ تعالیٰ ولذلک کان طائفتہ من السلف یسبحون احیاء ما بین
 اور یہ کہ یہ بات اکثر علماء کو پسند ہے اور اسی واسطے بہت سے آگے لوگ مغرب اور عشا کو اور میان نماز پر گھٹے رہتے کہ

الغریاء فطوبی لہم وقد جاء تفسیرہم فی حدیث اخر انہم الذراع من القبائل یعنی غلام الذین کانوا قلیلا
 غریبا بین یمن وکثر خوشی بعد اور غریبا کی تفسیر ایک اور حدیث میں آئی ہے کہ وہ قبیلان میں کوئی کوئی ہیں چلے وہ دہی بین
 فلا یوجد فی کل قبیلۃ منہم الا الواحد ولا ثثن بل لا یوجد واحد منہم فی القبائل البلدان کما کان الذ
 یومئذ منہم بین۔ اور ہر قبیلہ میں ایک دوسرے سوا نہیں بلکہ ہتیرے قبیلان اور شہون میں ایک بھی نہ ملے گا جیسے کہ
 فی بدین اظہر من الاسلام وفی حدیث اخر انہم الذین یصلون اذ افسل الذین یعنی انہم صائموا لیل
 اور ان کو ہوا اسلام میں بھی یہی حال تھا اور ایک اور حدیث میں ہے کہ غریبا وہ ہیں کہ جب ان کو غریب بن جائے تو وہ اصلاح کرنا یعنی وہ صالح لکھن سنت پر عمل
 بالسنۃ فی زمان فساد الناس ومنہا ان المنفج بالطاعتین اهل الغفلة والعاصی یقع بہ البلاء
 کہ غفلہ والکون کے بگڑ جانے کے وقت اور ایک ناکہ ہے کہ منافقوں اور کفار کے دل میں جو تمنا عبادت کرنے والا ہو اس کو جو ان سب سے بچتا رہتا ہے
 عن الناس فکانہ یجہدہم ویبایع عنہم والا فانی فی هذا الخ کثرت جدا وقد ذکر بصوم
 کو بار بار اسکا سابقہ جو اور انکی بات کو دفع کرتا ہے اور اس قسم کی بہت سی حدیثیں آئی ہیں اور حضور علیہ السلام کے ماہ شعبان میں
 علیہ السلام بشعبان معنی خاص و صوانہ علیہ السلام بکمال بصوم میں کل شہر ثلاثہ ایام و ہر ماہ آخر
 روزہ رکھنے کے اور معنی بھی یہاں ہوتے ہیں وہ کہ حضور علیہ السلام ہر مہینہ میں تین روزے رکھتے تھے اور بعض اوقات تا ثیر روزہ رکھتے تھے
 ذلک لیقضی بصوم شعبان یعنی ان صومہ علیہ السلام بکمال ان لا یبلغ ثلاثہ ایام فی بعض
 کراسے بعض میں شعبان میں روزہ رکھ لیں گے یعنی آپ کے روزے بعض مہینوں میں تین تک نہ پہنچتے تھے
 الشہور فیکمل ما فات من ذلک فی شعبان اذ کان اعمالہ علیہ السلام دائمۃ فکان اذا دخل
 تو ان سب کی کئی ماہ شعبان میں پوری کرتے تھے اسلئے کہ آپ کے اعمال دائمی ہوتے تھے تو جب
 علیہ شعبان وکان عاہہ یقضی من صیام تطوع لم یصمہ بیقضی فی شعبان حتی یکمل
 ماہ شعبان آتا اور کچھ نفل روزہ آپ پر پائی ہوتے ہتھو ابھی نہیں رکھا تو انکی تھن شعبان میں ادا کرتے تھے
 ذوالہ بالوصم قبل دخول رمضان کما کان یقضی ما فات من سنن الصلوۃ وکما کان
 ما کمل نوافل روزہ پوری ہوجا میں قبل اسکے کہ رمضان شروع ہو جیسا کہ غزسمن کو چھاتی تھی فقنا کرتے تھے اور جیسا کہ
 یقضی بالنہا وما فات من قیام اللیل وقالت عائشہ رضی اللہ عنہا اشدت ان اصوم فلم اطق حتی
 رت کی نفلوں میں بکھر جاتی تھی وہ دن میں پوری کرتے تھے اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ میں بعض وقت نہ کھتی کالادہ کھتی تھی اور نہ ہو سکتا تھا میں
 اذا صام الذی علیہ السلام فی شعبان صمت معہا فکان یقضی ما فات من سنن الصلوۃ وکما کان
 جب پیغمبر علیہ السلام شعبان میں روزہ رکھتے تھے تو میں انکے ساتھ روزہ رکھتی تھی سو وہ اس وقت کہ غنیمت جانتی تھیں اور آپ کے فرستے
 صوم رمضان لفظہا قیہ بالخص وکان فی غیرہ من الشہور مستثناة لانی علیہ السلام
 رمضان کو روزہ رکھنا ہیام میں تھا جو کچھ تھا وہاں تھے سب اس وقت ادا کرتی تھیں اور ان مہینوں میں حضور علیہ السلام کی خدمت میں مشغول رہتی تھیں
 فان المرأة لا تصوم وبعلاھا شاہدا لا یاذن فمن دخل علیہ شعبان وقد بقی علی شیء من
 کیونکہ عورت اپنے شوہر کے سامنے اسکی اجازت کے بغیر روزہ نہیں رکھ سکتی پس جس شخص کو ماہ شعبان آجائے اور اسچہ نفل روزہ
 نوافل صیامہ یمتجب لہ قضاء و قیہ حتی یکمل نوافل صیامہ بین رمضان وین یکان
 باقی ہوں تو اسکے لیے مستحب ہے کہ ماہ شعبان میں ادا کر دے تاکہ اسکے نفل روزہ و نوافل رمضان کے پچ میں پوری ہو جائیں اور اگر وہ ماہ
 علیہ شیء من قضاء رمضان یجب علیہ قضاء و قبل رمضان اخر مع الفدا ہر ماہ
 کچھ قضا رمضان کی باقی ہو تو اسکو واجب ہے کہ قدرت ہوتے ہی دوسرا رمضان شروع ہونے سے پہلے انکی قضا ادا کر دے
 ولا یجوز لہ تاخیر ال ما بعد رمضان اخر بغیر روزہ وان کان تاخیرا بعد رمضان
 اور یہ جائز نہیں ہے کہ بلا ضرورت اس رمضان تک ڈال رکھے اور اگر اسکا غرض تاخیر دوسرے رمضان تک ہمارا باقی ہے

الرضا عن الدين كان عليه قضاء و بعد الوضوء الثاني ولا شيء عليه مع القضاء وان كان ذلك
 في شهر اشكي قضاء ودرسته رمضان کے بعد واجب ہوگی ۔ اور قضا کے سوا اور کچھ نہیں واجب ہوگا اور اگر یہ ہفتہ
 لغیر ہذا قبل یقینی و بطعم مع قضاء کل یوم ستین مسکینا وهو قول الشافعی مالک والحد
 بلا کسی عید کے ہوتی ہو تو تینوں میں سے قضا کرے اور ہر روز کے ساتھ ساتھ صائم کو کھانا بھی کھانے کی بات ہے اور اگر وہ روزہ رکھتا ہو
 اتمام آثار و حجت بلذات و قبل یقینی ولا اطعام علیہ وهو قول ابن حنفیة و قبل بطعم ولا یقضي
 مواضع من حیث ان یسیر فی کل یوم یومین کما یقولون و یقولون ان یسیر فی کل یوم یومین کما یقولون و یقولون ان یسیر فی کل یوم یومین کما یقولون
 وهو ضعیف و قبل فی صوم شعبان معنی اخر وهو ان صیام مکہ اکثر من علی صیام رمضان
 بل یصل صیام رمضان اور بعض نے کہا کہ رمضان کے روزوں کی ایک سو چوبیس شعبان کے روزوں کی مشابہت کے لیے ہیں
 لئلا یدخل فی صیام رمضان علی مشقة و کلفة بل یكون قد تمرن علی الصیام واعتاد
 تاکہ رمضان کے روزوں میں کچھ وقت اور تخفیف نہ ہو بلکہ پہلے سے روزہ کا غور ہو چکا ہو
 و وجد بصیام شعبان حلاوة الصیام ولدته فیدخل فی صیام رمضان برغبة و نشاط
 اور شعبان ہی سے روزوں کا مزہ کھاتا رہا ہو پھر رمضان کے روزے رغبت اور خوشی سے رکھے
 یسرنا الله تعالیٰ عمله بالحفة توفیقہ المجلس الرابع والعشرون فی بیان فضیلة
 خدا یا پھر اسکا عمل اپنے لطف توفیق میں کرسان کرے چوبیسویں مجلس شب براءت میں بطریق مسنون
 احیا علیہ البراءة علی وجه السنة والا حذرنا عن البلاء المکره قال رسول الله
 جائز ہے کہ نفی فضیلت اور بدعت مکرہہ سے پہنچ کر نہ کرے بیان میں رسول خدا
 صلی الله علیه وسلم ان الله یزل البلاء النصف من شعبان الی السماء الذی یغفر لک من غیر علی شمر
 صلی الله علیه وسلم فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نصف ماہ شعبان کی شب کو آسمان کی طرف نازل فرماتا ہے اور اللہ تعالیٰ کی کائنات کو کھڑا کر دیتا ہے
 غفر لک هذا الحديث من حسن الحسب یقولون ان المؤمنین عاشر ثلثة والاراد ببلایة النصف من شعبان
 کما یحدث فیما یحدث صیام کل یوم من شعبان یعنی ہر روز شعبان میں صیام کرے اور اللہ تعالیٰ اس کے لیے نصف شعبان کی برکت بخواتم
 البلاء و اما خص فی بلایة کل یوم انهم اکثر لیل و غما من ثلثة اقل المعان تعالیٰ فی
 شب براءت جو اور خاص فی بلایة کل یوم کہ یہ ہے کہ اس قبلہ میں آسمان اور کریم اور صیام قبلہ میں زیادہ ہیں اور نصف شعبان میں کما یحدث
 ثلثة البلاء من صفة الجلال البقیة لفقہ العداوة والا انتقام من العداة الی صفة الجلال البقیة
 جس وقت میں صفت جلال ہے جو کچھ روزوں سے غلبہ عداوت اور انتقام کی مقتضی صفت جلال کی طرف ہو
 للجنة والغفرة وانما حصل لفظ الحديث علی هذا المعنی لان الزوال الصعود والسمو والسمو والسمو
 رحمت اور غفرت کی باعث ہر انتقال کا اثر اور حدیث کہ القادوس ان مسنون پر اس لیے کہ کما یحدث انوار میں انوار رحمت اور سکون کے لیے کہ
 من صفت الجلال البقیة وقد ثبت بالقوام العقلیة والنقلیة انه تعالیٰ مغفیر عن الجسمة والحقین
 پیغمبر کا ان صفت میں اور عقل و نقل قطعی دلیلوں سے ثابت ہو چکا ہے کہ اللہ تعالیٰ سمیع اور رحیم اور رحیم
 استمتع علیہ الزوال یعنی لا انتقام من موضع اطلاق هو اخفض منه فکون المعنی مذکور اهل الخی هو
 اس لیے اسکا زوال باہر منہ کی بلکہ مکان سے بہت گہرے کی طرف تار تار محال ہے اس میں حدیث کے وہی معنی ہونے کی وجہ سے کہ زمرہ میں ہے
 نزول رحمة وغیر لطف مغفرت علی عبادہ واجابة دعوتهم وقبول توبتهم کما یحدث فی الملوك والکرام
 رحمت کا اثر انوار اشک ہر بانی اور بخشش کا زیادہ کرنا اپنے بندوں پر اور انکی دعا کا منظور کرنا اور انکی توبہ کا قبول کرنا یہی اللہ کریم کا اثر ہے
 والسمو الرحاء اذا انزلوا فقیہ قوم فقراء محتاجین یحسنون العیون هذا المعنی ان کان قد وعد فی سائر
 اور رحیم اور رحیم کی عداوت ہوئی کہ رحیم وہ فقیر محتاجوں کے لیے رحیم ہیں ان کو رحیم تو ان کے ساتھ احسان کرتے ہیں اور اس بات کا اگرچہ اور تمام

ولا استغناء والكسوف اذا كان سوى الامام اربعة والصلوة التي تصل في تلك الليلة بالجماعة الكسوف
اور استغناء اور کسوف کے سوا سب میں کر دے جو ایک امام کے سوا چار آدمی ہیں۔ اور جو نماز کہ اس رات کو پڑھی جماعت سے پڑھی جاتی ہے
وتسبى صلوة البراءة بعد اربعها وقومها في عسلها بآية والنايين بل لما ظهرت بعد المأخرة
جسکو نماز برأت کہتے ہیں وہ بھی بدعت ہے۔ کیونکہ وہ صحابہ اور تابعین کے وقت میں نہیں ہوئی بلکہ جو تھی مصری
الاربع من الهجرة النبوية فانها حدثت في المسجد الاقطر سنة ثمان واربعين واربع مائة واصلها على
پہری کے بعد پیدا ہوئی ہو۔ کیونکہ یہ تادم مسجد اقصیٰ میں
ما ذكر الامام الطرموسي ان رجلا قال لسيما قد اريدت لبلد من اهل بيته ليلته النصف من شعبان في كل
امام طرموسی کے بیان کے مطابق یہ ہے کہ ایک شخص نے سیما سے بیت المقدس میں آیا اور سید اقصیٰ میں شب برات کو نماز پڑھنے سے منع فرمایا
فاجابهم خيفة واحدا ثم كان ثلثا ثم اربع فما ختمها الا وهم جمع كثير ثم جاء في العام الثاني في فصولها على
پھر ایک شخص نے اسے خوفزدہ کیا کہ پھر وہ سید اقصیٰ میں نماز پڑھے تو فرمایا کہ اگر یہ نماز پڑھو تو میرا سر کاٹ دیا جائے گا اور میں اسے کتبہ غلطی نے
كثير ثم شاعت في المساجد وانتشرت في البلاد واستقرت سنة بين العامة وقد مرها العلماء من
اس کے ساتھ نماز پڑھی۔ پھر ادریس سرحد میں جاری ہو گئی اور شہزاد شہزادان میں بھی لگی۔ اور لوگوں نے اس کو سنت قرار دے لیا۔ حالانکہ یہ لوگوں
اعيان المتأخرين فصوروا بانها بدعة فيمنعوا عن امثالها على هذا منيع العاجز عن تغيير ذلك
علماء سے متاخرین نے اس کی مذمت کی ہے۔ اور صاف کہا ہے کہ یہ نماز بدعت نہیں ہے بلکہ یہ ان کے لئے ہے جو غرض ان کو نہیں کہ وہ لوگوں کو
المنكرات ان لا يحضر الجماعة في تلك الليلة بل يصلي في بيته ان لوحد محبا لاسماء من فناء البدع
دوسرا رات کو جماعت ہی میں شریک نہ ہو بلکہ اپنے گھر میں پڑھ لے اگر کوئی شخص ان بدعتوں سے خالی نہ دے
لان القبول في المسجد بالجماعة سنة وتكثير سواد اهل البيت عن ترك الفعلة وجعل الواسع
اس کے لئے کہ مسلمانوں کا عموماً نماز پڑھنا سنت ہے۔ اور یہ سچ ہے کہ وہ بڑھا سب سے جو امر میں کام لے کر ہو یا بدعت اور واجب پر عمل کرنا ضروری ہے
لا سيما ان كان مشهورا بين الناس بالعلم الزهد فان الواجب عليه ان لا يحضر في مسجد بيتنا هدي
خصوصاً اس شخص کو جس کا علم اہل دہر کے اعتبار سے مشہور ہو جائے جس پر بھی واجب ہے کہ جو مسجد میں نہ جائے اور نہ نماز پڑھے
هذه المنكرات لان حضورهم عدم الا تكاد يوههم العامة ان هذه الافعال مباحة او مندوب
ایسے کہ اس کا دیا جانا اور نہ کرنا عام لوگوں کو اس وجہ میں ڈالے گا کہ یہ اعمال سب مباح ہیں یا مستحب ہیں
البحا فيكون حضوره شبهة عظيمة في ظن العامة ان تلك الافعال مستحسنة مشرعا فاذا اتت
تو اس کا دیا جانا عام لوگوں کے گمان میں بڑا شبہ ڈالے گا کہ یہ اعمال اہل دہر کے شرعاً اچھے ہیں
مأذنة ولو جئ في المسجد تلك الليلة وانكر قبله المحنة عن تغييره بدعة ولسان يسلم من الاش
پس جب آئے دینا معمول چھوڑ دیا اور اس رات کو مسجد میں نہ گیا اور اسے انکار کیا کہ کوئی بدعت ہے اور اسے اسے دیکھ کر نہیں کہ اسے بدعت
والا في توبه طيرة بل يستنصر بعض الناس من عدم حضوره ان هذه الافعال غير مبررة عند الله تعالى
اور تو سرگرم بھی رہے گا نکاح کیلئے بلکہ بعض لوگ اس کے یہ معاملہ چھوڑنے سے یہ سمجھیں گے کہ یہ اعمال خدا کو پسند نہیں ہیں
بل هي بدعة لا يتسوغها الشرع ولا يرضها اهل الدلائل في يما يتنصر بعض الناس عن ذلك فحصل للذخوب
بلکہ بدعت ہے کہ اگر کوئی شرعاً اور اہل دلائل سے اسے پسند نہیں کرتے ہیں پس لمبا انقات لوگ اسے بڑا دانے لگائے۔ اور ان کو ذواب حاصل ہوگا
يفعل ليقول عليه من الا تكلم بالقلب لا تتنازع عن الحضور والحاصل ان تلك البدعة وان ورد في
اس کے اس فعل سے جو سب قدرت بھی ملے دلی اجماع اور نزکت دے کر اسے اور حاصل ہے کہ اگرچہ اس رات کی
فصلها احاديث متقدمة لكن ليس لاحد ان يعظمها ما ذكرنا من الشرع ونهي عنه من بعض العلماء
تخصیص میں کوئی حدیث نہیں آئی ہے۔ لیکن کسی کو یہ حق نہیں کہ اسے غلط سمجھیں چھوڑ کر جو شرعاً منع کیا ہو اور دیکھ بعض علما

[illegible]

فی حدیث آخر من صام رمضان ابراءاً واحتساباً غفله ما تقدم من ذنبه یعنی ان من صام رمضان معصداً
اور عید الفطر میں آیا کہ جس نے رمضان کو ذرا ایمان اور توبہ کے لیے رکھنا چاہا تو اس کے گناہ میں سب ساقط ہو کر رہے جیسے رمضان کے روزے اس کے
بحقیقہ و فرضیت و طاب الرضا ع اللہ تعالیٰ و ثواب الخوف من الذنوب سبھا غفله بغفله ذنوبه
حقیقت اور فرضیت مان کر اللہ کی خوشنودی اور توبہ کے لیے رکھ کر ذرا ایمان سے ڈر کر اور ذرا ایمان شرفی تو اس کے تمام گناہوں کو مٹا دے جیسے کہ
المتقدمة و ذلك الله في كل ليلة من ليالي رمضان و صام من ايام الباهلي ذ عليه السلام
اور نیا رمضان کی راتوں میں رجب کو چھڑا کر فی ہے اور لیلا مائتہ باہلی سے روا ہے کہ حضور علیہ السلام نے
قال من صام يوماً في سبيل الله جعل الله بينه وبين النار خندقاً كما بين السماء والأرض وفي حدیث آخر
فرمایا کہ جس نے ایک دن بھی خدا کے واسطے روزہ رکھا تو اللہ تعالیٰ کا حکم و فریضہ کے درمیان پتھری خندق بنالو گے جیسا کہ آسمان اور زمین کا فاصلہ ہے اور ایک روایت میں ہے
من صام يوم واحد من ايام رمضان قال من صام يوماً في سبيل الله جعل الله بعد الله تعالى وجهه من النار
جیسے کہ راوی ابو سعید خدری کہ میں نے حضور علیہ السلام سے فرمایا کہ جس نے ایک دن کا روزہ رکھا تو اللہ تعالیٰ اس کو روزہ سے سترہ برس کی
سبب میں خیر دے یعنی ان من صام يوماً في سبيل الله و رضا في غيبه الله تعالى من النار صرح عن التنبية
ارادہ پر روزہ رکھنا یعنی جس نے ایک روزہ اللہ کی راہ میں رکھا تو اللہ تعالیٰ اس کے لیے رکھا اس کو عذاب و دوزخ سے نجات دے گا نجات کو
بطريق التمثيل بلکہ ان ابدان میں کان صید یعنی شیء هذا المقدار لا يصل الى البتة والمراد بالخير
بلور یعنی نجات کیا تاکہ زیادہ بہت ہو جائے۔ کیونکہ جو شخص کسی چیز سے اس قدر فاصلہ پر ہو کہ وہ چیز اس تک نہ پہنچے گی اور غریب سے غلو
المتقدمة ذكر المصنفين الكل انما عجز عنها به دون غير من الفصول لكونه وقت بلوغ الثمار وحصول
سلا بز۔ جو کوڑ کر کے مکراد لیا۔ اور فصلوں کو چھوڑ کر غریب ہی کو اس لیے ذکر کیا کردہ بھلون کی تیاری اور
سبعة العیش و صوم ان من صام يوماً في سبيل الله قال من صام يوماً في سبيل الله جعل الله بعد الله تعالى وجهه من النار
اسیائش کی فراخی کا وقت ہوتا ہے اور حضرت ابی ہریرہ سے روایت ہے کہ حضرت علیہ السلام نے فرمایا کہ کوڑ کوڑ کیوں نہ ہو جو کوڑ کیوں نہ ہو
سبعاۃ ضعف قال الله تعالى لا الصوم فان من انا اخری به يد مشهورة وطعامه وشرابه من حلال
قراب طے کا اشتغال نہ فرما چھوڑ دو۔ چھوڑ کر کہ میرے لیے میرا زمین ہی اس کی جزا دے گا وہ میرے ہی لیے اپنی مشقت اور کہ ان پنا چھوڑنا
یعنی ان کل طاعة و جہاد المکین ربا و نفاقا قل يا بطلما صاحب من الاخرة لقل قول تعالیٰ من
یعنی میری عبادت اور نیکی مشہور ہو گئی اور نفاق سے توبہ کرنا کہ اس کے کرنے کو تو توبہ کا۔ بوجہ اس شانہ الکی کے کہ میں
صاعاً بحسنه فله عشر امثالها وقد يولد الى سبعاۃ واكثر لقل تعالیٰ من ان ينفقون اموالهم
الان یکنوا انکے لیے جو اس سے دس گنا اور فی وقت سات سو گنا بڑھا دی جائے گا کیونکہ زیادہ اور قل انما انفقوا من اموالهم
فی منبیل الله کمثل من سبعة مستعاب فی کل منبیلک شران محسب و الله یضعف من یسکنا و الله
راہ میں خرچ کرے کہ میں منک ایک دیکھ کے جس سے انتہا ایمان لوگوں اور راہی میں سوداے پھولوں اور کدو کا دیتا ہے جو اس کے اور روزہ
الصوم فتوابه بغیر حساب لان لا یأدی الا بالصلوة قد قال الله تعالیٰ لا انکم فی الصلوة انکم تسمعون
کا ثواب تو بے حساب ہے۔ اس لیے کہ وہ بغیر صبر کے اور انہیں جو سکنا میں بیٹھ کر نماز پڑھ کر رہے دے دے جائیے اگر اپنا
بغیر حساب ثم الصلوة ان کان یوجد فی غیر الصوم من الاعمال ان کل من یسکون فی غیره
بے حساب اور میرا گرجم اور عبادتوں میں میں بھی پایا جا کر نہیں زمین اور عبادتوں کی طرح نہیں
لان ثلاثه طاعة الله تعالیٰ صبر علی عظام الله تعالیٰ وصبر علی الام والشدائد وكلها
اس کے صبر کی تین قسمیں ہیں۔ ایک تو اللہ کی عبادت پر صبر کرنا۔ دوسرے اللہ کے حکام پر صبر کرنا جیسے محکمات اور عقیدوں پر صبر کرنا اور سب
یوجد فی الصوم اذ فی صبر علی وجب علی الصائم من الطاعات صبر علی احدم علیہ من الشیء ان
روزہ میں باقی جاتی ہیں اس لیے کہ میں ان عبادتوں پر صبر کرنا ہوتا ہے جو روزہ دار پر واجب ہیں اور جو نفسانی خواہشیں زمین پر بھی صبر کرنا ہوتا ہے۔

احتیاجاً ولو کان بین استناده شیء فابتلعہ لا یفسد صومہ ان کان قلیلاً لا لانه تسبیح للرب وان کان
 فاسدہ ہوا اگر کسی مانوسین کہہ گیا تھا کہ کھل گیا تو اسکا روزہ فاسد نہوگا اگر وہ چوتھویں ہوا علیہ کہ وہ تھوگ کہ میں مثال ہوا اور اگر نہ نہ ہو
 کثیر لا یفسد صومہ ویلزمہ القضاء دون الکفاسۃ وقد علیا لمحصۃ فما فوقہا کثیراً و ما دونہا قلیل
 روزہ فوت جائیگا اور قضاء لازم نہ کہے گی کفارہ لازم نہ کہے کہ برابر اور اس سے زیادہ بہت میں داخل ہو اور اس سے کم اور
 والد موعظ الوجہ اذا دخل قیۃ ابتلعہ ان کان قلیلاً لا لقطرۃ ولا لقطرین لا یفسد صومہ ان کان
 آنسو اور چہرہ کا پسینہ اگر اس کے منہ میں چلا گیا اور اسکو کھل گیا تو اگر تھوڑا سیلے قطروہ دو قطرہ ہو تو روزہ فاسد نہوگا اور اگر
 کثیراً حتی وجہ ملاحظۃ فی جمیع ذہب یفسد صومہ ویلزمہ القضاء دون الکفاسۃ و کذا لو اذ دخل لا بد من
 مست تھا کہ اس کی شہریت تمام منہ میں معلوم ہو تو روزہ جاتا رہتا ہو اور قضا لازم نہ کہے کہ کفارہ اور ایچھے ہی اگر نہ گناہوا اور ہیشتم
 المعبود فی ذہب یفسد صومہ ویلزمہ القضاء دون الکفاسۃ و ابتلعہ یفسد صومہ ویلزمہ القضاء دون الکفاسۃ
 منہ میں نہ ڈالا اسکا رنگ بگڑ نہوگا کہین گھلا اور آنسو نہ کھل گیا تو روزہ فوت جائے گا اور قضا لازم نہ کہے گی کفارہ نہہین
 و کذا لو ابتلع شیءاً لم یبتعد یبہ ولا یبتعد لوی بہ عادیۃ کالتراب الخ و صومہ یفسد صومہ ویلزمہ
 اور ایچھے ہی اگر ایسی چیز کھل گیا جو عادیۃ نہ تھا سیہ نہ وہا مثلاً مٹی پتھر وغیرہ تو روزہ جاتا رہے گا اور اس پر قضا
 القضاء دون الکفاسۃ و ذکر فی القیۃ تفلاً عن الفقیہ ابن جعفر ان من افطر فی رمضان مرقۃ بعد
 لازم کہے گی نہ کفارہ اور تھیں میں فقیہ ابن جعفر سے منقول ہے کہ جو شخص رمضان میں
 اخیری بقراب و مدی و اجل المعصیۃ علیہ الکفاسۃ و کتب غیر نعم والفتویٰ علیہ ذلک لیس اخذ ایۃ
 مٹی یا کھنکسہ گناہ کے طور پر بار بار روزہ روزہ کرنا سہر و کھل کر طور کرنا و یوم و لایفطر من لیس لکما ہو کہ اسی پر قرضہ ہو اور اسی کو
 الامصار و ذکر فیہ الايضان الخ و اذا علم انہ لا یشتغل بعمیۃ یطعم من صیومہ للفطر
 تمام نیکو کاروں نے اختیار کیا ہے عادیۃ میں بھی لکھا کہ اگر منہ میں نہ ہو تو روزہ روزہ کرنا و یوم و لایفطر من لیس لکما ہو کہ اسی پر قرضہ ہو اور اسی کو
 یحرم علیہ الفطر بل ان من صوم و ذکر فیہ الايضان الخ لا یجوز لہ ان یخیر فیما یؤصل الیہ من صیومہ
 تو جاری نہ ہو روزہ روزہ کرنا سہر و کھل کرنا و یوم و لایفطر من لیس لکما ہو کہ اسی پر قرضہ ہو اور اسی کو
 الفطر بل یخیر فیما یؤصل الیہ من صیومہ و ذکر فیہ الايضان الخ ان تعجب لنفسہ فی عمل حتی یجتهد
 کہ منہ پر روزہ روزہ کرنا سہر و کھل کرنا و یوم و لایفطر من لیس لکما ہو کہ اسی پر قرضہ ہو اور اسی کو
 العطش افطر ویلزمہ الکفاسۃ لانہ لیس بمسافر ولا مریض و خلاف الامتہ فانہا اذا اصاروا بضعف
 روزہ روزہ کرنا سہر و کھل کرنا و یوم و لایفطر من لیس لکما ہو کہ اسی پر قرضہ ہو اور اسی کو
 من عمل السبیل من الطیر و الخ و غسل الثیاب غیر ما حکمت علی نفسہا و افطر تکالیف علیہ القضاء دون
 ملک سکام کرنے سے صفت ہو جائے اور اپنی جان کے خوف سے روزہ افطار کر ڈالے نہ اس پر قضا نہ کہے گی
 الکفاسۃ و کذا لو اذ فطر ثلث لک کان علیہ القضاء دون الکفاسۃ اذا یجیب علیہا دیکان ان تفعل
 کفارہ نہ کہے گا - اسی طرح اگر بی بی اسی حالت میں افطار کر ڈالے تو مجہود تھا جو نہ کفارہ اسے کہ سہر و روزہ واجب ہے کہ
 کل خدمتہ فی داخل البیت من الطیر و الخ و غسل الثیاب غیر ما حکمت علی نفسہا و افطر تکالیف علیہ القضاء دون
 گھر کے اندر کسب کام کرنا روزہ روزہ کرنا و یوم و لایفطر من لیس لکما ہو کہ اسی پر قرضہ ہو اور اسی کو
 وان لم یجیب علیہا و کذا لو اذ فطر ثلث لک کان علیہ القضاء دون الکفاسۃ اذا یجیب علیہا دیکان ان تفعل
 اگر جب اس پر قاضی جبر کرے گا اور ایسے ہی غلام یا غلام جو نہ کہے بلکہ کھڑے یا قیام کرنا کہے جائے گا اور اس پر
 مؤکل من صاحب السلطان و اشتد الخ و فطر علی نفسہا لک فانہ لو افطر کان علیہ القضاء دون
 حکم کی طرف سے وہ مقرر ہے اور اگر کسی چیز ہو گئی کہ وہ باقی جائے کا خوف ہو گیا تو یہ اگر افطار کر ڈالے تو اس پر قضا لازم ہے نہ

[illegible]

لیالی رمضان تصدیقاً بحجتہ وسنتہ وطلباً لرضاء اللہ تعالیٰ وطلباً لاخوفاً من ملامۃ الناس
اسکون اور سنت محمدیہ کے لیے اور ذاب کی غرض سے نہ لوگوں کی مذمت کے خوف سے
واستیعاباً منہ یغفر لہ ذوقہ المتقصد وھذا ان الشرطان لا یفک عنہما عمل سواء کان فرضاً او
اور نہ کوئی شرعی شرط ہو تو اس کے پھیل کر نہ سحابت ہو جائے اور ان دونوں شرطوں سے کوئی عمل خالی نہیں خواہ فرض ہو یا
فلا الذی بشرطان قبول کل عمل والله تعالیٰ لا یقبل عملاً الا ایھا وبعد ہما بشرط آخر لا یدمانہ وھو ان
عمل۔ کیونکہ دونوں پر عمل کے قبول ہونے کے لیے شرطیں ہیں۔ اولاً اللہ تعالیٰ چاہے کوئی عمل قبول نہیں کرے اور ان دونوں کو چاہے اور بھی کر دے
یکون العمل موافقاً للسنة لان العمل متى کان علی خلاف السنة لا یقبلہ اللہ تعالیٰ السنة فیھا الجماعۃ
کرہ عمل سنت کو موافق نہ ہو اس لیے کہ اگر عمل خلاف سنت ہوگا تو اللہ تعالیٰ اسکو قبول نہیں کرے گا۔ اور نہ خلاف میں ہی بات نہ جماعت کے ساتھ
فی المسجد لکن علی طریق الکفایۃ حتی لو ترکوا اھل المسجد ساءوا وکانوا اذین بالسنة ولو اقامھا
مسجد میں نہ بھی جائے۔ لیکن سنت کفایہ ہے کہ اگر ایک مسجد کے مسجد اسکو ترک کر دے سب مسجد ترک کر دے اور نہ مسجد چاہے اور نہ مسجد سے
البرص فی المسجد بالجماعۃ وتخلط لبعض وصلھا فی بیتہا مختلف یکون اذکار الفضیلۃ ولا یکون
مسجد میں جماعت سے نہ بھی اور بعض سے گھر میں بڑھ لی تو یہ نہ آئے دے فضیلت کے ترک کرنے والے ہوں گے اور نہ مسجد
مسجداً ولا تارکاً للسنة لان بعض الصحابۃ قد روی عنہم التخلف عن الی یوسف ان من فسد
نہوئے۔ اور نہ تارک سنت اس لیے کہ بعض صحابہ سے جماعت میں نہ آنا بھی مروی ہے اور امام ابو یوسف سے روایت ہے کہ جو شخص رائج کو جماعت کے ساتھ
علی ما تھا بالجماعۃ فی بیتہ من جماعۃ السنة فالصلوۃ فی بیتہ افضل والصحۃ ان للجماعۃ
اپنے گھر میں نہ رعایت سنت کے اور نہ بڑھ کر ہو تو اسکو گھر میں بڑھنا افضل ہے اور صحیح ہے کہ گھر کی جماعت کی
فی بیتہ فضیلۃ للجماعۃ فی المسجد فضیلۃ اخرى فھو جاز احد الفضیلتین وترك الفضیلۃ
اور فضیلت ہے اور مسجد کی جماعت کی فضیلت ہے تو اس سے ایک فضیلت تو ہے لی اور نہ زیادہ فضیلت چھوڑ دی
الزائدۃ لترك الجماعۃ فی المسجد قال صاحب خلاصتہ وھذا الجواب عن المکتوبات واما نفس الی فوافی
کیونکہ مسجد کی جماعت ترک کی اور خلاصہ کے مصنف نے لکھا ہے کہ یہی جواب فرائض میں جو اور نفس تراویح
فھو مستؤكد علی الاعیان الرجال النساء قوارئھا الخلف عن السلف من لدن انما یخبر رسول اللہ علیہ السلام
تو شخص بیت مذکورہ جو خواہ عورت ہو خواہ مرد رسول اللہ علیہ السلام کے زمانہ سے اس وقت تک پھر اگر لوگوں کو یہ خبر ہو تو انہیں
الی یومنا هذا فلا ینبغی ترکھا والدین علی هذا ما روای ابن النبی علیہ السلام اتحد فی المسجد حجرة
اسیے کو چھوڑنا نہیں چاہیے۔ اور اس پر دلیل وہ روایت ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ میں مناسک کا ایک حجرہ بنایا
من حصیل یصلی فیھا السن وکان یخرج من الحجرة ویصلی التراويح للناس بالجماعۃ فعل ھذا اثلاث
ساکر اس کے اندر سننیں پڑھا کرتے اور ایک حجرہ سے نکل کر لوگوں کو جماعت کے بعد تراویح پڑھا دیتے تھے۔ آپ نے میں رات ایسا ہی کیا
لیال فلما کان فی البیت الرابعۃ اجتمع ناس کثیر حتی غمر المسجد من اھلہ فلما رأی رغبۃ الناس فی دخول الحجر
جب چوتھی رات ہوئی تو اس قدر کثرت سے لوگ جمع ہو گئے کہ مسجد میں چلنے پانے ہی کی وجہ سے لوگوں کی آبی غریب دیکھ کر آپ فرض پڑھ کر
بعد ما صلی الفریضۃ فی الحجر الیہم فان الیابین یطردون خو وجہ غلوائہ ان نام یحجل بعضهم یتنحرون لیسر الیہم
حجرہ میں تشریف لے گئے اور پھر غلے والے لوگ آپ کے آنے کے غلے چلے گئے اور یہ گمان کیا کہ آپ کے آنے کے بعد لوگوں کو رات کا ایک حجرہ بنایا
وبعضہم یصلی بصلوۃ فخرج الیہم فقال ما نزلکم الذی رأیت من صبیحکم حتی غشیت ان یکتس
اور کوئی کتا تھا کہ تارک ہوتا ہے۔ پس آپ باہر نکلے اور فرمایا کہ میں تمھارا یہ شیون برابر دیکھتا رہا ہے کہ تمھارے خوف ہو کہ
علیکم ولو کتب علیکم ما قمتنہ فی فصلو الیھا الناس فی سواک فان افضل صلوۃ المرء فی بیتہ الا بصلوۃ
بغیر فرض نہ ہو جائے اور اگر تشریف نہ بھیجی تو آدمی کو گناہ ہے اور اگر تشریف نہ بھیجی تو آدمی کو گناہ ہے اور اگر تشریف نہ بھیجی تو آدمی کو گناہ ہے

صلوۃ علیہ ولا یجوز ان لا یحتمل لان الکل بمنزلة صلوة واحدة فان فاقته لا تقبی اصلًا
 علیہ نماز سے اور زیادہ صحیح یہ ہو گا کہ اس کی ضرورت نہیں ایسے کہ سب بمنزلہ ایک نماز کے ہے۔ اور اگر قوت ہو جائیں تو مطلقاً تمامین سے
 لا بالجماعۃ ولا بد ولفظ لان القضاء من خواصل الفرض من أصل العشاء وحده فان لم یصل
 جماعت سے نہ بدعت جماعت کے ایسے کو قضا فرض ہی کا قضا ہو اور جس شخص نے عشا کی نماز تنہا پڑھی اس کا جائز ہو کہ
 التراويح پڑھا یا نہ پڑھا اور الجماعۃ فی الفرض لو یصلوا التراويح بالجماعۃ ومن لم یصل التراويح بالجماعۃ
 تراویح پڑھے اور اگر اس کو لوگوں نے فرض میں جماعت مجبور کی تو تراویح جماعت سے نہ پڑھیں اور جسے تراویح امام کے ساتھ ملین پڑھی
 بخیر نہ کہ ان یصلوا لئلا یؤثموا قاصوا التراويح یا ما عین فصل کل امام تسلیماً قال بعضهم یجوز
 اس کا جائز ہو کہ تراویح تنہا پڑھے اور اگر تراویح دو اماموں کے پیچھے پڑھی اور ہر امام کو ایک ایک دو گانہ پڑھا تو جسے کئی ہیں درست ہے
 والعصیان انما یستف فی استحسان یصل کل امام قرویحت فاذا اجاز قامة التراويح یا ما عین
 اور صحیح یہ ہو گا کہ سب کے حکمان پر اور مستحب یہ ہے کہ ہر امام کم از کم ایک ترویج پڑھے جب تراویح کا دو اماموں کے ساتھ
 علی هذا الوجه یجوز ان یصل حدھا الفرض والاخر التراويح ویکبره للامام فی هذا الزمان التطویل
 اس طرح پڑھنا جائز ہوا تو یہ بھی جائز ہے کہ ایک امام فرض پڑھائے اور دوسرا تراویح اور امام کو اس زمانہ میں
 الزائد عن حد اقل السنة فی القراءة ولا ذکر علی وجه یصل للجماعۃ ملل لان ذلك سبب للتنفیذ
 ادنی حد سنت سے زیادہ قرات کو مل دینا اور ذکر کی اتنی دلاوی کہ لوگ گناہیں مکروہ ہو کر یہی جماعت کو کوئی سبب
 عن الجماعۃ والتنفیذ عن الجماعۃ مکروہ ولكن لا یبغی له ان ینقص عن قدر اقل السنة فی القراءۃ
 اور جماعت سے نفرت دلا کر مکروہ ہے۔ لیکن یہ بھی مناسب نہیں کہ سنت کی اوسط مقدار سے قرات
 والتسبیحات للملهم لانهم غم معذوبین فیہ ادنی ما یحصل بہ السنة فی تسبیحات الركوع والسجود
 اور تسبیح میں ان کے مل کے خیال سے کسی کے کوئی گناہ نہیں وہ معذوبین اور کم سے کم جن کی تسبیحات کر کے اور سجدہ میں سنت ادا ہو جائے
 ثلث لقوله علیہ السلام اذا ذکر احدکم فلیقل ثلث مرات سبحان ربی لعظیم وذلك ادنا و
 تین بار۔ کیونکہ نبی علیہ السلام کا ارشاد ہے کہ جو قرات میں تین کوئی کلمہ کرے تو چاہے کچھ تین مرتبہ سبحان ربی اعظم کے اور یہ ادنی مقدار ہو اور
 اذا سجد فلیقل سبحان ربی الا علی ثلث مرات وذلك ادنا والمراد بہ ادنی ما یحصل بہ السنة
 جب سجدہ کرے تو سبحان ربی الا علی تین بار کہو اور یہ بھی اوسط مقدار ہو اور اس کی مراد یہ ہے کہ حصول سنت کی ادنی مقدار سے
 ولذلک بکبره النقص عن الثلث وكذا یكبره للامام التعمیل علی وجه یجوز الجماعۃ عن اکمال اقل
 ہاں یہ تین سے گھٹنا کر مکروہ ہے اور اسی طرح امام کو ایسی جگہ یا بھی مکروہ ہو کہ لوگ کم سے کم مقدار سنت
 السنة فی تسبیحات الركوع والسجود عن اکمال قراءة التشهد بل ینزید الا امام علی لتشهد ویاتی
 مکروہ ہو جو کہ تسبیحات میں پورا کرنے اور قرات و تشهد کی تکمیل سے عاجز رہیں بلکہ امام تشہد پر کچھ زیادہ کرے اور
 بالصلوۃ علی ابی نبی علیہ السلام ان علوانہا لا تشغل عن الجماعۃ وان علم انها تشغل علیہم لا یاتی بها بل
 نبی علیہ السلام پر درود پڑھ کر وہ ایک جگہ جاتا ہو کہ اسے لوگوں پر گران نہ گرنے کا اور اگر یہ جانے کہ یہ درود کچھ گران گذرے گا تو نہ پڑھے بلکہ
 یا ترکھا لکن لا یجوز ان یقتصر فیہا علی قوله اللهم صل علی محمد وعلی آل محمد لانہا وان سکت
 چھوڑ دے لیکن بالکل نہ چھوڑ دے بلکہ اس میں آتا پڑھنے پر اکتفا کرے۔ اللهم صل علی محمد وعلی آل محمد ایسے کہ درود اگرچہ
 سنة عندنا لانہا فرض عندنا فی وجہ القدر یمانی القولان ویکبره للمقتدی ان یقعد فی التراويح
 چار نہ سبب میں سنت ہو کیونکہ امام شافعی کے نزدیک اگر کسی مقتدی کو درود بخوانا چاہیں تو مقتدی کو مکروہ ہو گا کہ تراویح کے وقت بیٹھا رہے
 حتی اذا اراد الاکرام ان یزعم یقوم ویقتدی لان فیہ اظهار التکاسل فی الصلوۃ والتنفیذ
 یہاں تک کہ جب امام رکوع کو پڑھے تو کھڑا ہو کر سب کچھ کر لے لیکن اگر کسی مقتدی کی سستی کا ظاہر کرنا ہو اور نہ مقتدی سے

فالصوم قد جعلوا التواضع عادة لا عبادة يقترب بها إلى الله تعالى على ما شرطه رسول الله عليه السلام
 ان لوگون نے تراویح کو عبادت بنا کر رکھا جو نہ عبادت جس سے قرب الہی حاصل کریں جس شرط کے موافق جو رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے
 فیہا من القراءۃ وغیرہا فتحملون وین صلاتہا خلف امام لا ینزل الکرع والسجود والقنوت والجلسۃ
 قدرت وغیرہ کو تراویح میں شرط کی کہ نہیں ایسے امام بھی نماز پڑھتے ہیں جو پورے صوم کے روح اور جو دور قرم اور جلسہ نہیں کرتا
 ولا ینزل القرآن کما أمر الله به بل هو من غایۃ السرفۃ یقع فی الخجل بل یترک بعض حر ووف الکلمات
 اور قرآن کو صاف صاف جیسا کہ خدا کا حکم جو نہیں پڑھتا بلکہ نہایت جلدی کے سبب بچھے حروف یا حرکات کے رہتا جو کھلا ہوا غلط ہوتا ہے
 حرکاتہا وقد ذکر فیما نزیہ ان الخجل حرام بالاختلاف وقد ذکر فی الفتاوی ان الامام اذا کان لخاص
 اور فتاویٰ کے تراویح میں مذکور ہے کہ غلط پڑھنا بالاختلاف حرام ہے اور تراویح میں مذکور ہے کہ اگر امام غلط ہو تو جو کچھ سنا لے نہیں کہ
 للرجل ان یتراک مسجداً او یمسحاً لی سجدۃ خرقاً لا ینزل الکرع ولا ینزل السجود فصل فی الصلوۃ خلف تنقی
 آدمی اپنی مسجد کو چھو کر
 وقد قال النبی علیہ السلام من صلی خلف عالم تقی کفایتہ صلی خلف منی من الانبیاء وفیہ اشارۃ
 اور نبی علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ جو شخص نماز کے پیچھے نماز پڑھے اُسے
 الی ان لو تزل مسجداً بعد ذلک لیکون انما فکلف لیکون حال الذین ینزلون سجوداً بلا علم بالاعلان فیسجدون
 کہ اگر عذر سے مسجد کو چھو کر نہ تو کھڑے نہ آجائیں گے ان کا کیا حال ہوگا جو بلا علم عذر مسجد جاتا ہے تو دیتے ہیں اور انکی طرف دوتے ہیں
 الی مسجد لیکون فیہ انواع من الانفاق ولا لجان ویطلبون اما لا ینزل الکرع والیسجد ولا ینزل القرآن
 جہاں طرح طرح کے رائل اور غلطی ان ہوئی ہیں اور ایسا امام چاہتے ہیں جو تک طور پر نہ سجدہ نہیں کرتا اور قرآن کو کھڑے کر کے پڑھتا ہے
 بل یمسحون علی من ینزل الکرع والسجود وینزل القرآن وینفرون عنہ ویکونون من الذین الخجل
 بلکہ بیلین ہیں انہوں نے پڑھنا شروع نہیں کر دیا تو کھڑے ہو کر کھڑے ہو کر پڑھنا شروع کر دیا اور ان لوگوں میں شامل نہیں ہوتے
 ویکونون من الذین الخجل ویکونون من الذین الخجل ویکونون من الذین الخجل ویکونون من الذین الخجل
 دین کو نہیں سمجھ لیا تھا اور دیا وہی زندگی کے مذکور ہو گا دلی اور وہ آفت سے قائل ہیں جو پیش کیے سے خارج ہوتے ہیں
 والجلسۃ والطمانینۃ المقدسۃ مقدر تسبیحۃ فیہما لیکون عاصیا مستحقا للعقاب بالانکالان ہذا
 اور جلسہ اور طمانینہ کو چھو کر کسی خطا دونوں میں ایک تسبیح کے برابر مغز ہو تو وہ کھڑا کر عذاب جہنم کا مستحق ہوا ایسے کہ یہ سب
 لا ینتہی عن فرض عندی یوسف والشافعی حتی تطل الصلوۃ یتراکھا وواجب عندنا یحییۃ وھی فی
 چیزیں امام ابو یوسف اور شافعی کے نزدیک ضروری ہیں ان کے کہ ان کے چھوڑنے سے نماز باطل ہو جائے اور امام احمد کے نزدیک
 واین حتی یصل عادیۃ الصلوۃ یتراکھا وافی رایۃ اخری سنۃ وصلی ہذا الروایۃ لیکون تارکھا مستحقا
 ایک روایت میں راجح یہ بیان ہے کہ ان کے چھوڑنے سے نماز صحیح ہے اور دوسری روایت میں کہ ان کے چھوڑنے سے نماز باطل ہے
 للفتات حص مان الشفاعة فیکون من الذین صلی معکم فی حیوۃ الدنیا وھو محسبون انھم یحسبون
 نفل اور شفاعت کو چھوڑ دیا مستحق ہے اور ان لوگوں میں سے ہر گاہ چلی کو بخش دیا میں ان کا کہ ہوئی اور وہ سمجھتے ہیں کہ ہر چھوڑے کام کو اللہ میں
 ضعیف ومن الذین بک الھم من اللہ عالم لیکونوا یحسبون ہ وھذا ھو الحدیث ان المبین الذی اعظمہ ثم
 اور ان لوگوں میں سے جو کہ جنکو خدا کی طرف سے ہوتا پیش آتی جسکا انکو گمان نہ ہوتا تھا اور کما شراہ اور بظانفان ہر چھوڑ
 ان فہما تکتل الذین التنبی علیہا حتی ینصحن من کانتہ انفسہم الی الحق وھما ان تراویح عشرین
 بیان ایک نکتہ ہے جس سے آگاہ کرے خود ہی ہر گاہ کہ جس میں انصاف اور حق کیلئے میلان ہو وہ چھوڑے اور وہ ہر گاہ کہ تراویح میں
 رکعتہ و فی کل رکعتہ قمرۃ جلستہ طمانینۃ صلوۃ فی تراویح کل عھا ثوب فلو ترک ظمانینۃ احدھما لیکون
 کہ جس میں ہر رکعت میں ایک قمرہ اور ایک طمانینہ ہوتے اور ان دونوں میں طمانینہ دیکار ہوتا ہے ایک کہ جو دینا میں ہر گاہ کہ تراویح میں ہر گاہ کہ تراویح میں ہر گاہ کہ تراویح میں

كان مستحباً ومن كان غير محتاج إليه يستحب له أن يأكل شيئاً يسيراً ولو ثمرة أو تيناً أو سقياً ماء
 سقياً وركباً أو جرساً أو كذا من غير أن يركب سقياً أو كذا من غير أن يركب سقياً أو كذا من غير أن يركب سقياً
 عماراً يستحب أن يركب سقياً أو كذا من غير أن يركب سقياً أو كذا من غير أن يركب سقياً
 رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: من كان في صلاة أو ركعتين أو ركعة واحدة أو ركعة واحدة أو ركعة واحدة
 قال ثلث من أخلاق المسلمين تعجيل الإفطار وتأخير السجود والسؤال فإن قيل كيف يكون تأخير السجود
 فماذا كان من غير أن يركب سقياً أو كذا من غير أن يركب سقياً أو كذا من غير أن يركب سقياً
 من أخلاق المسلمين وهو مخصوص بأهل بلدنا فالجواب أن المراد به الإكالة الثانية فإنها كانت تجوز
 بغير أن يركب سقياً أو كذا من غير أن يركب سقياً أو كذا من غير أن يركب سقياً
 مجزئ السجود في حقه وفي حديث آخر أن عليه السلام قال لا يزال متى يجزئ آخر السجود ويجزئ
 بركعة سجدة واحدة أو ركعة واحدة من غير أن يركب سقياً أو كذا من غير أن يركب سقياً
 الفطر لكن ينبغي أن لا يؤخر على وجه يقيم الشك أو على وجه يزيل الشك في طلوع الفجر فلا فضل له
 لكن اتفقوا على أن لا يؤخر على وجه يزيل الشك أو على وجه يزيل الشك في طلوع الفجر فلا فضل له
 أن يترك الأكل تخيراً عن الوقوع في الحرم ولو أكل قصوه تام لأن الأصل بقاء الليل لا يخرج بالثبوت وهو
 كحكم من يتناول من غير أن يركب سقياً أو كذا من غير أن يركب سقياً أو كذا من غير أن يركب سقياً
 عن الإيجاف أن لو كان في موضع يثبت له الفجر لا يثبت له الشك ولو كان في موضع لا يثبت فيه
 عدمه أو حقيقته كرواية أحمد أن الأكل في مقامه هو ما من غير أن يركب سقياً أو كذا من غير أن يركب سقياً
 الفجر وكانت الليلة مقرونة أو متعينة أو كان بمصر علة تكون مسبقة في الأكل مع الشك لقوله عليه السلام
 فحينئذ هو في ما لا يثبت في وقت الفجر من غير أن يركب سقياً أو كذا من غير أن يركب سقياً
 ومع ما يثبت أن لا يؤخر عن الأكل ولو كان في مكان لا يثبت فيه الفجر فلا احتياط فيه أن يقضى ذلك اليوم
 شك من ذلك في وقت الفجر من غير أن يركب سقياً أو كذا من غير أن يركب سقياً أو كذا من غير أن يركب سقياً
 علماً بما لا يثبت في وقت الفجر من غير أن يركب سقياً أو كذا من غير أن يركب سقياً أو كذا من غير أن يركب سقياً
 كذا من غير أن يركب سقياً أو كذا من غير أن يركب سقياً أو كذا من غير أن يركب سقياً
 لأن اليقين لا يزال إلا مثله والأصل بقاء الليل وظهور الفجر كذا من غير أن يركب سقياً أو كذا من غير أن يركب سقياً
 السجدة كذا من غير أن يركب سقياً أو كذا من غير أن يركب سقياً أو كذا من غير أن يركب سقياً
 كفارة عليه لا ينبغي أن يؤخر عن الإفطار الذي هو بقاء الليل هذا كله حكم التمسك وأما الإفطار
 كفارة السجدة كذا من غير أن يركب سقياً أو كذا من غير أن يركب سقياً أو كذا من غير أن يركب سقياً
 فيستحب تعجيله قبل طلوع الفجر لما روي عن سهل بن سعد أنه سئل عن رجل صلى صلاة ثم نسي أن يفطر
 سراً من غير أن يركب سقياً أو كذا من غير أن يركب سقياً أو كذا من غير أن يركب سقياً
 غير ما جعلوا الفطر يعني أن الناس ما داموا يحفظون هذه الحصة يكونون عليها وإذا تركوها
 أفطار من غير أن يركب سقياً أو كذا من غير أن يركب سقياً أو كذا من غير أن يركب سقياً
 ينقص خبرهم فإن السنة أن يجعلوا الإفطار قبل الصلوة إذا تحقق غروب الشمس لأن أهل الكتاب
 قرأوا بمطالعته في السنة من غير أن يركب سقياً أو كذا من غير أن يركب سقياً أو كذا من غير أن يركب سقياً
 كانوا يؤخرون الإفطار إلى وقت الفجر ثم صار في بلدنا شعاعاً لا أهل البدعة ومنهم من يؤخر
 الإفطار من سنته في بعض بلدانهم كذا من غير أن يركب سقياً أو كذا من غير أن يركب سقياً

فی بیان فی الامتحان وطلب العلم الخ

لا یصلح حال تشمس بل یخرج فی وقت یمكنه ان یأتی لجماع ویصلی أربع رکعات قبل الاذان لئلا یسبى بدی
 لؤ کتاب وعلی ما انتظره کرسے بلکریسے وقت نکلے جامع مسجد میں اگر چار رکعتیں اس اذان سے پہلے جو میرے سامنے ہوتی ہے پڑھ سکے
 المنبر و فی وقت ست رکعات نخبہ المسجید أربع سنه و بعد الجمعة یکتب بقدر ما یصلی أربع
 اور ایک روایت میں ہے کہ چار رکعتیں دور کتبہ المسجید اور چار رکعتیں اور بعد جمعہ کے چار رکعتیں یا چار رکعتیں پڑھ سکے مقدار
 رکعات اوست رکعات علی حسب اختلاف ولا یحیاء الوارثة فی المناقاة بعد الجمعة ولا یکتب الاثر من ذلك
 ان احادیث کے اختلاف کے موافق جو بعد جمعہ کے نفلوں کے بارہ میں وارو ہیں اور اس سے زیادہ نہ ٹھہرے
 وان کلت لا یضرة ولو یوما و ليلة لكن لا یستحب له ذلك ولا یخرج لجماعة المریض لا یصلو الصلاة الجذارة ولا
 اور اگر دیر لگائے گا تو کچھ منہ کھدھی نہیں ہو اگر چہ ایک دن رات ہو لیکن یہ اس کو مستحب نہیں اور اگر کسی کے لیے نہ لگے اور نہ کا جادہ کھلو اور نہ
 الاداء الشهادة وهذا کله قول لا یجوز لان الخ و من المسجید لاعد و لوساعة یقبل الاعتكاف عند
 گواہی دینے کے لیے اسے امام ابو یوسف کے قول میں اس واسطے کہ بلا عذر سمجھئے لیکن اگر چہ ایک ساعت ہو ان کے نزدیک اعتکاف فاسد رکھتا ہے
 وهو الا قیس لان الخروج فی اللبث و ما فی الشئ یتقوی فی القلیل الکثرة کلا کل فی الصوم والحدیث
 اور یہی قرین قیاس بھی ہے کہ چونکہ نفل کے معانی ہیں اور جو کچھ کسی کے عکات ہو اس میں حد و ثابت سب پر مجبوری نہ کہ کلام اللہ
 فی المطهارة و کذا اذا خرج ساعة بعد المرض یبطل لان الخ و من بعد بل المرض من حیث انه لا یبلغ قوعه
 میں حدت اور اس طرح اگر ایک ساعت بیماری کو عذر نہ لگے تو بھی اعتکات باطل ہو جائیگا اس پر بیماری کو عذر نہ لگنا اس خیال کو کہ یہ بھی کہیں ہوتا ہے
 لو یکب مستقی عن الایجاب فصا کرانه خرج من غیره لانه لا یأثم بالخروج بعد المرض لکن اذا خرج بغیر
 و جب سے مستقی نہیں ہوگا تو کو باطل عذر باہر نکل آیا نیک رہتا ہے کہ بیماری کے عذر سے نکلنے میں ٹھکرا نہیں ہوتا اور ایسی ہی اگر
 عذر فاسبیا یبطل اعتکاف و کذا اذا انعم المسجید انتقل من مسجداً اخر او اخرجه السلطان کرها او اخرج
 بلا عذر قبول کر نکل گئے تو عکات باطل ہو جائیگا اور ایسے ہی اگر مسجد گرے اور مستطاف در مسجد میں نکل جائے یا ایک ملک میں بدستور اللہ باقرض غواہ
 الغریم او خرج هو حبسه الغریم ساعة یبطل اعتکاف و قال لا یفسد ما خرج الاثر من نصف يوم او
 نکال دے یا وہ خود نکلا اور قرض غواہ اگر ایک ساعت یا کچھ عکات باطل ہو جائیگا اور ما جہن میں کتبے میں باطل ہو جائیگا جب تک اسے عذر نہ زیادہ نکلا نہ ہے یہ
 وسیع للناس لولا ان لم یمن الخ و من لا قاعة حوا جمعهم فلولو لم یج القلیل منه لو تعوا فی الخ و لا یخرج فی الکثیر
 اے لوگوں کو بہت گناہیں گناہیں اگرچہ کوئی اپنے ضروری کاروبار کے کوئی نکلا ضروری ہو لیکن اگر ضروری است براج ضروری ضروری میں پڑے اور کچھ
 الذی هو اکثر من نصف يوم و یجوز للمعتکف ان یأکل بشرط یتام و یتدبر و یتقوی فی المسجید من غیر اعتکاف
 ایسے آدمی سے زیادہ میں کوئی سختی نہیں ہے اور مستطاف کو جائز ہے کہ مسجد کے اندر کھائے اور پیے اور خرید و فروخت کرے یا اس کے مسجد میں بیٹھا
 السلة فی قال بعض العلماء المارودة کلا بد منه کالطعام و نحوه و اما اذا لم یکن یحتاج فیہ بائکره له
 اسباب لاکر کے بیٹھے کھائے ہیں اس سے ضروری اور ہیں جیسے کھانا وغیرہ اور اگر مستطاف مسجد کو دکھانا مانا جاوے تو یہ کدو ہے
 ذلك قال الزیلعی وهذا صحیح لا منقطع الی الله تعالی فلا یبغی لمار یشغل فیہ بائکره له
 زبلی کہتا ہے کہ یہ قول صحیح ہے کیونکہ وہ سب سے گناہ ہے اگر کھائے ہو گناہ جیسا ہے تو بے لائق نہیں کہ مسجد کے اندر کوئی بیٹھا ہو اور میں مشغول ہو
 ویکلی الہ الصمت والمراد صمت یعقده عبادة وهو منعی عنه لکونه شریعة منسوخة و لا یلزم
 اور مستطاف کو خاموش رہنا ضروری ہے اور اس سے وہ خاموشی مراد ہے جو عبادت سمجھ کر اور یہ منہ سے بے کلامی کے طریقہ منسوخ ہے اور
 قراءة القرآن والحديث و علم الدین وسیر الدین قصص الانبیاء و حکایا الصالحین کتابا موالدین
 قرآن کی تلاوت اور حدیث اور علم دین اور سیرت نبوی اور صالحین کی حکایتوں اور امور دینی کے لکھے پڑھنے کا مشغول رہنے
 واما التکلم بما لیس من غیر فان مکروه لغیر المعتکف غیر المسجود فما ظنک المعتکف فی المسجود و غیر علیہ
 اور نفلوں یا کتبے سے کھانا تو بغیر اعتکات کے مسجد سے باہر بھی کر دے یا ایک مسجد کے اندر مستطاف کے لیے اور اس پر بھی ہریش حرام ہے

انما یكون بذیادۃ الاحمال الصالحات فیہا فمن عجز عنہا قال حوالہ فی التغلیط ان یحضر زعماء یوم علیہم ویکبرہ
 موت انہم تک اعمال کی زیادتی سے اور جو اس سے عاجز ہو تو یہ کہنے کی تعلیم حالت یہ ہو کہ ان امور سے اجتناب کرے جو اس پر حرام اور مکروہ ہیں
 لہ فی تراتل البدع طائفتان منہما من المتخیات وکثیر من الناس فی بعض ہذہ الامور ان فقد
 پس تمام بدعتیں اور بدعتیں یہ ہیں کہ ان اوقات میں دنیا میں منوعات میں سے سب ترک کر دے اور اس لئے کہ اکثر لوگوں نے
 اخذوا ضد هذا المعنی حیث كانوا یسارعون فی ايام العیدین ولیا یبھا الی اللہ واللعب وغیرہا من انواع
 اس کے برخلاف اختیار کیا ہو کہ وہ اہم عیدین اور اہم راتوں میں لو صل و غیرہ طرح طرح کے شغل ہوں کہ عفت
 السبب ان بعضهم بالمشاہدۃ وبعضہ بالمشاہدۃ الواحدۃ عشر اشیا من الضرب علی
 دوشے ہیں یعنی تھوڑے تھوڑے اور بعضے کا شغل دیگر حال آکر ایک گناہ کی دس مغربیں ہیں اس بیان کے موافق
 ما ذکرہ الفقہ ابو الدیث فی تنبیہ الغافلین الاول سخط خالقہ عجا فہذا امر لا یؤاتی فیہ بل یسئل الذی
 فقہ ابو الدیث نے فقہ الغافلین میں کیا ہے اول اپنے خالق کو ناراض کرنا اس کے حکم کے خلاف کر دے دوسرے ابلیس کا خوش کرنا جو
 ہو وہ وعدہ اللہ تعالیٰ والٹالت بعد کا من لجنۃ والرابع قربہ من جمیع الناس حقا من ہو
 اسکا اور خدا کا دشمن ہے تیسرے بہت سے اسکی دوری جو ہے دوزخ سے نزدیک
 صاحب لیہ وہو نفسہ والسادس تجیس نفسہ التي جعلہا اللہ تعالیٰ ظاہرہ والسابع ابداء العظائم الذین
 سب سے زیادہ اسکا محبوب ہے اور وہ اپنی جان کا پال کرنا جسکو اللہ تعالیٰ نے پاک پیدا کیا جو ساتویں عافیتوں کا انکار دینا
 لا یؤذونہ والٹامن احزان النبی علیہ السلام فی قادیان والٹاسع شہد لا یرض اللہ ان یسئل علی نفسہ
 جو اسکو ایذا نہیں دیتے آٹھویں بھی مصلیٰ شری علیہ وسلم کو تبرکات میں غلین کرنا دہویں زمین اور رات دن کو اپنی برائی پر گواہ بنانا
 والٹاشرخا نتمہ لجمیع الخلائق لان المطیع بالذنب فاذا کان حال من فعل سیئۃ واحد تھا فاذا کان
 دسویں تمام عالم کی بدخواہی کیونکہ گناہوں کی شامت سے بارش کم ہوتی ہے پس جب ایک گناہ کرنے والے کا یہ حال ہو تو اس شخص کا
 حال من یفعل فنوناً من السیئات کسباً وھذہ الامام المسکرات مع ان الخطیئۃ عینا دون علی المناہی ویرفعون
 کیا حال ہوگا جو ہر طرح کے گناہ کرتا رہتا ہے خاص کر ان مبارک دنوں میں باوجودیکہ داخل لوگ نہیں ہوں پر بنا دی کرتے ہیں اور کہتے ہیں
 لیس للعید لمن لیس لجد بل ما العید لمن اتق العید لیس لعید لمن اتق العید اما العید لیس لعید لمن اتق العید
 کہ عید اسکی نہیں جو ہے عید تو کسی کے عید ہوتا ہے عید تو کسی کی عید ہوتا ہے عید تو کسی کی عید ہوتا ہے
 لا یعید لیس لعید لمن اتق العید اما العید لمن اتق العید لیس لعید لمن اتق العید اما العید لیس لعید لمن اتق العید
 پھر تو نے عید اسکی نہیں جو دنیا کی لذت سے راستہ ہو عید تو کسی کی عید ہوتا ہے عید تو کسی کی عید ہوتا ہے
 اما العید لمن اتق العید لیس لعید لمن اتق العید اما العید لیس لعید لمن اتق العید اما العید لیس لعید لمن اتق العید
 عید تو کسی کی ہے جسے گناہ چھوڑ دے عید اسکی نہیں جو عید اسکی ہے عید تو کسی کی عید ہوتا ہے عید تو کسی کی عید ہوتا ہے
 استمع الملامی مصعبوا محلوں علیہا فسق والتلذذ بها کفر وروی انہ علیہ السلام ادخل صعبی وادخل
 کہ علی کا شغلنا صعبیت اور اذان کا شغلنا ہر قسم کی کفر اور عبادت ہو کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سلم نے لایا کہ اذان شکر کا دن میں
 عند سماعہ وہم یسمعون اصوات الذلک الکلمات ولا یلقون البہا بل یدعون الاسلام وینعون اللہ وینعون اللہ وینعون اللہ
 ام نکلیں گے فی عین اور یہ لوگ اس قسم کے کلمات کو سنتے ہیں اور اسکی کچھ پروا نہیں کرتے کہ اسلام اور اللہ اور اللہ کی عبادت کا دعویٰ کرتے ہیں
 ومع هذا یحکفون فیہا فی الامور والنواہی فیکون الحال مشکلا والحکم لیس اھل من اھل
 اور باوجود اسکے تمام امور و ذرائع میں اللہ و رسول کے خلاف کیے جاتے ہیں یہ مشکل بات ہے اور حاکم وقت اس عمر کے منوعات کو
 تطلق المنہجیات ولا یمنون شیئا منہا بل یساعون فیہا فمن کان باکیا فلیک علی الاسلام وغیرہ
 دیکھتے ہیں اور کسی بات کو منہ نہیں کرنے بلکہ اوہمیں اور مدد دیتے ہیں اس پر روئے تو چاہیے کہ اسلام اور اسکی غربت پر روئے

عن حاجته لا اصلية ولا يعتبر فيه وصف الخفاء فمن كانت له دار لا يسكنها فليس جوارها ولا يلحقها اعتبار
 حاجت اصل سے زیادہ اور برتر ہے اور وصف میں متغیر نہیں ہے پس ایک گھر جو کہ جس میں رہنا نہیں کہیں ہو دیکھا ہو یا نہ دیکھا ہو غرض کہ اس میں اصل
 قیمتہا فی الغنی کا اذان اس کے اوصاف عن سکنها و غنی یعبر قیمتہا فی الغنی ان مکان من اعتبار لا اصلية
 قیمت متبرہوں کی اور ایسے ہی اگر اس میں رہتا ہو اور سکونت کو کوئی طبقہ خاص ہو تو اس خاصہ کی قیمت اس اعتبار میں جبر ہوگی کہ اس میں اصل سے برتر ہوگی
 لا بد ان لو كان مشغولاً بها لكان ما سمعنا جوارها في الدار وقد يقع الحاجة اليه في وقت من الأوقات
 ضرورت اس کے برائے ہو تو اس کو حاجت ہوگی کیونکہ کوئی مال نہیں جسکی حاجت کسی نہ کسی وقت سے ہوتی ہو
 لو كان في دار بكرة واشتري قطعة أرض مما ألقى درهمين في داره لا يسكنها فغنيها كمالها فاضل في حاجته
 اگر کسی کے گھر میں رہتا ہو اور ایک قطعہ زمین کا دو سو درہم کو ملے کر وہ گھر کے لیے گھر چلا تو اس گھر کی وجہ سے غنی ہوگا کیونکہ اس کی حاجت
 الخاوية في دارها يحتاج اليها في المستقبل فمن كان له دار فيها بيتان صيفي وشتوي لا يكون بها غنيا
 صاف نہ ہو اسکی حاجت تو زیادہ آئندہ میں ہوگی اور اس کے مکان میں دو قطعہ ہوں ایک گرمی کا اور ایک جڑے کا تو اس سے غنی نہیں ہوگا
 ولو كان فيها ثلثة بيوت يعبر بقيمة الثلث في الغني فحاصل الثياب لا يكون غنيا بثلاث دسجات
 اور اگر اس مکان میں تین قطعہ ہوں تو پھر کی قیمت غنا میں اہمیت ہر کی جائے گی اور اگر تین کا مالک میں جڑے کے لیے سے غنی نہیں ہوگا
 احد له الكبدلة والثانية للحنطة والثالثة للجمع ولا عياد وكن بالفراشين واما زاد على
 ایک روڑہ کا اور دوسرا کمرے کے وقت کا اور تیسرا جمع اور عیاد کے وقت کا اور ایسے ہی اگر دو گھروں سے اور
 الدسجات الثلث من الثياب وعلى الفراشين يعبر بقيمة في الغني والغاني بقوتين لا يكون
 تین جڑوں اور دو بیچہ روڑوں سے جڑ زیادہ ہوگا وہ غنی ہوئے میں اسکی قیمت اعتبار کیا جائیگی اور غازی دو گھروں سے
 غنيا وان كان له ثلثة افراس يعبر بقيمة احدى ما في الغني واما زاد على الواحد من الدواب الغنم والغاوي
 غنی نہیں ہوگا اور اگر کسی کے تین گھروں ہوں تو ایک کی قیمت غنی ہونے میں اعتبار کیا جائیگا اور ایک جو باہر سے جڑا ہوگا قازی کے جڑا دے کے لیے
 فوسكان احوال الدواب وان غنم واحد الخادم الواحد يعبر بقيمة في الغني وكذا كتب لنفسه الواحد
 گھر زاد ہو یا نہ گھر میں گھنٹے کے لیے یا اور کوئی ایک خاصہ سے زیادہ ہو تو غنی ہونے کے لیے اس کی قیمت متبرہ ہوگی اور ایسے ہی اگر کسی کے
 والفقه لاهله مكراد على نصف واحد ومن رواية واحد يعبر بقيمة في الغني وكن اسما نراد
 اور فقہ کی کتاب میں اسکی اہل کے لیے گھر ایک ایک نسبت سے زیادہ ہو ایک ذات میں غنی ہونے میں اسکی قیمت متبرہ ہوگی اور ایسے ہی جو
 على الواحد من المصاحف من يحسن القراءة يعبر بقيمة في الغني والبرع بشورين والتمه المحراتين
 ایک قرآن سے زیادہ قاری کے پاس جو غنا کے باب میں عملی قیمت متبرہ ہے اور کسان دو دویلوں اور کھیتی کے آلات سے
 لا يكون غنيا وان كان له ثلثة ثبيلان يعبر بقيمة احد ما في الغني والقيمة الواحد يعبر بقيمة في الغني
 غنی نہیں ہوتا اور اگر تین بیل ہوں تو ایک کی قیمت غنا میں متبرہ ہوگی اور ایک گھنے کی قیمت غنا میں متبرہ ہوگی
 وانما اذا كان له حطبة او لم يعبر بقيمة في الغني وكذا الفضا اذا كان له اثنان او صابون يعبر
 اور طان پر کے پاس اگر گریوں یا گے جو تو انکی قیمت غنا میں متبرہ ہوگی اور اسطو وھوئی اگر کسی کے پاس اثنان یا صابون جو تو
 قيمته في الغني ومن كان له قوت سنتين او كسبا كافيه كلام والظاهر ان لا يعبر في الغني كذا في جليل
 غنا میں قیمت اسکی اعتبار کیا جائیگا اور اسکی پاس کمال کا مال ہو تو اسکی قیمت صاحب کے بارے میں تو نہیں ہوگی اور ظاہر یہ کہ غنی میں اسکی قاضی خان نے
 في ثمانية وثلاثمائة اذا كانت لها جواهر لآل تلبسها في الاعياد وتزین بها كل زوج يعبر بقيمة ما في الغني
 اپنے قاضی خان نے لکھا ہے کہ اگر اسکی جہیز کی قیمت جو اس کے ہونے کے روز پہننے کے روز اور عید کے روز پہننے کے روز غنا میں اسکی قیمت متبرہ ہوگی اور اسکی
 ان كانت لها دار تسكن فيها كزوجها يعبر بقيمة في الغني في الزوجه على ان لا تسكن في بيتها انما
 اگر عورت کی ملک میں گھر ہو جس میں اپنے خاوند کے ساتھ رہتی ہو اس گھر کی قیمت غنا میں متبرہ ہوگی اگر خاوند گھر دینے کی قیمت دیکھتا ہو اور اس کا صاحب

حرمة اخذ الزکوٰۃ وجوب صدقة الفطر ولا خبیة لان النقص علی ثلاث واثبت غنی یحرم علیه السؤال اخذ الزکوٰۃ لیس فی حرمة اور صدقة فطر اور خر بائی کا وجوب متعلق جو کیونکر غنی تین قسم کے ہیں ایک وہ غنی جس پر سوال کرنا اور الصدقة واجب علیہ صدقة الفطر والا خبیة والزکوٰۃ وهو من یملك نصبا یا کمالا یا مایا وغنی یحرم علیه صدقة لینا حرما ہو اور اس پر صدقة فطر اور قربانی اور زکوٰۃ واجب ہو اور یہ وہ جو پوری نصاب مایا کا مالک ہو اور ایک وہ غنی ہے جس پر سوال اور اخذ الصدقة واجب علیہ صدقة الفطر والا خبیة وهو من یملك ما قیمته نصاب سوال اور صدقة لینا حرما ہو اور صدقة فطر اور قربانی واجب ہو زکوٰۃ اور یہ وہ جو ایسی چیز کا مالک ہو جسکی قیمت نصاب کے برابر ہو من غیلان لو کون فی عام وغنی یحرم علیه السؤال اخذ الصدقة ولا یجب علیه شیء مما یرکرون دون اس کے کہ آئین نمو ہو اور ایک وہ غنی جو جس کو سوال تو حرام ہے نہ کہ صدقة لینا اور من صدقة الفطر والا خبیة والزکوٰۃ وهو من یملك قوت یومہ وکیسار عونه تفر الواجب عند ذلک صدقة فطر اور قربانی اور زکوٰۃ چکا ذکر ہوا پہلے واجب نہیں اور یہ وہ جو ایک دفعہ کے لئے مال کا مالک ہو اور مالکی ہاں غریب بین نصف صاع من بولہ وصاع من نملہ وشیعیر لصاع مایسع فیہ الذر اربعون درہم وکھوصاع عصفیر بیون کا آدھا صاع واجب ہو یا پھر اصل چھ درہم کا صاع وہ جو بیون ایک ہزار جالیس درہم سا جا بین بیع حضرت عمرؓ والدہ وکان قد فنی اخرجه النجاشی ولذلک می عجبا جیاء لکما ہذا نہ کان صاع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور یہ کہ ہر گاہ تھا اور حجاج نے کہا لا انا اسی بیع صاع مجاہی اسکا نام ہوا۔ اور ظاہر یون پر کہ یہ صاع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا تھا اذ کان عمرؓ لا یخالفہ فی شیء فذا اذا عطی صدقة الفطر اصاع واولا عطیھا بالونین یجوز ان یمکن ان یقلل من کثیر کیونکہ حضرت عمرؓ کسی باب میں آپ کی مخالفت نہیں کرتے تھے یہ جب ہے کہ صدقہ فطر صاع کو آپ کو اس اور صدقہ فطر کو کسی جانی پر کہہ کر اصاع لہا کان بالونین حاز لا اعطاک بالونین والزبیر بن حنیفہ کا لہو وعندهما کا لشعیر عذو کس کا صاع کا اذ جب صدقہ فطر کے لئے قرآن مجید میں ہدی سے جائز ہو اور سورہ انعام الیہ حنیفہ کے نزدیک کیونکہ کے مثل جو اور حنیفہ کے نزدیک کیونکہ کی طرح اور الجامع الصغیر ان دقیق البرہ سوبقہ کلہا الا ان العلماء قالوا الاولی ان یباع فیما القدر والقیمۃ احتیاطا جائع صغیر من درہم جو کہ ہر گاہ آٹھ اور ایک سو تیسوں کے مثل ہیں لکن ہمارے یہاں کیونکہ اکثر یہ کہہ کر کہ یہی نذرہ اہمیت دونوں کا کیا کر جائے اعتقاداً لضعف آثار الراجحۃ فیہا والمصنف الخیر للقیمۃ ولا یباع فیہ القدر اذ لم یورد فیہ اثرو ولا صل فی ہذا ان حدیثین کے ضعف کی وجہ سے اس باب میں انہی دونوں میں محبت کا اعتبار جو اہمیت ان کے رعات میں ہوا ہے کہ اس باب میں کوئی حدیث نہیں آئی البادلان ما ہو منصوص علیہ لا یعتد فیہ للقیمۃ وانما یعتد فیہ القدر حتی لو اذی مکان نصف صاع ہے اور کا وہ صدقہ فطر میں ہو کہ آئین قیمت کا اعتبار نہیں بیان کیونکہ اگر کسی نے کیونکہ کے آٹھ صاع کی جگہ آدھا صاع بونصف صاع من تموا یجوز ان کان قیمتہ القدر اکثر من قیمتہ البولہ واما کلیتہا منصوص علیہ فانما یلحق چھ درہم کا ادا کر دیا تو جائز نہیں ہو کہ اگر چھ درہم کی قیمت کیونکہ سے بہت زیادہ ہو اور جو چیز مزارعہ مذکور نہیں تو وہ قیمت کے اعتبار سے فالمنصوص علیہ باعتبار القیمۃ لا بالقدر حتی ان یوسف ان الذی یولی من البولہ کیونکہ اقرب المقصود اس کے ساتھ کہ ذی بانی ہو چکا مزارعہ کی جو نہ کہ قلعہ کے اعتبار سے بلکہ جو حق سے روایت ہو کہ مال کیونکہ کیونکہ کے مقصود سے زیادہ قریب ہے والد اہل ولی من اکل لکونہ اذ فیہ الحاکمۃ وعلم الکف الغنی ان یجوز ما ذکر من القدر والقیمۃ اور نقد سے کہہ کر کہ اس سے ما بین خوب پوری ہوتی ہیں اور مکلف غنی پر لازم ہو کہ اس الزادہ یا قیمت کو جسا ذکر ہوا

عن نفسه عن ولده الصغیر کلہا کان او انشی ان لم یکن الصغیر مال حتی لو کان الصغیر مال بؤدہ اپنی طرف سے اور اپنی اولاد یا بیع کی طرف سے اور کا ہو یا لڑکی ادا کر کے لکھ کر بیع کی ملک میں مال خریدیاں ان کے مال کے باس مل ہوتے عنہ الوہ او صبیہ من ملکہ ولا یجب علیہ صدقۃ لکہ وان کان فی عیالہ ولا صدقة زوجت اکل طرف سے اسکا باپ یا کسی کے اہل میں سے ادا کر دے اور اولاد یا بیع کی طرف سے صدقہ فطر نہیں ہر گاہ کہ عیال میں سے اور نہ جو مال کا نظر ہو

یا نحوہ الی المصلی من الغد اما التاخییر فبیر عذر فلا یجوز ان حد یحذر من اصلوہ بعد الغد
 ثم عید کما جائے گا علم فرما یا اور طہر عذر تاخیر جائز نہیں ہو اور اگر ایسا کوئی عذر پیش آگیا کہ اس کے دن بھی نماز سے مانع ہوا
 لا یصلی بعد الان لا صلا فی ہذا لا یصلی فی الیوم الثاني فیضا لکون یوم الفطر واجباً لکن قد ورد الحدیث
 قویہ اس کے بعد نماز پڑھیں کیونکہ اصل میں یہی تھا کہ اس کے دن بھی نماز پڑھیں کیونکہ فرائض ہیں جو لیکن حدیث میں
 بکتاخییر الی الیوم الثاني عن الحدیث فی فی ما ورواہ علی قضیۃ القیاس ثم ینبغ ان یعلم ان روایت
 عذر کے وقت دوسرے دن تک تاخیر کی گئی ہے سو اس کے مابین مقتضائے قیاس پر باقی رہے گا پھر جائز ہے کہ
 الحلال وان کان سبباً لوجوب الصوم والفطر لقوله علیہ السلام صوموا لرؤیتہ وافطروا
 یاخذوا فیہا اگرچہ روزہ اور افطار کے وجوب کا سبب ہے یہی طریقہ اسلام کے اصل بنیاد سے کہ روزہ رکھو یا عید کیسے اور افطار کرو
 لرؤیتہ لکن العمل بہ لا یلزم الا بعد قضاء القاضی لہذا یلزم المراجعة الیہ ثم انہ اذا کان فی السماء
 چاند نہ ہو لیکن اس حدیث پر بلا حکر قاضی کے عمل واجب نہیں اس لیے قاضی کے پاس ممانعت ہی ہے پھر کہو کہ اگر آسمان
 علیہ سواہ کان غیماً او دخاناً او غباراً او غحاً لک لا یقبل فی ہلال الفطر الا شہادۃ رجلین
 صحت ہو خواہ ان پر یا دو حوا یا دو غبار یا غح یا غح اس کے تو ہلال نہیں گرا ہی مقبول نہیں ہاں مگر دوسروں
 اور جملہ اہل بیت کے اذیت فریقہ العبدی شہادۃ رجلین والحدیث وفظ الشہادۃ لا یقبل فی ہلال الفطر الا شہادۃ رجلین
 یا ایک مرد اور دو عورتوں کی اور جیسے یہ حد امین شرط ہے اس کی نادر یا اور علول ہوتا اور لفظ شہادۃ بھی فطر کے دن ہی کے اعتبار سے ہوتی ہے پھر اس کی
 ینتفعون بہ فیثبت بمکلیت بہ سائر حقوقہم بخلاف ہلال رمضان فان المتعلق بحق الشہادۃ وهو
 اس حق کے لئے نہیں لہذا کسی دلیل پر ثابت ہوگا جس کا کوئی حق ثابت ہو تو میں رمضان کے ہلال رمضان کے ہلال کے حق میں شہادت کے لئے ضروری ہے اور وہ
 الصوم فیکفی فیہ بخلاف الحد لحد لکان او عیداً ذکر لکان وافق ما اذا الحین السماء علیہ فلا یقبل
 روزہ جو میں سے ایک شخص ہلال کی خبر دے تو کافی ہو اگر وہ یا عید ہو یا شہادت ہاں اگر آسمان میں کوئی خرابی ہو تو اب
 شہادۃ الواحد فی ہلال رمضان لا شہادۃ الاثنین فی ہلال الفطر لہذا یقبل شہادۃ رجلین فی ہلال الفطر لہذا یقبل شہادۃ رجلین
 کا ہوا ایک شخص کی شہادت کا زمانہ میں مقبول نہیں اور نہ گواہی دہنے کی عہد الفطر کے زمانہ میں اب جماعت کی گواہی قبول ہوگی جس کے بقول کے لئے
 واختلاف اقوالہم فذلک لا یقبل الا من اهل محلۃ وقیل لا بد من خمسين رجلاً عن محمد لا بد من یوم التاخییر
 اور اس کے مقدار میں اختلاف ہے بعض کہتے ہیں ضروری کہ ایک محلہ والے ہوں اور بعض کہتے ہیں پچاس مرد ہونا چاہیے اور امام محمد نے روایت ہے کہ
 من کل جادوا فی الصبح ان مفعول ان اهل محاکم لان المراد بالحد لکان اصل جنہم العمل الشرعی لموجب
 ہر طرف سے خبر کا نام ہے ضروری اور صحیح ہے کہ اس کا حال عام کر کے ہر جو کو جو طہرے اور جو ایک نرسے حاصل ہو طہرے میں جو عمل واجب کرنے
 للعلم وهو غلۃ الظن لا العلم بحضۃ التیقن من رأی ہلال الفطر وحده وشہادۃ عند القاضی ولم یقبل
 یعنی ظن غالب علم یقینی مراد نہیں اور اگر کسی عید کا چاند اس کے دیکھا اور قاضی کے مدبر ہو گیا ہی دیکھا اور اس کی
 شہادۃ فانه یصوم ولا یفطر وان افطر یقضہ ولا کفارۃ علیہ لورأی الامام ہلال الفطر وحده لا یفطر
 کوئی مقبول ہو تو وہ کو روزہ رکھ اور افطار نہ کرے اور اگر انھار کیا تو قصار کو اور اس پر کفارہ نہیں اور اگر اس نے فطر نامہ سے عید کا چاند دیکھا تو افطار نہ کرے
 ولا یخرج لصلوۃ العید ومن رأی ہلال الفطر وقت الصبح فظن القضاء علیہ الصوم فافطر لہذا یفطر
 اور نہ عید کی نماز کو جائے اور اگر کسی نے عید کا چاند عصر کے وقت دیکھا تو کیا کفارت روزہ کی تاہم کوئی اور ہندو افطار والا محضین جو کہ باہر
 فی وجوب کفارۃ والا کثر علی الوجوب وان اهل بلدۃ رأوا ہلال رمضان صاموا تسعۃ وعشرون یوماً
 جو عید کفارہ کے اختلاف ہے اکثر نے کفارہ واجب بتائے ہیں اور اگر ایک شہر والوں نے رمضان کا چاند دیکھا تو انیس روزہ رکھے
 فتصح جماعة عند القاضی فی الیوم التاسع والعشرون ان اهل بلدۃ رأوا ہلال رمضان قبل
 کہ ایک گروہ نے انیسویں تاریخ قاضی کے پاس کو یہی دیکھا کہ فلان شہر والوں نے رمضان کا چاند نظر آنے میں

حتی قبل صیام سستہ ایام من شوال یلتحق بصیام رمضان ویكون من صیام صحیح و صیام صحیح الامور
 بیان کیا کہ بعض کثیرین کو یہ سمجھ وں کہ روزہ صومیر کے رمضان ہی کے روزوں میں داخل ہوا تو جن میں اور روزہ رمضان کے ہوا اور اگر ایسے اسکواں ہرگز
 فرضا فلان ان حصا بالذکر من بین سائر الشهور و لا فضل ان یكون ثم بعد یوم الفطر متوالیہ
 فرض روزہ کے برابر ثواب ہوا ایسے بیان میں ان روزوں کو اور صومین میں کہ خاص کیا پھر افضل یہ کہ یکروزہ صومیر عید الفطر کے بعد چھ ہوں
 وحکم عن بعض العلماء کراهۃ صومها متصلا بہ حرز اعین للتشبیہ باهل البکاب فی زیادتهم
 اور بعض علماء سے حکایت ہے کہ متصل ان روزوں کی کراہت منقول جو فرض پر ہر عادیہ میں ان کی کتاب کی مشابہت سے احرام کے لیے
 علی الفرض لکن کراهۃ فیہ فی المختار لان کراهۃ انما تكون فی الاثر من ان یحذر من مضایک یكون
 لیکن مختار مذہب میں یہ کراہت نہیں کیونکہ کراہت جب ہو کہ ان کے رمضان میں شمار کیے جائے۔ سے اس میں اور
 تشبیہا بالنصا فی زیادتهم علی الفرض قد نال هذا المعنی لا انتفاء الاتصال بفصل یوم الفطر
 فرض پر بڑھا لینے میں نصاریٰ سے مشابہت ہو جائے اور یہ بات جو روزہ صومیر کے فاصلہ ہو جائے کہ رمضان میں بیٹے نہ حاکم
 مع ان کلامهم یشیر الی ان کراهۃ فی حق العوام لا فی حق اهل العلم و علی ان حقیقۃ انہ کراہۃ
 باوجودیکہ فقہا کلام اشارہ کرتا ہے کہ کراہت عوام کے حق میں جو نہ اہل علم کے حق میں اور ابو حنیفہ سے روایت ہے کہ
 متتابعاً و متفرقاً و المتأخرون من علماء ہذا ہلہ لیرید اہلہ لیسوا کلمہم مختلفون فی ان الاصل لانت
 پہلے درجہ کے کو اور جدا جدا کو براہین تھے اور ان کے مذہب کے متاخرین علماء فراموش کیا کہ ان کے بیان کے مطابق کہ ان کے بیان کے مطابق
 اوالتفت فان فرقھا و اخرھا عن وائل الشہر یصل الفضیلۃ الاتباع و یكون بعد من شہدہ الا
 یا جدا جدا پس اگر جدا جدا ہوں یا وائل ماہ صومیر کو یا انکو اتار غنیمت مل جائے گی اور اختلاف کے شبہ نہ ہوگا اور روزہ
 واما ما قبل فذاشی وضعہ الجہال و کل حدیث تنفیہ فہو موضوع فلا یشغی ان یسجد
 اور جو یہ کہ کثیرین کے اس بات کہ جاہلون نے بنا یا جو اور جو حدیثیں اس میں مروی ہیں وہ موضوع ہیں تو یہ صحت کے لئے
 الطعن لان هذا الحدیث ثابت فی صحیح مسلم کل حدیث ثبت فی حدیث الصحیحین لا یسجد طعن اوسم فیہ
 کیونکہ یہ حدیث صحیح مسلم میں موجود ہے اور جو حدیث صحیح مسلم صحیح بخاری میں ہو اس میں وضع ہونے کا حرج سمجھ نہیں ہے
 شوبیغی ان یجہلون بعض الناس کانوا لا یدرون یمنا فی التزوج فی شوال یمطیون بہ و هذا من امر الجاہلیہ
 پھر یہ ماننا چاہیے کہ بعض آدمی شوال میں نکاح کو مبارک نہیں جانتے اس میں یہ غلطی لیتے ہیں سو یہ جاہلیت کی بات ہے
 فانہم کانوا یشاءون بشوال من النکاح فیہ وسید فی الذکر علی اقل ان طاعنا و وقع فی شوال فی سعة
 کہ وہ اشوال میں نکاح کرنے کو خوش جانتے تھے اور اس کا سبب بعضوں کے تو کلمہ افق یہ کہ ایک سال یا اشوال میں طاعون ہو گیا تھا
 من السنین مات فیہ کثیر من العرالش فتشاءم بہ اهل الجاہلیۃ و قد ورد فی الشرع بان طالع کما ذکر
 اور اس میں بہت سی روایتیں ہیں کہ عین ایسے اہل جاہلیت نے اس سے یہ غلطی لے لی اور شریعت اس کا بطلان کیا ہے
 عن عائشۃ انھا قالت تزوجنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم شوال نبی فی شوال فقلت تساءل رسول اللہ صلی اللہ علیہ
 حضرت عائشہ سے روایت ہے کہ وہ کہتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے شوال میں نکاح کیا اور شوال میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو نبی لے کر آیا
 وسلم کان احظی عندہ منی قال لئولئنا قصدت بہذا ردما کان علیہ اهل الجاہلیۃ
 علیہ وسلم کی ہجو زیادہ حضور کے نزدیک ہو نہ تھی تو وہی کہتے ہیں کہ ان کا مقصد اس سے اس اعتقاد کا رد کرنا ہے جو یہ کہ جاہلیت
 من بطریق التزوج فی شوال فانہم کانوا یشاءون بشوال النکاح فی خاصۃ کما کانوا یشاءون بشہر
 یعنی یہ شوال میں نکاح کرنے کی ہجو کی تھی کہ وہ شوال کو تقدس کا حکم کرنے کے بارہ میں خوش جانتے تھے جس طرح کہ وہ ماہ کو
 مطلقاً و یقولون انہ مشہور مشہور و کثیر من الناس فی هذا الزمان یوافقونہم یشاءون بشہر صیف
 مطلقاً یہ غلطی لیتے تھے اور کہتے تھے کہ یہ مشہور مشہور ہے اور اس زمانے کے انکی موافقت کرتے ہیں اور ماہ صومیر کو نکاح نہیں کرتے

قریۃ عن اداء اقطاع و یجوز لا بل والحق من احدا السبعة اذا اراد كلهم القریۃ انفتحت حجة القریۃ او
 جواز عن یزید اہل ہند برقرار ہوتا تھا کہ اور انھوں نے کہنے سے کہ اس بات پر جو ہر ایک کی سب کا وہ قریب ہو ایک ہی طرح کی جہالت ہو
 اختلاف کا لا خبیۃ والقرآن المتع والحق والحق بالسیۃ منہ الذی لا انقضاء حتی یجوز عن مستن
 مختلف جیسے قرآن اور قرآن اور منہ اور حق اور سات کی حد سے زیادتی کی مانت جواز نہ کہی کہ یہاں تک کہ
 خمسۃ واربعة وثلاثۃ واثنتین ان لم یکن لاحدہم اقل من السبعۃ اذا مات رجل وقریۃ ابنا وامراة و
 یا یا یج یا جاریۃ من یا وادیۃ من کی طرف بھی جائز ہو نہ کہ کسی حصہ سات میں حصہ کو کسی کوئی کر لیا اور اسے ایک بیٹا اور بیٹی اور کنیز
 بقرة وخصیا بہا لا یجوز ذکرنا لا تشتري ثلثة نفرو دفع احدہم اربعة وثلاثۃ وادیۃ والاخر ثلثة وثلاثۃ
 کا ہے جو بڑی انھوں نے دیا ہے قرآن کی اور جائز نہیں اور یا جیسے اگر تین آدمیوں نے مل کر قرآنی خریدی ایک سے ہار دیا اور دوسرے تین ہار دیا اور تیسرے
 دینا یا دھار تھا بقرة عمان کیوں بقرة ہند ہم بقدر ما واطم وخصیا بہا لا یجوز ولو اشتراک سبعۃ بقرة
 ایک دینا یا ایک گائے مولیٰ اس شرط پر کہ ایک کی شرکت بقدر مل کے ہوں مگر قرآنی جائز نہیں اور اگر سات آدمی ایک گائے میں شریک ہو
 تو ہی بعض البشر کا علو و بعضہم لا خبیۃ لہذا السنۃ وبعضہم قضاء عن السنۃ الماضیۃ یجوز
 اور بعضوں نے لعل کی نیت کی اور کسی نے اسی سال کی قرآنی کی اور کسی نے پہلے سال کی قضاء کی یہ بات ہے
 اکل لکن یكون تطوعا من نوى لقضاء عن السنۃ الماضیۃ فلا یقع عن قضاء بل بانہ ان یقصد
 لیکر جسے گزشتہ سال کی قضاء کی نیت کی تھی اکل نقل ہو لیا اسل قضاء طوں سے ہوگی بلکہ اسکو لازم ہو کہ
 بقیۃ بقاء ووسط لما مضی ولو فات احدا السبعة وقال وثبت اذ یجوز احد وعشر یجوز استسقاء ولو
 ایک متوسط بڑی کی قیمت سال کے وقت کہ بعض چیزت کو دے اور اگر ان میں سے کوئی ایک کو دے اور باقی کو دے اور اگر دس آدمی ہوں اور
 اشتراک سبعة وخصیا بقرة واقسموا للحکم ان یجوز ولو اقتصروا جزا فلا یجوز الا ان یضم الالحکم من
 سات آدمیوں نے مل کر گائے قرآنی کی اور گوشت دل کر یا کر جائز ہو اگر اکل سے یا تو جائز نہیں ان کی گوشت کے ساتھ کچھ
 الا کاع واول الجملہ سواء کان فی کل جانب شی من اللحم قد من الا کاع او کان فی کل جانب شی من اللحم و
 لکے یا بے یا چار اطالین اور چار بھراہ ہر طرف کچھ گوشت اور کچھ پائے ہوں یا ہر طرف کچھ گوشت اور
 شی من الجملہ او کان فی جانب واحد کاع و فی اخر واحد جملہ واما یجوز جزا فاصدا للجلس الخ
 کچھ جزا یا ایک طرف گوشت اور یا دوسری طرف گوشت اور جزا اس وقت تک کہ اس سے اپنے جائز ہو کہ ہر طرف کا صاف جنس سے مقابل
 الجنس لو لم یضوا الی الحدیث واصل کل واحد منہم لصاحبه الفضل لا یجوز ان یجعل الفضل منہ
 ہو جائز اگر کہ گوشت کے ساتھ کچھ دیا اور یا کچھ دے کہ کسی کو جان کا حصہ یا کچھ دے کہ کوئی کو صاف کا حصہ اور شریک ہو کہ
 للمنتاع فیما یجوز القسم لا یجوز ان اقتصروا للحکم او تصدقوا لکل فقیر او وہو الفضل یجوز ولو
 ہر جس کو صاف کا حصہ دیا جائز نہیں اور اگر گوشت دل کر لیا اور جزا سے مل کر کسی کو صاف کا حصہ دیا یا کسی کو کچھ دیا یا جائز ہو اور اگر
 جعلوا للحکم السبعة اعم قسم وہ بد جزا یجوز و یجوز النصف والیاء والی الاقرن لها والثولاء و
 گوشت اور چربی ملا کر سات حصے کے اور کہیں اکل سے تقسیم لیا تو جائز ہو اور دیا اور جزا حاکم سنگ سید اہل بیہن اور
 المجنۃ ولا یجوز العیاء والی لبس لہا عبیان ولا لعوداء والی لبس لہا عیاء والی عیاء والی عیاء
 باؤں اور جزا جو اور ادا کا جائز جسکی دونوں آنکھیں نہیں جائز نہیں اور نہ کا ناسکی ایک آنکھ ہو اور دوسرا ناسکی ایک آنکھ ہو اور
 ولا بعمیاء والی تشی بثلث قوا ورجع الاربعة عن الارض فان كانت تضم الاربعة علی الارض فضا
 اور نہ لنگوا جو تین پر سے چلتا ہو اور جو چار زمین سے اٹھتا رہتا ہو جائز نہیں اور اگر چوتھا یا تین زمین پر
 خفیفا ونسغین یا الا انما یمل عند المشی تجوز ولا یجوز ما ذہل اکثر من ثلث الذنوا والیتھا ان یغف
 اہستہ سے کہ کر دیا ہو لیکن پچھتے وقت لنگوا تا کہ تو جائز ہو اور میں کا جانی سے زائدہ کان یا جانی یا کہ مانی ہو جائز نہیں

الْعِظَامِ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيمِ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ جَلَّ جَلَالُهُ وَسُطَّرَ سِرُّهُ رَبُّ الْأَرْضِ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيمِ
 عظیم ہو بارگاہ عظیم کوئی کسم و سوسے اشرار و دغا و عرش بزرگ کے نہیں کہیں میرے سوا اللہ پروردگار حقان اور ساری زمین پروردگار زمین پروردگار عرش بزرگ کے
 وفہم من هذا الحديث ان كل الله تعالى اوصاف العظام سبب لعل ان تقع قد عول في عظام السلام قال لا يصح
 اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے بزرگ و عظام کا لکھنا عورت کا زور و جوا کا سبب ہے اور مدینہ کی کوئی ایسی سلام نہ ہو کہ زمین پروردگار زمین پروردگار عرش بزرگ کے
 بشی اذا نزل من كواكب و بلاد قد عاب فرج الله عن قبل بلى يا رسول الله قال عذري اني كنت
 کرب پر کوئی سختی یا بلا آنے پر وہ دغا پر ہو تو اللہ تعالیٰ اس سے کشادہ فرمایا عرض کیا کیا کیوں نہیں یا رسول اللہ صبر فرما یا رسول اللہ کی عبادت میں ساری
 سُبْحَانَكَ إِنِّي كُنْتُ مِنَ الظَّالِمِينَ فَاسْتَجِبْ لَهُمْ يَوْمَ تَصُوبُ الْأَرْضُ لَكَ يَوْمَ تَصُوبُ الْأَرْضُ وَ تَرَوْنَهُمْ عَابَهُ
 تو ہے عیسٰی میں ہوں گندگا رون سے جو کہیں کہیں کا دار و کھانا انکو ہم سے لادیں ہم ایم غلبہ دیتے ہیں ایمان و ایمان کو اور عبادت جو عیسیٰ علیہ السلام
 الاسلام قال ما من مسلم بين غروب الشمس والامساك الا استجب له يسر الله له حاجته مستجاب باطهر و كرمه
 والاسلام نے فرمایا نہیں کوئی نصیبت زدہ جو یہ دعا پڑھے مگر قبول ہی ہوگی انہی رمیز دعا مستجاب بہت لطف و کرم سے آسان سمجھ
 المجلس الخامس الاربعون في بيان مسنونية صلوة الاستسقاء عند مساك المطر
 بیستونویں مجلس بارش رک جانے کے وقت نماز استسقاء کے متعلق ہونے کے بیان میں
 قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ليست السنة بان لا يططر لكن السنة ان تططر ولا تبنت الارض
 فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہ سال اس سے نہیں بنتا کہ چھ دن سے بلکہ سال اس سے جو کچھ پڑے لیکن زمین سے کچھ
 شيئا هذا الحديث من صحيح المصنف في احوالهم و معناه ان لا يططر ليس بان لا ينزل عليك
 نہ ہوا جو یہ حدیث مصنف کی صحیح حدیث میں ہے احوال و معنی اس کے راوی ہیں اور اس کے معنی ہیں کہ کھانا طہر زمین پر نہ پڑے
 المطر بل لا ينزل عليك المطر لكن لا تبنت من الارض شيئا او تبنت لكن يهلك ولا ينزل
 دوسرے لکھ لکھ یوں پڑتا جو کچھ زمین پر نہ پڑے لیکن زمین سے کچھ نہ پڑا ہو یا پیدا ہو تو یہ نہیں تباہ ہوجائے اور تباہ نہ
 في يدك شيئا فان وقع الشدة بعد توقف السعة وحصول سببها اقطع مما كان لاس حاصل
 ہاتھ میں کچھ نہ ملے بیشک غرض کی امید اور اس کے اسباب حاصل ہونے کے بعد سختی کا آنا اس سے زیادہ بگاڑ دے کہ پہلے ہی سے
 من اول الامر وليس هذا نهي عن الاستسقاء بل هو نهي عن اعتقاد حصول الرزق
 یا عیسیٰ حاصل ہوا ہے یہ نہ مانگنے اور استسقاء کی دعا کرنے سے ممانعت نہیں بلکہ ممانعت یہ ہے رزق ملنے اور بارش ہونے سے
 بالمطر وعن حصوله بعد المطر فالارهم على العبد ان يسلم نفسه الى مولا به ويعتقد ان الخيال
 رزق نہ ملنے کے اعتقاد کو پس بند کر لانا جو کہ اپنے کو اپنے مولے کے حوالے کر دے اور یہ عقیدہ رکھو کہ جو کچھ میرے
 في جميع ما يحيي الي من اياه وان كان مخالف للعادة وهو اقل هذا ينبغي للعبد ان يستسلم ويستسقى
 مولائی طرف سے یا جو سبب میرے لئے ہے اگر میرے طلب و خواہش کے خلاف ہو پس اس بات پر آمی کو چاہئے کہ بارش یا کھانا اور استسقاء کی دعا کرے
 ويعلم ان الرزق من الله تعالى فان الاستسقاء لا يستسقاء سنة لورم الا خاسر ولا اثم الا بالركن بركة
 اور یہ سمجھے کہ رزق اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہوا ہے کہ یہ دعا گناہ استسقاء کی دعا ہے کیونکہ اس باب میں بہت حدیثیں اور آثار و روایات
 هي في صحيح البخاري ان يا موالئنا سل ولا بصيام ثلاثة ايام ثم يخرج بهم في اليوم الرابع الى الصحراء فيقبل
 پس مالک و مستخرج کہ چھ دن تک روزہ رکھا کرے پھر چوتھے دن سہ کے بجائے میان کی طرف جاتے کہیں ہیں
 ينبغي لهم ان يخرجوا ثلثة ايام متواليات لا تفادوا ضرت الارياك الا عذرا في يومك ان ترمي في
 کہ تین روزہ گزار مانا چاہیے کیونکہ یہ ایسی مدت ہے جو عذر و ان کے لیے مقرر کی گئی ہے اور اس سے زیادہ منتقل نہیں
 ويخرجون مشاة في ثياب البند التي تلبس كل يوم لا يثيابا لزيعة والعبد بل يخرج جوف
 اور پیادہ یا سہی سہی سے جو روزہ مرو پچھتے ہوں پس کر مابین عید کی طرح زیعة کے پڑے ہیں کہ نہ بائیں ہاتھ

جلس لسكس ولا ربعون في بيان جو تعليم لفر ائض القرآن المحر اخف واجله

جیسا لیوسین مجلس تعلیم فاضل اور قرآن کے واجب گوئے اور وطن پوشیدہ اور ظاہر کے بیان میں

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سیکھو قرآن اور قرآن کو کویہ کومین بغض کیا جائے والاہوں نے عیشہ رضی اللہ عنہا کی حسن عیون کو دیکھ کر فرمایا کہ یہ

وفيه تحريض الأمة على فعل النبو عين من العلم ولا يتلقفان التلقف بمحبة الأخذ الأمانة عليه السلام فإنه عليه السلام

اور انہیں استلوم کی بدولت سکون کے بجائے تڑپ کے شکار بن کر رہ جاتے ہیں۔

علیہ السلام کو وفات ہوا یا نیکی تو پھر لوگ کوئی کون کون دونوں میں سے کب حاصل ہو گا لگتا ہی جو کسی کے ان دوردہ وطن علم فراصل اور قرآن میں اور غرض میں جو بعض

اس طرف گئے ہیں کہ اس سے میراث کا تقسیم کرنا مراد ہے اور اس خصوصیت کا لکھنا اس کو دلیل مبنیہ جیسا کہ نور پوشی نے بیان کیا ہے بلکہ صحیح یہ ہے کہ

المردوبه الفرائض التي فرضها الله تعالى على عباده ولا والله ان الفرائض علم اذكر في اصول فهو كان منقولاً بالتواتر كالقدره

السبع المعروفة التي اختارها الإمام السبعة من المقاولين من نقولاً لا توافقه ليس بقبول بل هو من القبول

مشہور قرائین جسکو قرات کے ساتھ امانوں نے اختیار کیا جو وہ نہیں مہجوزا اور اسے مقبول ہے پس یہ قرآن نہیں بلکہ وہ شاہ قرات

چونکہ یہاں پر ایک ہی طرح کے افراد اور قرائن ہوتے ہیں متواتر منقول ہونا شرط ہے خواہ جو ہر لفظ میں ہو

وفي هياته والمراد من جوار اللفظ ان يختلف خطوط الحروف في القراءات السبع نحو ما في يوم لا الذين يملكون يوم الدين

المؤمن مبالغة الفظان لا اختلاف خطوط المصاحف القرآن السبع والتفخيم والإماله ونحوها فإذا كان

یہاں سے یہ مراد ہو کہ مصنف کے خطوط قراءت سب سے پہلے پر پڑھنا اور ادا کرنا اور ماضی کے اور جب

منقول سے قرآن ہونے میں نقل! التواتر شرط ہوئی تو ظاہر ہے کہ قرأت شاذ خواہ بطریق مشہور منقول ہو یا بطریق آحاد امکانیہ

حكم القرآن حجة لا يجوز قرأته في الصلوة والحاصل ان المشهور بين من ائمة القراء هم السبعة المذكورين

فالتيسير والشاطي هم عاصم حمزة والكسائي هذا الثلاثة موافقون الكوفي وابن كثير من كتبهم ونافع من المنة

تیسرا اور شاہجہان نے ذکر کیا اور وہ بہن کا نام اور حرمہ اور کسائی کی بیوی تو کو فہم کے بہن اور ابن ابی کرم کے اور ناصر مینم کے

اور ابو عمر و بھرہ کے اور ابن عامر شام کے اور تین استاد درجی ثابت ہیں وہ یہ ہیں یعقوب بن اسحاق اور یزید بن

اليقظاء وخلف بن هشام والصحيحان أحكام القرآن من جواز الصلوة وغيرها جارية في هذا الثلث أيضاً

کالسیفکیشن کے لئے ان کے اعضاء میں ہارمون کا جالتر ہونا وغیرہ ان میں بھی ان سالوں کے مانند

جاری ہیں اور زمین کے علاوہ اور خدفاقرائین مشہور رہوں یا غیر مشہور پس نمازین ان کے پڑھنے کے ناجائز ہونے میں

اختلاف زمین اختلاف توہم ہے اس کے فاسد ہوجانے میں ہر اعضا کی کتنی بڑی کفرانہ شادہ بیچک تلواریں توڑتوڑا زمین اسلام کی آدمی کو کھانا کا سامان

[Faint handwritten notes at the bottom of the page]

الغفلة ویسئ الموت وكون من اهل القبور ینعم فی الفسوق والفسور فان تاب فانه عن ترك ما امر
 غفلت جمیع احوال و موت کو اور کون جائیداد و کمال و رفعت و غیرین فرقا ہو جائیگا اور اگر کسی نے توبہ کر کے باز آیا
 به توبی تلك النكت عن قلبه نكتة نكتة فی بعض من ركاب المنيعة ویتخلل اداء الموت الى من
 جب تک کہ توبہ و غفران کے بدلے سے ایک ایک کر کے وہ رہے لگتا ہو کہ کفار کرنے سے تعبیر لیتا ہے اور ادا دے مامورات میں مشغول ہوتا ہے
 جلوت اصول الجمعة فان ثبت فرضية هابا لكتاب السنة واجماع الامة ايماء الكتاب فقوله تعالى
 اگرچہ اگرچہ حرم کی تائید ہو کہ بعض پر اسکی وضاحت قرآن اور حدیث اور اجماع امت سے ثابت ہے قرآن کی توبہ آیت ہے
 يا ايها الذين آمنوا اذا كنوا في الصلاة فاستمعوا لي كما استمعوا لربهم فان الله تعالى عني هذا الآية
 کہ ایمان والوجہ افان ہو گا کہ جمعہ کے دن تو دوڑا تھا تالے کی یاد کو کہیں اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں
 يا السعالي ذكر الله تعالى الامر للوجوب والمراد بذكر الله تعالى الخطبة وهه شرط لجواز صلوامة الجمعة
 ذکر الہی کے لیے کسی کام کو فرمایا اور مرد و عورت کے لیے ہونا جو اور ذکر الہی سے مراد خطبہ سے اور خطبہ لازم جمعہ کی محنت کی شرط ہے
 فاذا كان السعالي الخطبة التي شرط لجواز صلوامة الجمعة ولجباً فيكون السعالي هو المقصود بالخطبة
 کہ جب خطبہ کے لیے کسی کو لازم جمعہ کی محنت کی شرط ہے واجب ہوئی تو جو مقصود اصلی ہے
 وهو صلوامة اولي اخرى ثان تعالى لتأكيد هذا الجواز امر بذكر البيع المباح فقال وذكر والبيع
 اور وہ نماز جمعہ جو بطریق اولی واجب اور اولیٰ پر اشارہ تھی اور اس جہاں تاکید بخیر بیع مباح کچھ اور کچھ کا مرکب نہیں فرمایا ترک کر و بیع کو
 لان ذلك لا يكون الا امر واجب فاما السنة فقوله عليه الصلاة والسلام اعلموا ان الله تعالى
 اسو اسے کہ باتیں نہ ہوں گی کہ واجب کے لیے یہی صرف سو وہ بھی علی الصلوٰۃ والسلام کا یہ قول ہے جان تو اللہ تعالیٰ نے
 كتب عليكم الجمعة في يوم هذا في شهر هذا في مقام هذا من تركها قتلها وانكحها واستغفارا فاحتواؤه
 تم پر جمعہ فرض کیا اور اسی دن میں اس جمعہ میں اس مقام میں یہ جس سے انھوں نے ترک کیا غیر ماکر اور اسکی حق کو خفیہ سمجھ کر حالانکہ
 امام جائز و عادل لا يجمع الله عليه الا فاصولة لا فلاز كوة لا فاصول لا ان ينوب فمن
 انھوں کو کہ اگر ایسا عادل ہے کہ جمعہ واجب اور اسکی پیشانی میں حکمت مشعر ہوا ہو جائے اسکی نماز فرما دے اور نہیں اسکی نماز فرما دے یا کسی کا کہنا کہ وہ نماز کرے
 تا مبادي الله عليه اما الاجماع فلان الامة قد اجتمعت من لدن رسول الله صلى الله عليه وسلم
 یہ جس سے توبہ کی انھوں نے تالے اسکی توجہ قبول کرتا ہے اور اجماع امت یہ ہر کرام امت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت سے
 الى يومنا هذا على منية تاملوا فيها وانما اختلافوا في اصل الفرض هل هو الظاهر ام الجمعي ايا
 آج کے دن تک اسکی فرضیت پر متفق ہے اور امتیں اختلاف نہیں کیا اور اختلافات و صرف علمی فرض میں ہوا یا ظاہر پر واجب اور کچھ ہو
 كان يسقط الفرض باء احد او كلها مشروط ان يكون على شرط مساهرة الصلوة فانه شرط استسنة منها
 دو فرق میں سے ایک کے ادا کرنے سے فرض ساقط ہو جائے گا اور اسکی کئی شرطیں اور نماز کی شرطوں سے زیادہ ہیں اور وہ بارہ ہیں جن میں سے
 في الصلوة شرط وجوب صلوامة الجمعة لا الادائها ولا الصلوة لا الذكوة فلا تجب على المرأة والثاني
 صلی میں ہیں اور یہ نماز جمعہ کی وجوب کی شرطیں ہیں نہ شرط ادائی اور نہ اسکی محنت کی اول شرط مرد ہونا اور جس صورت پر واجب نہیں ہے دوسرے
 الاقامة فلا تجب على المسافر كل من وجد يوم الجمعة خارج المصروف في كل المسافر والثالث الحرية
 مقیم ہونا اور جس مسافر پر واجب نہیں ہوا اور جو شخص جمعہ کے دن شہر سے باہر ہو وہ مسافر کہ حکم میں ہے تیسرے آزاد ہونا جس غلام پر
 فلا تجب على العبد اتفاقا واختلاف المكاتيب لما دون والعبد الذي حضر بالجامع ليعظ دابة صوة
 بالافاق واجب نہیں ہے اور مکاتیب اور مذون اور اس غلام کو جس میں عوارض تھیں وہ دوزخ میں ہے اور اگر کسی شخص نے اپنے غلام کو
 والاربع الصلوة فلا تجب على المصنف اذا غاب زبادة الموضع وبلو العبد بالذم مال لهما مثل الشيخ الكبير
 چوتھے صحیح و علم ہونا جس پر واجب نہیں ہے کہ جمعہ میں جہان سے بیماری کے بوجھ سے یا دیر میں محنت ہونے کا خوف ہوا اور اسکی عقل پر زخمت ہے

ولو خرج الوقت وهو في ايستاف الظاهر لا يبينه عليه لا اختلافا كسبية وشروطا والاربعون من تال الشريط
 اور الوقت جازر اور اور نماز پاي مين ہے تو از سر نو کر جو ہے انھی کو جو حکم کر نہ کرے کہ نہ کرے دو وقت مقدار اور شرطوں میں مختلف ہیں اور جو شرطوں میں سے
 الخطبہ و شرط و مکن واجب سنتا شرطها فلو نه في الوقت حتى لو خطب قبله لا تصح كونها
 خطبہ پر اور اس کی شرط اور اس کی اور واجب اور سنت میں خطبہ کی شرط تو اٹھا وقت کے اندر ہونا زمانہ کا کہ وقت سے پہلے خطبہ پڑھ کر جو شرطوں میں سے
 بعضا لا الجماعة حتى لو خطب وحده ثم حضر الجماعة لا تصح كونها جمعا بحيث يسمعها
 جماعت کے سامنے ہونا زمانہ تک اگر خطبہ تنہا پڑھا جماعت میں جمع ہو گئی تو صحیح نہیں ہے اور اگر کرے جو صاف اٹھا کہ جو خطبہ پڑھا اس میں ہوں
 من يكون عنده اذا الركن مانع واما ان كانها فمطلق ذكر الله تعالى بنيةها جعلوا قال الحمد لله
 مستحسن ہے بلکہ کوئی بھی مانع اور خطبہ کا مطلق ذکر کا شرط خطبہ کی نیت سے زمانہ تک کہ اگر خطبہ کی نیت سے الحمد لله
 او سبحان الله ولا اله الا الله على قصد الخطبة بغير عناية بحقيقة الاما لوقال بعد الس او
 یا سبحان اور یا لا اله الا الله کے تو امام ابو حنیفہ کے نزدیک کافی ہے اور اگر چاہے کہ
 قبح فلا يجزئ عن عده الا بدین ذکر طویل ایسی خطبہ وہو مقدم ثلاثيات قبل التشهد
 تفسیر کے کوئی بھی نہیں ہے اور امام شافعی کے نزدیک ذکر نماز اور جو خطبہ کثیر ہوں اور وقتیں کا ہوں کی مقدار اور خطبہ کثیر ہوں کی مقدار مقدار
 من قول التحبات لله الى قوله عبده وهو له لان الخطبة واجبة بالاجماع والتعجيل والاولى والتسبيحة
 القہات قدر ہے لیکن عہدہ اور رسول کے جو اس واسطے خطبہ یا اجماع واجب ہے اور اگر چاہے کہ
 الواحدة والتعليق الواحدة لا تنضم خطبة واما واجبة فالطهارة والقيام وستر الصورت واما مسنها
 ایک بار اور لا اگر آئے اگر ایک بار خطبہ نہیں کہنا اور خطبہ میں واجب طہارت اور خطبہ ہونا اور دوسری حالت کا جو خطبہ سے اور خطبہ میں سنت
 فلو نه خطبتين يجلست بينهما يشمل كل منهما على المحم والتشهد والصلاة عداية في صلاة الله
 دو خطبوں کا ہونا اور پچھلے میں ایک جلسہ ہونا اور ایک خطبہ جو اور فقہد اور پچھلے کے شرطوں و سلم پر دو دو خطبوں میں
 عليه سلم والاولى على تلاوة آية والوعظ والثانية على الدعاء للمؤمنين والمؤمنات بدل الوعظ
 اور پہلا خطبہ تلاوت آیت کو اور پچھلے کو اور دوسرا وعظ کے بدلے مسلمان مرد اور عورتوں کے کئی نماز کا رکعت ہوں
 والخامس من تال الشريط الجماعة واقبله ثلثة سوا الامام ويشترط كونهم رجالا عاقلين بالغين
 اور پنجویں شرط ان شرطوں میں سے جماعت پر اور کہہ کہ جماعت میں آدمی ہیں امام چھوڑ کر اور اگر مرد عاقل بالغ ہونا شرط ہے
 فلا يفتقد النساء والصبيان المحلدين لا يشترط كونهم رجالا عاقلين فتنعقد والعبادة المسافرين
 پس نہ عورتوں اور بچوں اور دیوانہوں سے جماعت نہیں ہوتا اور اگر ایسا جماعت ہونا شرط نہیں ہے غلاموں اور مسافروں کو جماعت ہونا
 ويشترط بقا وجه الى السورة الاولى عند حفيظة فلو نفر واقبله او نقصوا عن ثلثة وسقط الظاهر
 اور امام ابو حنیفہ کے نزدیک پچھلے جمعہ تک امام کا پڑھنا شرط ہے پس اس سے پہلے ہر ایک کے پچھلے سے کہ وہ کئے تو نماز ادا کرے
 وعندئذ لا يلزم بعد التعمية ختم الجمعة والسادس من تلك الشروط الا ان العام وهو ان
 اور صاف نہیں کہ نزدیک اگر کچھ گھر کے پچھلے میں تو جمعہ پورا کرے اور پچھلے شرط ان شرطوں میں سے اذان عام ہے اور وہ کہ
 يفتقر بالجماع ويؤذن للنامن حتى لو اجتمع في جامع واعلقوا بالصلوة اجماعة لا يجوز
 مسجد جامع کا دروازہ کھول دیا جائے اور لوگوں کو آئے کی اجازت دی جائے یا نہ کہ اگر مسجد میں جمع ہو کر وہ اذان نہ کہیں نہ کہیں مسجد کا گھر نہیں
 وكن السلطان الواعظ باب قصرة واصله فيبجشمه لا يجوز لانها من متاعه لا بد له من وخصا نص
 اور ایسی ہی سلطان اگر مسجد محل کا دروازہ بند کرے اور اپنی خوشی کے برابر نماز پڑھی تو جائز نہیں ہے کیونکہ مسجد شمار اسلام اور دین کے عمل میں ہے
 الدين فلا بد من قيامها على طهارة الاستهانة ان فقهاء قصرة واذن الناس بال دخول فيه يجوز سوا
 کہ سوا مسجد کا گھر اور طریق شہرت قائم کرنا چاہیے اور اگر ایسے محل کا دروازہ کھول دے اور لوگوں کو آئے کی وجہ سے تو جائز ہے خواہ

وخلو الواد کن بیکہ لعدم قضاء حق المسجد جامع قاذو وجدت هذه الشئوط كلها في المسجد ووجدت
 البعید بائینہا لیکن جامع مسجد کا حق ادا کرنے کی وجہ سے یہ کر دیا ہوگا۔ پس جب یہ سب طریقہ پائی جائیں تو اس قول پر کسی اور حق کا ترک کرنا
 البیع کیلئے اذان الاول واولیٰ کیوں علیٰ امتنا بعد دخول الوقت فی الاصل لان المعبر فوطی الزمان
 پہلی اذان پر واجب ہوئی اور اذان جو شارد وقت پر جائے گے بعد ہوتی ہے۔ ایسے کہی اذان اس زمانے میں معتبر ہے۔
 وان کان حادثاً غیر واقع فی عہد النبوی علیہ وسلم لہما ان ینزل علیہ السلام واکاماً صلیت
 اگرچہ نہ لکھا ہو ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں نہ تھی۔ کیونکہ روایت ہو کر نبی علیہ السلام اور آپ کے بعد وہاں
 بعد کا نواصل بعد ان المنبر بعد الزوال قبل الداء فیون المؤمنین ان ینزل علیہم فلما کان من خلایف عثمان
 زوال کے بعد اذان سے پہلے منبر پر چڑھ جاتے تھے پھر مؤذن ان کے سامنے اذان کہتا تھا پس جب زمانہ حضرت عثمان کی خلافت کا ہوا
 وکل الناس راۓ ان ینزل المؤمن قبل صعود الامام المنبر لیسئلہ عن الصلوٰۃ لہم فیحذرون ان ینزلوا اذان
 اور لوگوں کی فطرت ہو گئی تو ان کی رائے تھیں یہ کیا کہ امام کے منبر پر چاہتے تھے کہ مؤذن اذان کہے تاکہ ان کو گونج سکے اور پھر وہاں سے اذان دوسری
 تانیلہ علیہم فسوق لیسئلہ بقول محمد یقال لہن وراء وکان هذا الاذان سنتہ ایضاً بقول علیہ السلام
 اور اذان پر چڑھائی ایک کلمہ پر جو دین کے ہزاروں مسجد کے پاس تھا اسکو زور دیا جاتے تھے اور یہ اذان ہی سنت جو نبی علیہ السلام کو اس بارشادی کی وجہ سے
 علیہم یسئلہ سنت الخلفاء الراشدین من بعدک واما الداء الی الذی یكون فی وقت الضحیٰ للتنسیہ
 لازم کرنا اپنے اہل بیت پر طریقہ اور یہ ہے بعد خلفائے راشدین کا طریقہ۔ اور وہ اذان چاہتے تھے کہ وقت اس اطلاع دینے کے لیے ہوتی تھی
 علان هذا الیوم الجمعۃ فیدعنا احداثہ الخ لکن ذکر فی جمیع الفوائد والحاصل ان کل اذان
 کہ آج جمعہ کا دن ہے سو یہ دعوت ہو اسکو جس نے ایجاد کیا تھا مسجد اکابر جمیع الفوائد میں مذکور ہے اور حاصل یہ ہو کر جو اذان
 ینزل قبل الزوال وغیرہ معتبر بل امت من اذان الاول الذی ینزل بعد الزوال اذ یہ یحصل لالاعلام
 دوپہر کے پہلے پہلے جو دوسری منبر پر چڑھ جاتی اذان پر جو دوپہر کے پہلے پہلے کہ بعد ہوتی ہے ایسے کہ کسی سے اطلاع حاصل ہوتا ہو۔
 فان کل من یجب علیہ الجمعۃ اذا اذن هذا الاذان ینزل من المسجد اذ احضر المسجد جامع یصل
 جس پر جمعہ واجب ہو جب یہ اذان دہائی جائے اسکو مسجد کی طرف رو کر لازم ہے کہ پس مسجد میں مسجد میں حاضر ہو جائے تو بیٹھنے سے
 قبل المقعدہ رکعتین تحبہ المسجد ثم یرکع من صلوٰۃ الجمعة واذ توجه الامام علیہ السلام علی المنبر یصل
 پیشتر دو رکعت تحبہ مسجد چار رکعت جمعہ کی سنت ہے جسے جب امام منبر پر جائے تو شہرہ ہوا امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک
 طکر امام عند یصل حتی یتخطی عن الابراس بالکرام قبل الشروع فی الخطبہ واذ جلس المنبر یؤذن
 نماز اور اس وقت شہرہ ہوا حتیٰ کہ وہاں تک کہ خطبہ امام اور خطبہ کے نزدیک ہوتے تھے پھر امام کو زمین پر بیٹھا دینا اور پھر منبر پر چڑھ جاتے تو مؤذن
 المؤمنین بین یدینہما لاذن الشاق اذ انزل اذان یقول ویصل خطبتین یصل بینہما مجلس خفیف ثم یقلبھا
 ان کے سامنے دوسری اذان کو واجب ہے اذان تمام ہو جائے تو امام کھڑا ہوا اور دو خطبہ پڑھے دو دن کے بیچ میں پہلے خطبہ کا فائدہ رکھتا تھا اسکی یہ کہ
 ان ینزل کل عضو منہ فی موضع ویستحب للفقہ ان ینزل الامام عند الخطبۃ لکن الزم لان انہم
 کہ بعد ان کا ہر چہ جو اپنی جگہ پر درست ہو جائے اور قوم کو مستحب رکھنے کا وقت امام کی طرف تھا کہ زمین میں آج کل رسم یہ ہے کہ
 ینزل قبل الخطبۃ لیسئلہ فی تسویۃ الصفوف لکثرة الزحام کذا ذکر فی شرح الہدایۃ
 اور بعد بیٹھنے میں اسوا سے کہ زمین میں دوسری کرتے میں زیادتی جمع کے سبب مرج ہو تاکہ ایسا ہی ہدایہ کی شرح میں جو
 المسوویٰ وادفع من الخطبۃ وشرع المؤمن فی الاقامۃ ینزل من المنبر ویصل بالکائنات
 سر دہائی کی ہو مذکور ہو اور جب خطبہ پڑھتا اور مؤذن تکبیر کہنے لگے تو امام منبر پر سے اترے اور لوگوں کو
 رکعتی صلوٰۃ الجمعہ کو دو وقع الاختیار فی صحیحہا بعدہما وقوع الشاق فی لمصر
 دو رکعت نماز جمعہ پڑھانے اور اگر جمہ کی سخت میں پڑھنا چاہے اور اس کی جگہ ہوتے یا بعد میں تنگ ہوئے کے سبب سے

لو انهم لم يسمعوا من الله ولا من رسول الله صلى الله عليه وسلم لكانوا كفارا
 عن عبد الله بن جعفر عن ابي عبد الله عليه السلام قال سمعت ابا عبد الله عليه السلام يقول
 ان الله عز وجل يحب المؤمن الذي يسمع من الله ولا يسمع من الناس ولا يسمع من
 ما دونه من خلقه ولا يسمع من ما دونه من خلقه ولا يسمع من ما دونه من خلقه
 بعد ما فرغ من الركعة في الركعة الثانية يعني عليه الطهور ومن لا عذر له الاذ صلي الطهر
 ووسري ركعتين من امامه ركعتين من خلفه ركعتين من امامه ركعتين من خلفه ركعتين
 قبل ان يصلي امام الجماعة يعني ركعتين من امامه ركعتين من خلفه ركعتين من امامه ركعتين
 قبل ان يصلي امام الجماعة يعني ركعتين من امامه ركعتين من خلفه ركعتين من امامه ركعتين
 اداء الطهر في المصلي لجماعة سواء كان قبل فرائض الامام من الجماعة او بعد لان الجماعة جامعة
 مع من لم يكن في الجماعة من غير ان يكون من الجماعة او من الجماعة او من الجماعة او من الجماعة
 لجماعات وفي اداء الطهر بالجماعة تفريقا لجماعة عن الجماعة وتقليدا لجماعة عن الجماعة
 لا جمعة عليهم ولا يفصل اداء الطهر بالجماعة عن اداء الطهر بالجماعة ولا يفصل اداء الطهر بالجماعة
 في جماعة من غير ركعة ويستحب للمؤمن ان لا يصلي الطهر قبل فرائض الامام من الجماعة
 لجماعة في كل ساعة ومن جاء الى الجماعة ووجد المسجد ملاءم اذا دخل خطب الناس زكاه ووجد الخطبة
 لا يخطب وان كان لا يؤذي حداثا كان لا يخطب او لا يجلس الا من خطب ويدن من الامام في الخطبة ويجعل
 عن صاحب ان الخطبة لا بأس بها ان كان الخطبة وكذا اذا دخل خطبته هذا يكون حرام الخطبة مشروعا
 بشرط ان لا يؤذي حداثا ولا ينافي ولا يكون الامام من الخطبة ينشأ الله عز وجل واما من خطبته فمكره
 المجلس خمسون بيان المصافحة وكيفية فوائدها ودين عتبه في غير محلها
 قال رسول الله صلى الله عليه وسلم من سلم من سلمين يلقين فتيما فحان الاغفر لهما قبل ان
 يتفرقا وفي رواية اذ التقى المسلمان فبصا فحان وجه الله واستغفر الله غفر لهما
 هذا الحديث من حسن المصافحة واه البراء بن عازب في الفاء فيه لفظ خاص بالتعقيب
 في حديث مصابيح في حسن حديثين من هو برابر بن عازب في رواية كذا في الفاء فيه لفظ خاص بالتعقيب

[illegible]

والسلام لما قضى ذلك جهل عليه السلام بالملكته وغسل وقال الولد هذا نسبه فاذكر المولد بالسنه المذكورة
والسلامه جب وقاتل في قول عليه السلام غفر الله له ما كان عليه من ذنوبه كما ان الله غفر له ما كان عليه من ذنوبه

هذه الطريفة لان غسله اوجب على كل مسلمة في قول علي المصلاة والسلام على المسلمين حق وحق من جعلها
اجل طريفة كوكبيت كمال واجهه وازدوى على كبره نبى عليه السلام كمال قول من برسلان كالحق مسلمين في حق من ان من سلك به

ان يغسله بعد موته لكن اذا قام به البعض سقط على اليد فبين له لعل الغسل فاذكر اليد غسل بوضوء على من يغسله
كرا الحكوم بغيره من ان لا يغسله كرا الحكوم بغيره من ان لا يغسله كرا الحكوم بغيره من ان لا يغسله كرا الحكوم بغيره من ان لا يغسله

عنه الماء ويغسله بعد موته لكن اذا قام به البعض سقط على اليد فبين له لعل الغسل فاذكر اليد غسل بوضوء على من يغسله
كرا الحكوم بغيره من ان لا يغسله كرا الحكوم بغيره من ان لا يغسله كرا الحكوم بغيره من ان لا يغسله كرا الحكوم بغيره من ان لا يغسله

او ثلثا او خمسا قال لا بد من ذلك في غسل الميت في قول علي المصلاة والسلام على المسلمين حق وحق من جعلها
اجل طريفة كوكبيت كمال واجهه وازدوى على كبره نبى عليه السلام كمال قول من برسلان كالحق مسلمين في حق من ان من سلك به

لا تنظر الى فحش وصيت ويوصى بالوضوء والاستنشا في كل الوضوءات الغسل كالمسح باليد
كرا الحكوم بغيره من ان لا يغسله كرا الحكوم بغيره من ان لا يغسله كرا الحكوم بغيره من ان لا يغسله كرا الحكوم بغيره من ان لا يغسله

ولا استنشا في كل الوضوءات الغسل كالمسح باليد ويغسل في كل الوضوءات الغسل كالمسح باليد
كرا الحكوم بغيره من ان لا يغسله كرا الحكوم بغيره من ان لا يغسله كرا الحكوم بغيره من ان لا يغسله كرا الحكوم بغيره من ان لا يغسله

ومسح رأسه العليل يستحب ومسح رأسه لكن الغسل لا يسع عوف لان من العوف حاصل بيلق خرقه
اور سره مسح بين اختلاف في كل الوضوءات الغسل كالمسح باليد ويغسل في كل الوضوءات الغسل كالمسح باليد

عليه ويغسل في كل الوضوءات الغسل كالمسح باليد ويغسل في كل الوضوءات الغسل كالمسح باليد
كرا الحكوم بغيره من ان لا يغسله كرا الحكوم بغيره من ان لا يغسله كرا الحكوم بغيره من ان لا يغسله كرا الحكوم بغيره من ان لا يغسله

بغسل الماء الفرج وهو الخافض ان المصنوع الذي هو الطاهر يحصل به واما ان يوجد له فالترتيب
اور خاص في كل الوضوءات الغسل كالمسح باليد ويغسل في كل الوضوءات الغسل كالمسح باليد

عليه ما ذكر في مبسوطه الاسلام وهو من حق ابن مشعقون يبداء بالماء الفرج حتى يدخل ماعلى البدن
اور سره مسح بين اختلاف في كل الوضوءات الغسل كالمسح باليد ويغسل في كل الوضوءات الغسل كالمسح باليد

من ذلك وانما حاشية شرع الاسلام او من ذلك وانما حاشية شرع الاسلام او من ذلك وانما حاشية شرع الاسلام
اور سره مسح بين اختلاف في كل الوضوءات الغسل كالمسح باليد ويغسل في كل الوضوءات الغسل كالمسح باليد

تطهير البدن الميت ثم يغسل رأسه حاشية شرع الاسلام او من ذلك وانما حاشية شرع الاسلام او من ذلك وانما حاشية شرع الاسلام
اور سره مسح بين اختلاف في كل الوضوءات الغسل كالمسح باليد ويغسل في كل الوضوءات الغسل كالمسح باليد

يوجد في المصابون ثم يضع على رأسه ويغسل حتى يصل الماء الى اقل تحت منه ولا يكسح على وجهه يغسل وجهه
اور سره مسح بين اختلاف في كل الوضوءات الغسل كالمسح باليد ويغسل في كل الوضوءات الغسل كالمسح باليد

بغسل الغسل في كل الوضوءات الغسل كالمسح باليد ويغسل في كل الوضوءات الغسل كالمسح باليد
اور سره مسح بين اختلاف في كل الوضوءات الغسل كالمسح باليد ويغسل في كل الوضوءات الغسل كالمسح باليد

بالنصف هو قول علي المصلاة والسلام على المسلمين حق وحق من جعلها اجل طريفة كوكبيت كمال واجهه وازدوى على كبره نبى عليه السلام
اور سره مسح بين اختلاف في كل الوضوءات الغسل كالمسح باليد ويغسل في كل الوضوءات الغسل كالمسح باليد

ثوبين شويين بثلث كفان يغسل على رأسه حاشية شرع الاسلام او من ذلك وانما حاشية شرع الاسلام او من ذلك وانما حاشية شرع الاسلام
اور سره مسح بين اختلاف في كل الوضوءات الغسل كالمسح باليد ويغسل في كل الوضوءات الغسل كالمسح باليد

غیر الزعفران والورس فاتھما یکہاں حق حلال الرجال والنساء وتجب لکافی علی ساجدہ وہی جہت النذر
سواہ الزعفران اور کسمے کیوں کہ دو طرفہ درود ہے حق میں مردہ ہیں۔ تحریر کرتے ہیں اور اعضاء سجدہ کا کافر ہیں اور وہ اعضا کسمے کی جہت النذر کی

المجلس التاسع والخمسون في بيان هبة الطاعون وعدم التقدیم علیہ عدم الفراق

قال رسول الله ﷺ علي سلم الطاعون جزء من اجل طائف من في سائر اهل فدا سمعتموه ارض فلا تقبلوه عليه

رسول الله ﷺ اظهر عليه وسلم فدا طاعون فدا طاعون في سائر اهل فدا سمعتموه ارض فلا تقبلوه عليه

واذا وقع وانخر فيه فلا خضر جاعلها فرا منته هذا الحديث من صحيح المصاحف واما استقامته من زهد والمعاد

بالطاعة لئلا يكون عدا الله تعالى ان يتركها لئلا يكون عدا الله تعالى ان يتركها لئلا يكون عدا الله تعالى ان يتركها

حظت فدا الطاعون الله تعالى فاسئل الله تعالى علي سلم الطاعون فدا طاعون في سائر اهل فدا سمعتموه ارض فلا تقبلوه عليه

مشيوقهم وكبر انهم فدا لحد حديث علي سلم الطاعون فدا طاعون في سائر اهل فدا سمعتموه ارض فلا تقبلوه عليه

القدوم على الطاعون فدا لحد حديث علي سلم الطاعون فدا طاعون في سائر اهل فدا سمعتموه ارض فلا تقبلوه عليه

التحكة لقوله تعالى ان يتركها لئلا يكون عدا الله تعالى ان يتركها لئلا يكون عدا الله تعالى ان يتركها

فدا الطاعون فدا لحد حديث علي سلم الطاعون فدا طاعون في سائر اهل فدا سمعتموه ارض فلا تقبلوه عليه

الطاعون فدا لحد حديث علي سلم الطاعون فدا طاعون في سائر اهل فدا سمعتموه ارض فلا تقبلوه عليه

الطاعون فدا لحد حديث علي سلم الطاعون فدا طاعون في سائر اهل فدا سمعتموه ارض فلا تقبلوه عليه

الطاعون فدا لحد حديث علي سلم الطاعون فدا طاعون في سائر اهل فدا سمعتموه ارض فلا تقبلوه عليه

الطاعون فدا لحد حديث علي سلم الطاعون فدا طاعون في سائر اهل فدا سمعتموه ارض فلا تقبلوه عليه

الطاعون فدا لحد حديث علي سلم الطاعون فدا طاعون في سائر اهل فدا سمعتموه ارض فلا تقبلوه عليه

الطاعون فدا لحد حديث علي سلم الطاعون فدا طاعون في سائر اهل فدا سمعتموه ارض فلا تقبلوه عليه

الطاعون فدا لحد حديث علي سلم الطاعون فدا طاعون في سائر اهل فدا سمعتموه ارض فلا تقبلوه عليه

الطاعون فدا لحد حديث علي سلم الطاعون فدا طاعون في سائر اهل فدا سمعتموه ارض فلا تقبلوه عليه

الطاعون فدا لحد حديث علي سلم الطاعون فدا طاعون في سائر اهل فدا سمعتموه ارض فلا تقبلوه عليه

الطاعون فدا لحد حديث علي سلم الطاعون فدا طاعون في سائر اهل فدا سمعتموه ارض فلا تقبلوه عليه

الطاعون فدا لحد حديث علي سلم الطاعون فدا طاعون في سائر اهل فدا سمعتموه ارض فلا تقبلوه عليه

اوکلا وکلا یستعملون فی حلقه عقلیہ یخرج الذی فی الحاحه التی لا یقلع علی العقول الخربۃ التی کما هی
اور وہ پہلے نہ چہ یا جائتا ہو کہیں جو قوت سے حال کیا یا بدلتی تو اترونی تھو بات بڑی کی کوئی آنتہا نہیں ہے ترجیح دینے ہے

لہا وظیف یعنی بصیرت و تہائی حاکمہ ان ظفر شی من الذی لا یقلع علی الا لاحق ان فیہ من الدنیا
اور اپنے اندر ہے بن اور دل کی جو قوت سے خیال کرتا ہو کہ کچھ پیش آوا لیا اور وہ احمق یہ نہیں ہو سکتا کہ وہ دینا سے ٹکر

وری ان فی ظفر شی من الذی لا یقلع علی الا لاحق ان فیہ من الدنیا
وہ کہہ سکتا کہ کچھ بھی پیش نہ کیا تو دنیا کی پیش و لذت کیونکہ وہ سب جاتی ہیں کی اور آخرت کی لذت کیونکہ وہاں تک اشکی رسائی نہیں

الیہما الوصول فیہ فی حیرۃ وینہ مترجین لا یفعل للندم وقد کان علیہ السلام قال ما من احد یعمو
بہر حسرت اور نہ مات ہی میں نہ ہو جائے گا اور ایسے وقت کی نہ مات سے کچھ فائدہ ہوگا اور روایت ہو کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا میں کوئی مرتد ہے

الاندام قالوا واما متہ یا رسول اللہ قال ان کان محسنا ندیم ان لا یكون احد ادوان کان مسدودا ندیم انکا
گھر و نام نہ ہو تا جو کوئی نے عمر نہ کیا یا رسول اللہ نہ مات سب بات کی فرمایا اگر نہ کام نہ ہو تو پیشان ہوتا کہ نہ دیکھوں نہ کیا اور اگر کام نہ ہو تو پیشانی کی طرف نہ کر

یكون نزع فی الیہما العاقل لا یضیق عمرہ فی العقل واجتہد فی تحصیل متعہ الآخرۃ قبل ان یعمی یوم لافعل
کیونکہ تیار کیا پس اسی عامل یا غیر غفلت میں ضائع نہ کر اور اترونی سامان حاصل کر نہ میں کو شش کر قبل اسکے کہ وہ دن آجائے

علی تحصیلہ فی ذلک الیوم فانک عن قرب تعان ذلک الیوم فیندم علی فوات من عمرہ غیوطا عہ
حسد نہ انکو حاصل نہ کرے لاشک شک تو عقرب امر نہ کو دیکھ سکتا پھر تو اگر شکر نہ آدم ہوگا جو بد و نہ عبادت

سبک ولا یفعل الندم فان العبد اذا کان فی شغل من اشغال الدنیا وکان شغلہ یمنعہ من العمل
بہر دہر کار کے گزری اور نہ مات سے کچھ فائدہ نہ ہوگا کیونکہ آدمی جب دین کے کاروبار میں مشغول ہو اور وہ مشغل اللہ کو عمل دیک سے باز رکھے

واحالہ علی العمل علی فراغہ و قال زافرغت عینک فذلک من حاکمتہ من وحمین احدهما یتار الدنیا
اور اس میں دیک کو فرصت کے وقت نہ ہو اگر کو صاحب فرصت ہو کر دن کا سوئے اسکی جو قوت کی کوشش ہے دو دو جہ سے ایک تو دنیا کو

علی الآخرۃ ولسنہ من شان العاقل قد قال اللہ تعالیٰ یعمو من الخیول الذی یتار الدنیا ولا آخرۃ
آخرت پر غور کر اور یہ عامل کی شان نہیں ہو اگر ششک اندر نہ لے فرماتا ہو بلکہ مقدم رکھتے ہو وقت کا لینا اور پھلنا کھر

خیر ذالک و الثانی تسویفہ العمل ان وان فرغہ فان قد لا یجدہ بل یخطف الموت قبل فرغہ
بہتر جو اور نہ ہو والا اور دوسری وجہ عمل کو فرصت کے وقت نہ ہو بلکہ لگنا کیونکہ شاید بہت لگے بلکہ موت آجائے فرصت سے پہلے آجائے

او یزداد شغلہ لان اشتغالہ لدر دنیا یستلزم بعضہا بعضا فیتقبلہ لذلک الیوم المعاد فالواجب علی العبد
باز دہندہ اور نہ ہو جائے کیونکہ دین کے کام کا سلسلہ ایسے ایک لگا ہوا ہے جس آخرت کے وقت سے خالی نہ رہ جائے گا سو نہ سہرہ واجب ہے

ان یبادر الی الاعمال الصالحہ علی حال کان قبل حصول الموت لئلا یسارع عو
کر اعمال علی زمین بخت کرے کسی حال میں جو وقت سے پہلے اور وقت سے پہلے اس آیت کے مطابق اور دو دو

الی معفرۃ من ربکم و بحکمۃ عزمہا السموات والارض اعطت المؤمنین فانی تعلق قلبہ بالدنیا
ایسے رب کی بخشش اور نہ بخت کر فو میں کا بھیلا کہ آسمان اور زمین سے تیار ہوئی ہے پر یہ کاروں کے واسطے بیشک جس کا دل دنیا میں لگ گیا

واخذ منها القدر الزانی علی حاجتہ من الطعام والشراب الباس یكون مفعولہ علیہ لان یتستعین بہ
اور دنیا میں سے کچھ مقدار کھاتا اور پیتا اور پوشاک اپنی حاجت سے لے لے لیا تو اسکے حق میں نقصان ہوگا لان اگر اس سے

علی طاعتہ اللہ تعالیٰ کل ما احبہ الانسان وظفہ لادان بفائق فان کان احبہ لغير اللہ یعد رب بہ
طاقت اسی میں مردے اسے کر دے جس چیز سے محبت کرتا ہو اور کھو کھا بھی کر لیا یا کھو کھا اور اس سے جدا ہو کر اگر اس سے غیر اللہ کی محبت بھی ہو جائے

بقیوتہ ان یحصل اللہ لذلک یزاد تعلق بہ قلبہ لذلک قال بعض السلف من اجل دنیا قلبہ یطون انفسہ علی
بقیوتہ سے معذب ہوگا اور آنتہا ہی الم ہر دہر کا پس قوراس سے اشک و دل لگا ہوا تھا اسی لیے بعض متقدمین نے فرمایا کہ جو شخص دنیا کی محبت کرے تو پاپ ہے کہ اپنی بات

ما تلتی وانت تعرض عنها اعراض لعز والمستحق ولعل من علامات ایمان فلو کان الایمان باللسان کیفی
 دوی ہو گیا اور تو اس سے متغیر نہ رہا تو مغرور و متحار کرتے والے کے متغیر نہ کرنے کی طرح اور یہ ایمان کی علامت نہیں کیونکہ ایمان کا زبان دوسری کیفیت کرتا
 فلما اذا بكون لما فوقك الدير الاسفل من النار فاحذر انك على حصينة لا تتوكل ان كان مع اعتقاد ان الله
 تو مٹا تو کونک دوزخ کی تین کیوں نہ ملے پس خدا سے ایمان کی حصینیت پر یہ کیسی تیری برائت ہو اگر یہ برائت اس اعتقاد سے ہے کہ
 تعالیٰ اراک فما عظم كبرك وان کل مع علك بان تعالیٰ فاما الشنع فاحذر انک فاما الشنع فاحذر انک فاما الشنع فاحذر انک
 اللہ تعالیٰ کی عظمت نہیں دیکھتا تو تیرا کمال افسوس اور اگر خدا سے ملنے کے ہو گا اللہ تعالیٰ کی عظمیٰ کو تو تیری کیا ہی بڑی قیامت ہو اور یہی قیامت ہے جس کو
 حصاره تعمر بقلته وغضبه بشد يد عقابه والبر عليه اقطن انک تطبق على بدعقابه هیهات هیهات
 اس دیر کی بڑھ کر بعض اور عقاب اور عقاب شدید اور دردناک عقاب کے سامنے آجیو کیا تو یوں نہ جانتا ہو کہ اس کے عقاب اور عقاب کو کس دیر انفسوس و فوسوسا
 کانک لا تو من يوم الخيل فان يهوديا لواء خيلك في الی طعمتک ان یضربک فی موضع لم یضربک عنہ
 تو کو تو قیامت آوے گا ہمارا ہی میں نہیں لایا کیونکہ یہودی کی کھینچنے والے سے لڑنے سے ملے گا کو کس کسے نہ ہر شے میں ہر جگہ نقصان کرے گا تو اس سے مبرا کرے گا
 وترکتہ ان کان قولہ تعالیٰ کتبہ لمنزل وقول الانبياء المؤمنين بالبحرۃ قل عندنا تائبون قول
 اور اس کے بعد نہ جانتا تو کیا اللہ تعالیٰ کا قول اپنی کتاب کی ہوتی تو یوں میں اور انبیاء کا ارشاد بھی مجھ سے تائید ہو چکی ہے تیرے نزدیک
 یهو حرج بل عن ظرو تخمین مع نقصان عقل وین بل لواء خيلك طفل من الاطفال بان فی شوبک
 یہودی کے قول سے تائید میں کہ جو شخص گمان اور عقل سے کتاب پر باوجود کچھ آفتی عقل درست ہی اور ندون بلکہ اگر مجھے ایک پیرہ کہہ کرے کہ تیرے میں
 عقر بالوبت شوبک فی الحال نزعہ یوقف ولا سئل ان کان قول الانبياء والعلماء اقل عندنا من قول
 مجھ پر تو تو غور کرے گا مال اپنے آپ کو یہ کیسی بے سوچے اور بے پوچھے تو کیا انبیاء اور علماء کا قول تیرے نزدیک
 صبی وصا بنار جھنم وغلظها وافيها وعقاربها احقر عندک من عقرک الخس بالاکل واما اقل منه
 بچہ کے قول سے بھی کہ یہ یا دوزخ کی آگ اور نیرنگ اور اس کے سائب اور مجھ تو تیرے نزدیک ہے مجھ سے بھی کہہ کرے کہ میں نے کھانے دیکھا یا اس سے بھی کہہ کرے کہ
 فان کنت تعرف جمیع ذلک وتؤمن به فإنا لک تشتغل بالشرا وتسوق العال الملوک بالکرم والصلو فعله
 پس اگر تو یہ سب جانتا ہو اور اس کا عقیدہ کرتا ہو کہ مجھ کو جو اس دشمنوں میں مشغول رہتا ہو اور مجھ میں ہر نامر کا جو عالم ان کو تیرے برکت میں ہے شاید کہ وہ
 یحفظ من غیر من عمل فیما دامت من الاستحالة فقل من مستقبل يوم لم یستكملہ وکم من مؤمل عند
 مجھ کا بھی یا کسی ملت کے آپکے پھر تو اس کی جلدی سے کسی سے یہ بے خوف ہو گیا کیونکہ اگر تیرے کہنے سے دنیا اور زمین کو کھپا دے اور میرے ہاتھ دن کے امیدوار اس دن میں
 لم یلحق علی نقد برکاتک وعدت بالاموال ما تمسنت واخرت العمل الی اخرها فانما ان من لم یطعم الدابة
 میں نے جو بچہ کے اور ان کے مجھ کو میں نے کھانا دیا تو تو ان کے عمل میں تاخیر کرتا تو تیرا کیا گمان ان میں سے جو کہ جس شخص نے تو کو کھانا دیا تو ان میں سے جو کہ
 الا فی حصن الحقیقة هل یقتل من قطع الحقیقة بها وهل المأذ عن المادق والباعث علی الشوق سبغ عینک
 سو اسے دامن نہ کرے کیا وہ اپنے حقائق رکھتا ہو کہ اس شوق سے ہمارے پر جھڑ جائے اور میں میں جلدی کرتے نہ کرے تو اسے دانا اور تاخیر کرنے کا باعث
 عن غلظتها واما فی ذلک لعل جلیقہ وملت یوما یاتک ولا یستغنی عن مخالفة الصوی هذا یوم
 دشمنوں کی اور شوق کی وجہ سے تو انہیں کی مخالفت سے تیرے ہمارے تو کہہ سوا کوئی اور سبب اور کیونکہ کوئی ایسا نہ ہو کہ مجھ کو ان کی مخالفت میں شوق ہے یا ایسا نہ تو
 لم یخلق الله شقا ولا یخلقہ الا فی الحنة والحنۃ محفوف بالکرم والکرام لا یكون خفیة علی النفس هذا
 اللہ تعالیٰ نے نہ تو کوئی شقیہ پیدا کیا اور نہ ہی اس کا سبب محبت اور رحمت ہے آپس میں ان کے دھکیلی ہوئی ہو نا تو اگر باہرین نفس پر بھی ایسا نہیں ہو تین
 حال وجودہ فان کنت لا تفهم هذه الامور الجلیة فکون الی التفت فی حقیقة تزیید علی هذه الحقیقة
 اس کا وجود حال پر نہیں اگر تو ان عملی تو ان کو نہیں سمجھتا اور میں میں تاخیر ہی کی طرف مائل ہوتا ہو تو اس سے زیادہ تو کسی حقیقت اور نادانی ہو گی
 وان کنت تتقن علی کرم الله تعالیٰ افضل فما بالک لا تقن علی کرمه وفضلہ فهو رزقک اما تستعبد
 اور اگر تجھ کا اللہ تعالیٰ کی کرم اور فضل پر مجھ دساتو تو کیا وہ جسے کہ دنیا کے کاروبار میں اللہ تعالیٰ کی کرم اور فضل پر مجھ دساتو نہیں کرتا بلکہ کیا تو

ان القوم سيبلغون على هذا حالهم الا لامة قال لا امان الغزال هذا كل ما اخرج من النحل لئلا يشركوا في الناس في الزمان
 كروا حوا حشرهم اسما من غلاب السحرة

الاول اولوا بطون على الطاعة العباد كما يحب الغن في الاحترار عن انفسه في الشهور ومع ذلك كانوا يعاقبون
 بعيشة طاعت اور عبادات من كثر ربه تقي اندش سمات اور شروعات في طوبى نبي تقي اور اس پر كجوا بنے اور برادر كرتے تھے

على انفسهم يكون الخلق لئلا يخلق امة من قوم غير خائفين اصلهم على المعاصي انهم حكم
 اور تناسل من رويار كرتے تھے اور اب آ جمل خلقت كوتھے جہاں میں خوش و خرم ہے خوف و ہراس باوجود كذا ہوں پر اسے ہرے چوتے اور

في الدنيا واعراض عن طاعة الله تعالى ومنهم ولا تقون بكم الله تعالى وفضلهم ورجون العفو ومغفرة
 دین میں کہے ہوئے چوتے اور عبادات الہی سے بچھ پرہیز کرتے اور بچھ کرے ہیں کہ ہم

ويقولون ان نعمت واسعة وحملة شاملة وابن ماصي العباد في حيا ومغفرة وبيد من قدرهم اغوارهم ورجاؤ
 اور كہتے ہیں کہ نعمت فراخ اور بڑی رحمت عام پروردگار کے معاصی کی یا اسے مغفرت میں یا اسے قدر پروردگار کے نام پر ماکہ جو راجے اور

يقولون ان العباد مقام محمود في الدين فكأنهم يرون انهم قوم من كرم الله تعالى وفضلهم ولا يعرفه الانبياء
 كہتے ہیں کہ عباد دین میں پسندیدہ مقام ہے پس گویا انھیں نگہ ہے کہ ہم انہیں قسط کرم اور فضل سے وہ جان بگھڑانیا

والصحة طيبة والسلطان الصالح المجلس الثامن والسبعون في بيان فضيلة التقوى
 اور صحت پادوستی ہے پشیمین میں جانتے تھے اور ستموین مجلس

حسن الخلق وحقيقته قال رسول الله صلى الله عليه وسلم انما اهل الجنة تقوى الله وحسن
 حسن خلقی فضیلت اور دل حقیقت بیان میں فرمایا اور اسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا تو جانتے ہو کہ جنت میں جن لوگوں کو دروازہ لیا جائے گا ہر ہسینے کار کا لڑکیا

الخلق هذا الوش من حسن الصلح وراه الوهم بريق ومحاذاة ان لا تلبس السعادة ولا تلبس الحزن انما يحصل بالجمع بين هاتين
 علت یہ حدیث صلیح کہ حسن و عفت میں جمع کیا جائے تو بڑی روایت اور اسے سے ہمیں کہ کثرت سعادت اور کم کسب ان دونوں خلقت میں کثیر کرے حال پر تارے

الخصم من قال اتقوا الله في حسن المعاملة مع الخلق حسن الخلق اشارة الى حسن المعاملة مع الخلق فعل
 کیونکہ تقوی سے فائق کے ساتھ خلقی معاملہ کی طرف اشارہ پر اور حسن خلق سے مخلوق کے ساتھ خوش معاملہ ہونے کی طرف پس

هذا يتصل من علم سعادته الى ثباته وان سعادته الاخرة باقية فان سعادته سعادته الاخرة على سعادته الى ثباته وسعادته
 اس پر بلا تعلق ہو اسکو جو یہ جانتا ہو کہ سعادت دنیوی قائمی اور سعادت فردی باقی ہے کہ سعادت فردی کہ سعادت دنیوی کا پسند کرے اور سعادت

الاخرة لا تحصل الا بتقوى الله تعالى لان حسن الخلق وان ذكر معها افعال ما يشاءه الانسان داخل في انواعها فمن
 آخری بدون تقوی الہی کے حاصل نہیں ہوں کیونکہ حسن خلق کو جو اسکے ساتھ طاعت شان کی وجہ ذکر ہو لیکن وہ تقوی یامین اور اہل علیہ کہ تقوی سے ملو

اجتناب المنكرات والامور الحرام وانما يحصل خيرا من الدنيا والاخرة اما الخير انما ينبت من
 کرم نیک اور سخی ہوں یا توں سے نیک اور اچھا ہوا سعادہ کو کہ سعادہ اور اسی سے دنیا اور آخرت کی سب خوشیاں حاصل ہوگی جو بدو کی نوسا بن

فمنها الحفظ والحياسة كما قال الله تعالى من تقوا الله جاعلن منكم فريقا وبقية النجاة من الله والرفق
 پسوں کی نیچے سے حفاظت اور نگہبان ہو جسکا لہذا کہنے کے فرمایا اور اگر تمہارے ہر دہے ہو تو مجھ کو بچاؤ اور اگر تمہاری اچھی نصیحتیں نصیحتیں بناتے پناہ اور رزق

من الحلال كما قال الله تعالى من تقوا الله جاعلن منكم فريقا وبقية النجاة من الله والرفق
 عطا چاہے اللہ تعالیٰ نے خواہے ہو جو کہی کر تارے اللہ سے وہ اسی سبیل کر دے اور روزی دے گا اسکو جہاں سے اسکو خیال ہو دین آخرت کی خوبیاں

لهم اصلهم العمل كما قال الله تعالى كما يحب الله وتقوا الله وقولوا لا اله الا الله وحده لا شريك له انما يحصل لكم انما يحصل
 اور آدمین سے ایک عمل اور سستی ہے جانتا اللہ تعالیٰ نے تقوی اور ایمان علیہ السلام کے ہر اللہ سے اور کو تکلیف بنانے کے لئے کہ لاہور الہی سے

العمل كما قال الله تعالى انما يقبل الله من التائبين ومنهم من لا يرجع الى الله كما قال الله تعالى ان الله اعلم
 عمل قبول ہوتا جو چاہے اللہ تعالیٰ نے تارے اللہ قبول کرے کہ موت تقوی والوں اور ایک نصیحت کرم اور عزت ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرمایا جو نصیحت اور باختر

[illegible]

وَعَمَلٌ لِّبَعْضِ كَيْفِ الْإِخْطَاءِ مِنْ جِلْدِ الْحَائِثِينَ إِذَا بَيْنَ الثَّمَنِ وَكَانَ مَسْئُومًا أَوْ لَوْ أَنَّ مَنِ اشْتَرَى الْخَطَا
أَنْ يَصُونَ كَمَا زَكِي مَتَّاعًا لَمْ يَكُنْ يَكُونُ بِمَنْزِلَةِ الْخَطَا لَكِنْ يَكُونُ بِمَنْزِلَةِ الْخَطَا لَكِنْ يَكُونُ بِمَنْزِلَةِ الْخَطَا لَكِنْ يَكُونُ بِمَنْزِلَةِ الْخَطَا

فإنه لا حصوله بغيره عظمى وهي حصوله بقوة لا من القوة وهذا إذا تركه قبل أن يتناهي عظمه
 فيكون له بغيره من غير حصوله بغيره عظمى وهو حصوله بقوة لا من القوة وهذا إذا تركه قبل أن يتناهي عظمه
 وأما إذا تركه بعد أن يتناهي عظمه فلا يتصدق بغيره من غير حصوله بغيره عظمى وهو حصوله بقوة لا من القوة وهذا إذا تركه قبل أن يتناهي عظمه
 جسمه من النار إذا بلغ ذلك للبلية لا يزيد فيه شيء من ذلك الدائم بل يكون بغيره من الشمس لو من القمر
 وطعمه من الكوكب فلا توجد فيه إلا عمل الشمس والقمر والكوكب وذلك بتقدير العزيم الحكم
 المجلس الثالث والسبعون في بيان حقيقة الرتبة وأحكامها
 عليه وسلم لما تولى على الناس فإن لا يبقينهم أحداً من الرتبة فإن لم يكن له صاب من غبار عظمى في حراية
 من يخاف هذا الحديث من حسن المصالح وأه البهزية وقد بين في الناس لما في عليهم زمان يكتر
 في الرتبة لا يبقونهم أحداً من الرتبة فإن لم يكن له صاب من غبار عظمى في حراية
 عند غلبته كالخائن والماء لا يعلو إلا بالنار التي توقد تحته والنار تكون يوم القيامة لا يعلو من غير
 من غير منه غباراً من سبلان ينسب إليها البنية الغبار إذا ارتفع ينتشر في الجو فيصير كل من كان يقرب
 منه فقله هذا يكون حتى لا يثبت على ما ذكره التوردي في أن الرتبة لا ترتفع لأجل غلبته عند النعمان من يدلين
 يد في فضل بأموال الناس فيكون من غير قصد في الرتبة لا يعلو من غير غلبته وان سلمت من الرتبة لأجل
 وتسبب للشيء الجعل عند العلم بأحكام الجميع والشرى إذا قلما يوجد من غير ما أخبر به النبي صلى الله عليه وسلم
 ويجعل به فضل الملتزمين بأكمل الرتبة وهو لا يعلو من غير غلبته وإنما التقصيرة أودع في من يبيع ويشترى من
 أن يتعلم أحكام الجميع الشريعة بأكمل الرتبة شاء أم لم يشأ كان عظمى في السوق فيضون إليها والى ويقول لا ينبغي
 سوقاً من الرتبة فيقول لا ينبغي بأكمل الرتبة شاء أم لم يشأ كان عظمى في السوق فيضون إليها والى ويقول لا ينبغي
 يمكن الاحتراز من الرتبة لأن الرتبة لا يعلو من غير غلبته وإنما التقصيرة أودع في من يبيع ويشترى من
 سود من الرتبة لا يعلو من غير غلبته وإنما التقصيرة أودع في من يبيع ويشترى من

ما کان من صنع العبد ولا یکون لهم امانة المائتة فی ملتغا وتهم فی الحاقه قطعاً کان یبذل ان لا یجوز
 جوزه او یسئل ان یأخذ به بل یجوز ان یتکلم فی نفسه کما یرى من یبذل من قرضه
 استقراضه لکن قبل یجوز استقراضه لکن یجوز ان یبذل من قرضه او یسئل من قرضه
 فالدقیق والخبر فی حلی هذا کان یبذل ان یجوز استقراضه لکن یجوز ان یبذل من قرضه
 والدقیق والخبر فی حلی هذا کان یبذل ان یجوز استقراضه لکن یجوز ان یبذل من قرضه
 علی الفتوی لو استقرض جماعة من رجل درهم وامره ان یدفعه لکل واحد منهم فباعه لیس لکل واحد منهم
 لا حصته فقط والتکلیف یجوز القرض یجوز ان یدفعه لکل واحد منهم فباعه لیس لکل واحد منهم
 ولا یجوز التکلیف بکل استقراض حق لا یشیت للملک للملک فباعه لیس لکل واحد منهم فباعه لیس لکل واحد منهم
 فلا یجوز بطلان الرسالة فانما صحیح ان یدفعه لیس لکل واحد منهم فباعه لیس لکل واحد منهم
 یقول سئل ان یبذل من قرضه لیس لکل واحد منهم فباعه لیس لکل واحد منهم فباعه لیس لکل واحد منهم
 التصریف مالک نفسه من کان له علی خر حفته وباعها منه یدفعه لیس لکل واحد منهم فباعه لیس لکل واحد منهم
 التصریف مالک نفسه من کان له علی خر حفته وباعها منه یدفعه لیس لکل واحد منهم فباعه لیس لکل واحد منهم
 خظه فی هذا الزمان لان بعض الناس یستقرض حنطه او شئاً اخر غیر مالکها یجوز استقراضه یتلفها ثم
 یطلبه الملک بها فیحیی عن ادائها ویبذلها من اجل حله هو فاسد لا یجوز ان یبذل من قرضه
 کل من حال ان الاجل لم یصل لذلک الدین مؤجلاً لیکون تأجله لازماً لا القرض فان تأجله
 لا یتکون لازماً بل یجوز القرض طلبه من شاء لان فی الابداء اعطاءه وبطلان الاعتناء لا یلزم فی التأجل لکنه
 من التبرعات لا یجوز فیها کما فی الاعارة وفي الانتهاء معاوضة بطلان الاعتناء لا یجوز فی التأجل لکنه
 الدرام بالدرهم نسته وهو نورهان یقتضی ان یجوز القرض وانما یجوز نظر الی بطلان الاعتناء لکنه
 الدرام بالدرهم نسته وهو نورهان یقتضی ان یجوز القرض وانما یجوز نظر الی بطلان الاعتناء لکنه

فَلَمَّا كَلِمَاتُهَا وَسَيَّارُونَهَا قَالَ ذَلِكَ صَدَقَ عَزَّ وَجَلَّ وَلَمَّا تَوَلَّاهُ قَالَ لَمَّا كَلِمَاتُهَا وَسَيَّارُونَهَا
 اذ تصحب جانتے ہیں کہ اب باز آنا مجبوری سے ہو اور اگر کسی عیال ہو تو میری کرن جس سے انگوٹھ کیا گیا تھا اور ایسے ہی ۱۱ سید اور شہزادے سے کہا ہو
 وفادہ بان قال شباب قاتلہم قبل کہیف قاتلہم قل لان من شرط الاسلام انشفقة علی الخلق والفرج
 اور انہوں نے کہا کہ اے کافرانوں! تو اب پہنچا کسی سے کہ اس کا قاتل کو تو اب کیسے ہو گا کہ اسے کہ اسلام کی شرط جو خلق پر شفقت کرنا اور اکل خوشی سے
 بقولہم الحزن عنہم وہم علی عکس الخ و ذکر فی کہ اہل بیت البر ازیتان کان یفتی بکفرہم و لاحقہم للشارع
 عرض ہوتا ہوں انکے سے عکس ہوتا اور وہ لوگ انکے برخلاف ہیں اور ان کے یہ کہ باہر جہنم میں مذکور ہو کہ وہ ان کو کفر بتوئی دیتے تھے اور شارع کا مختار ہے یہ
 ان لا یفتی بکفرہم و جواز القتل لا یدل علی کفرہ قال لعلہ تعالیٰ انما جرحہ الذین یبغون لکون اللہ و شواکد و یبغون
 کہ ان کے کفر بتوئی دیا گیا تھا اور قتل جائز ہو کفر بدولت میں نہ کرنا اور خدا کا فرمانا جو اس کی جرحوا کرتے ہیں انھوں نے انھیں رسول سے اور دوسرے
 فی ان کرخی فساد ان یقتلوا و یقتلوا ولا یعون من الحار بن اللہ و رسولہ و ذکر فی باب السب و تحننہ
 ملک میں فساد کرنے کو کھل دینے کا بیان رسول پر ہوا ہے لیکن ادا کو حکما کرنا اور رسول سے لڑنے والے ہیں اور ان کے یہ نہیں کہ اب ایسا جہنم میں مذکور ہے
 اللہ ازیتان للشارع ففساد الملک بسبب السبایة افتوا بان قتل الخ و السبایة فی فی ان لا یفتی قاتلہ و ان لا یفتی
 کہ شارع نے یہ سبب سمایہ کہ ملک میں فساد پیش جائز ہے اور یہ سے فتویٰ دیا ہو کہ قذریہ کے زمانہ میں یا جنوں کو مارتا ہوں یا قاتل کرنا تھا جو اور قید کر کے نہادین
 لکونہم و مثل ذلك الذین اشد ضررا یملعون بالذین یحاربون کس و سولہ و یسعون فی الارض فاما
 کہ ان کے ان سے ایسے زمانہ میں جو ان کے خلاف ہوں اور ان کو ان کے کم میں ہیں جو ان کے اور رسول سے لڑتے ہیں اور ملک میں فساد کرتے ہیں
 فصل فی جواز قتلہم لکن بأسهل الطرق و اقلہما کذا بالصلیٰ فیہ بلعق کلاب و سحار و الذکر و علقا السباع
 اس کے موافق اقل قاتل کرنا جائز ہو مگر آسان طریق سے جس میں ان کا ہدف ہو جیسے سولی دینا اور سر اور ہاتھ اور ناک و منہ و غیرہ کے حصے میں تلخیز زیادہ ہو جیسے وہ سب سے
 الحار بن فی هذا الذین انما یخرج علیہ السلام قال اذا قتلتم فاحسوا القتلہ فعمل من هذا النقط ان اجراء
 جو اس زمانہ میں روح ہیں کہ ان کے ہر ایک پر کئی علیہ السلام نے فرمایا جب قتل کرو تو ایسی طرح قتل کرو کہ وہ ان کے قتل سے معلوم ہوا
 ہذا فی العقوبۃ انما یجوز اذا کان المدعی علیہ تمہا یا کجرا انکم مشہور باجاء و انکر ما ادعی علیہ اما الذکر و ما ذکر
 ان عقوبات کا جاری کرنا ان کی وقت جائز ہو کہ وہ ظہر پر دم کا شہر ہو اور دم میں مشہور ہو اور جملہ شہر دعوئی پر اٹھ سے منکر ہو اور اگر انھیں ان کا شہر نہ ہو
 ہا بل کان جلا صلا کما مشہور بالصلیٰ فلا یجوز عقوبۃ اصلا بل یجوز فی سبیل اللہ یقیم علیہ بیتی و
 بلکہ نیک آدمی ہو جہاں میں مشہور ہو تو ایسے کی عقوبت ہرگز جائز نہیں بلکہ قسم لیکر چھوڑ دین اگر انھیں گواہ قائم نہ ہوں اور
 ان کان مجہول الحال لا یعرف بید و لا جوارح و یجوز حبسہ و یؤاویہ حتی یتبین حالہ بالبیۃ تاویلہ و ان لم
 اگر مجہول الحال ہو کہ نہ نیک مشہور ہو اور نہ بدکار ہو ایسے کو ایک یا دو دن حوالہ کر دینا یا تین یا چار یا کھانا ان کو دے تا بقدرت سے ظاہر ہو جائے اور اگر
 یظهر شیء منہا یحلف و یغلی سبیلہ لا یجوز ضربہ کما ذکر فی سرقۃ الخ و خلاصۃ و البرزخۃ انما یقتل
 کہ کبھی ظاہر ہو تو قسم لیکر چھوڑ دین اگر انھیں گواہ جائز نہیں چنانچہ خلاصہ اور برزخہ کے باب السرقۃ میں مذکور ہو کہ عصام بن یوسف
 دخل علی الامیر فانی بسرقۃ فاکل الشرقت قال الامیر لعصام بن یوسف انک یسرق و یسرق علیہ فقام عصام علیہ
 امیر کے پاس گئے وہ ان کے ایک چور پر پکڑا پس انھیں چوری سے انکار کیا پس امیر نے عصام بن یوسف سے پوچھا امیر کیا واجب ہو عصام نے کہا امیر تمہارے
 و علی المدعی البیۃ فقال الامیر ہاتونی بالسطو و العقالین فاضرب عنہما حتی اوقوا فی سرقۃ فقال عصام
 اور مدعی ہو گا کہ امیر نے ان کے گواہ اور وہ سب ان کو اوچھوڑ دے کہ ان کو بے گناہ نہ کرے کہ انھیں اقرار کر لیا اور چوری کا مال لے آیا عصام نے کہا کہ
 سبحان اللہ ما کریت ظلما ان شکیا لعدلی من ہذا فانظر کیف سماہ ظلما کم ظلہم الحق و لہ عجل علیہ لا یجملہ
 سبحان اللہ میں نے اس سے جو کہ کوئی ظلم نہیں دیکھا جو عدل سے مشابہ ہو پس دیکھو کیونکہ اس کا نام ظلم تھا جو دیکھو کہ ظاہر ہو گیا تھا اور انھوں نے ان کو بے گناہ کر لیا
 شکیا کہہ لعدم وجود عدلہ ظاہرہ موجب لذلک الضرب لان وان ظہر الحق فی ہذا فالمرۃ لکن نیتہ لا یلاظہر
 عدل کا مشابہہ قرار دیا کہ کوئی ظاہر دلیل و دلیلی نہ تھی جس سے ثابت ہو گیا واجب ہوا سوا اس کے کہ اگرچہ اس وقت تو حق ظاہر ہو گیا لیکن اکثر حق ظاہر نہیں ہوا کرتا

المشترک یغنی قضاؤه ظاهر اوباطنا حتی یحل لمن حکم به بالجاذبۃ او الطعام ان یطأ الجا سبۃ
 قروضه لا یصلح کر یا تو اشکال ظاهر او باطنی نافذ ہو جائیگا یہاں تک کہ جسکے لئے اس کو نافذ کرنا جائز ہو تاکہ نہ مکمل ہو اور نہ کو جائز ہو کر بعد استبراء کے
 بعد الاستبراء ہو ویکل الطعام للثبوت للملک علی الثمن الذی قسم الشہادۃ قبلہ اما اذا فی حیل من حیل ملکہ مطلقا جازا
 لولایۃ سے دلی کرے اور کہنا تاکہ نہ کو کسی ایک شخص سے ثابت ہوئی ہو کہ گواہ کرے جس صورت میں ایک شخص کسی شخص پر بیعت کیا تھا مطلقا دعوی کرے
 او طعام من غیر تعین سبب من اسباب الملک اقام شہادۃ لزور وقضی القاضی بینہما بالملک لا ینفذ قضاؤه الا
 اسباب ملک میں سے کسی سبب کے سبب کیسے کہ جسے اور دوجھڑے گواہ پیش کر دے اور قاضی نے اس دونوں میں ملک کا فیصلہ کر دیا تو اشکال کے مرتبہ ہر من نافذ ہو گا
 ظاہر حتی یحل لمن حکم به الجاذبۃ او الطعام ان یطأ الجا سبۃ او کلا طعام لم یثبت للملک لہ فیما بینہما
 یہاں تک کہ جسکے لئے نافذ کرنا جائز ہو تاکہ نہ مکمل ہو اور نہ کو جائز ہو کر بعد استبراء کے دوہاں اشکال کے ایک ثابت نہیں ہے
 اللہ تعالیٰ ومن امثله العقود ان احدا من الرجال والنساء اذا دعی علی آخر کما حاقا قام شہادۃ الزور وقضی
 اور ایک اشکال العقود کی ہے کہ کسی مرد یا عورت سے دوسرے پر نکاح کا دعوی کیا اور دوجھڑے گواہ پیش کر دیئے اور قاضی نے
 القاضی بینہما بالنکاح ینفذ قضاؤه ظاہر وباطنا حتی یحل للرجل لوطی للمراۃ التکین ہذا اذا التکین للمراۃ فی
 ان دونوں میں نکاح مکمل کر دیا تو اشکال ظاہر اور باطنی دونوں میں نافذ ہو جائیگا یہاں تک کہ دو کو حجت کر دیا اور نہ کو جائز ہو کر بعد استبراء کے
 نکاح الغیبر وعدتہ فاما اذا کان فی نکاح الغیبر وعدتہ فاقضاء اما ینفذ ظاہر فقط واما باطنی ومن امثله الفسوخ
 دوسرے کے تلخ یا عدت میں نہ ہو اور اگر کسی اور کے نکاح یا عدت میں ہو تو حکم مرتبہ ظاہر میں نافذ ہو گا نہ باطنی میں اور فسخ کی ایک مثال یہ ہے
 ان احد الزوجین اذا دعی علی خرفۃ النکاح سوا قام شہادۃ الزور وقضی القاضی بینہما بالزور قضاؤه ظاہر
 کر یا نہ ہو یا میں سے ایک نے دوسرے پر فسخ نکاح کا دعوی کیا اور دوجھڑے گواہ پیش کر دیئے اور قاضی نے اس دونوں میں حاکم کر دیا تو اشکال ظاہر
 وباطنا حتی یحل للرجل لوطی للمراۃ التکین ہذا کما فی النکاح النکاح فی زوج آخر یخفی للزوج والاخر وطہوان علم الزوج
 اور باطنی دونوں میں نافذ ہو جائیگا یہاں تک کہ دو کو حجت کر دیا اور نہ کو جائز ہو کر بعد استبراء کے اور دوسرے کے تلخ یا عدت میں نہ ہو اور اگر کسی اور کے نکاح یا عدت میں ہو تو حکم مرتبہ ظاہر میں نافذ ہو گا نہ باطنی میں اور فسخ کی ایک مثال یہ ہے
 الاول الخلفۃ بان کان احد شہادۃ الزور ہذا کلا قد کان ظاہر معلوما اما ذکر کلین فی حقہما فاعلم ان
 کبر یا نہ ہو یا میں سے ایک نے دوسرے پر فسخ نکاح کا دعوی کیا اور دوجھڑے گواہ پیش کر دیئے اور قاضی نے اس دونوں میں حاکم کر دیا تو اشکال ظاہر
 قضاء القاضی فی العقود والفسوخ بشہادۃ الزور ان کان نافذ ظاہر وباطنا وفیہما فی الحیل عند الخلفۃ کلا
 عقود اور فسوخ میں جو فی حق کسی سے قاضی کا حکم کر چکا ہو وہاں نافذ ہو گا نہ باطنی و ظاہر کا ہی حکم دیا جائے اور فیہما کے نزدیک کیونکہ
 انشاء بطریق الاقضاء لان المدعی الشہود لا یخلو من ان یعرضوا للخطۃ اللہ تعالیٰ وعقاجہ حیث انکبوا واضع
 بطریق اھتمام کے القاضی اھتمامی یا کہ بر کسی اور گواہ مضبوطی اور انکبے مذاب میں جو جائز ہے تو انہیں شہد کر کے کہ ان کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسا کر
 ورسولہ وسعوا فی بطل حق الغیر ظلہ لاسیما اذا التکین الغیر لیس شہدۃ یسئلون للیقینۃ لئلا ینفذ قضاؤه فان ارتکب
 اور دوسرے کی حق میں کرے اور حکم کرے کہ کسی کو شہد کرے جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسا کر دیا اور انکبے مذاب میں جو جائز ہے تو انہیں شہد کر کے کہ ان کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسا کر
 الذکر باجماع ما لیس وقد روی انہ علیہ السلام قال من ادعی ما لیس فلیس منا فلیتوہم فمقلد من الناس واما
 اور اگر کسی کو شہد کرے اور حکم کرے کہ کسی کو شہد کرے جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسا کر دیا اور انکبے مذاب میں جو جائز ہے تو انہیں شہد کر کے کہ ان کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسا کر
 الشہود فانکبوا الذکر کثیرۃ التي شاکت لشرک وھو شاکۃ الزور کذا المدعی حیث فی حقہما وقدر انکبوا
 گواہ اسلیمہ کر انھوں نے ایسا کر دیا اور انکبے مذاب میں جو جائز ہے تو انہیں شہد کر کے کہ ان کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسا کر
 قال عدت شہادۃ الزور لا یلزم ان یشکک باللہ تعالیٰ ثلاث مرات فیقول لعلی قال فاجتنبوا الرجس من الاوثان واجتنبوا قول
 میں مرتبہ فرمایا جو کہ ایسا کر دیا اور انکبے مذاب میں جو جائز ہے تو انہیں شہد کر کے کہ ان کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسا کر
 الزور فانہ یلزم فی ہذا الحدیث ان شہادۃ الزور کانت مساویۃ للشکوک فی حصول الایمان لیس یقول لعلی لان الشکوک
 ایسا کر دیا اور انکبے مذاب میں جو جائز ہے تو انہیں شہد کر کے کہ ان کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسا کر

[illegible]

تحرک علیہ بالشروط اذا اذ احل لہ عدل واما قبلہ الی قصد بقیہ کنت معد ولا لک لکن یتکون علیہ علیہ
 برائی کا کیسے کر لگا اور اگر کوئی عادل کچھ اور اسکی خبر سے اصرار اول اسکی تصدیق پر مائل ہو تو مؤمن ہو جائیگا اگر تو اسکو جو مانجھے تو اسکا
 طنت بالکذب وھذا من سوء الظن ایضا فلا یبغی الی ان تحسن الظن باحد تیسبباً الاخر بل یبغی
 کھڑکھڑاتا ہوا سو اسنے کہ اسکے حق میں جو کچھ لکھا گیا یہ سچی ایک جگہ یا کچھ جگہ لکھا گیا نہیں ہے کہ ایک حق میں لکھا گیا کہ وہ دوسرے حق میں لکھا گیا کہ وہ لکھا گیا
 ان تحت من حالہا مل بینہا عدل و عیاسدۃ و نعت ام کافان کان بدینہا شیء منھا یطرو
 کہ ان دونوں کا حال دریافت کرے کہ آیا ان دونوں میں دشمنی اور حسد اور سرکشی یا مینین ہے اگر ان دونوں میں مینین اس میں سے کچھ بھی ہو تو اب
 التهمة والشرع قد رجحانۃ الی البطلان للثبوت فاک ان متوقف عند ذلک ولا تحکمر علیہ بکذلک
 تحقیق نہ ادا دیا فی اور شرع نے تو عادل باپ کی گواہی کو بھی حق سے کھٹا کر رکھ دیا اور لہذا اب کچھ کو چاہیے کہ توقف کرے کہ کچھ نہ کہ لڑنے نہ جھگڑنے کا اور نہ
 یصدق ویتقل بذکر من حالہ کان فی سدادہ تعال عندی وکان امرہ عجوباً وغنی وقد بقی کما کان لم
 کچھ کا اور یہ تو کہ اسکا جھگڑنا یا نہ ہوا اور کچھ سے اسکی رائے کی پروردہ یعنی میں تھا اور اسکا حال مجھے یہ عقیدہ تھا اور وہ ایسا ہی جو عیساکہ کچھ کچھ اسکا حال
 یتکشف لی من امرہ شیء ہذا اذا اقبل لک عدل واحد واما اذا اقبل عدل فلان لاجل ان من عدم تصدیقہا
 کچھ میں کچھ جھگڑا ہے کہ ایک عادل کا کہہ کرے اور اگر کچھ دو عادل ہیں تو اب کچھ سچ نہ جانتے کی کوئی وجہ نہیں
 لانہما حجتہ فی الشرع لکن یشترکان فی بطلان الانسان لعدم نزول الی ارض الخطا والانتصا الی الوجود احسن
 دو کچھ دو دونوں میں حجت ہیں لیکن پھر ماننا چاہیے کہ اگر کوئی آدمی خطا اور نقصان سے خالی نہیں لہذا مؤمنوں میں سے کوئی بھی مؤمنین
 المؤمنین الاولہ بنما سن ومساوی تن تغلب عما سئل علی مساویہ فهو یمن بالصلح لکن قال اہم
 اسکی پہلی گواہی میں ہیں اور دوسری میں بھی پس اسکی خواہش اور اس سے زیادہ میں اسکا صلح میں تھا یہ اسکی لیے امام خافضی
 الشافعی ما احدث من المسلمین بطعہ اللہ تعالیٰ ولا یبغی ولا احد من المؤمنین یجری علیہ ولا یطیغہ
 کہ ان کوئی مسلم نہ ایسا نہیں جو کہ اسراہر اللہ تعالیٰ کا نہیں ہے اور نہ وہ کسی نہ کرنا ہوا نہ کوئی ایسا مان میں جو کہ اسراہر اللہ تعالیٰ کو اور کچھ اطاعت نہ کرنا ہو
 فمن کان طاعاً لک اکثر من معاصیہ فهو عدل فی حق الشرع فاذا کان عقل ہذا عدل فی حقہا فکونہ
 جس سے طاعت لک ہوں سے زیادہ ہوں تو وہ شرع سے کم میں عادل ہے تو جب ایسا شخص حق اللہ میں عادل ہوا تو میری نگاہ میں
 عدل کا عند لا اولی احسن واولی من جملہ انشی علی رجل عند الذی علیہ السلام فلما کان من اللحدۃ فقال
 اسکا عادل ہوا اولی اور زیادہ اولی اور عزت ہو کہ ایک شخص نے نبی علیہ السلام کے سامنے ایک کی گواہی کی کہ اس پر جیب لگا دینا ہوا تو اعلیٰ مذمت کی اور کہا
 واللہ لئن صدقت علیہ لکرمی ما کن بت علیہ الیوم فانہ ایضا فی بلا مس فقالت فی حقہ احسن علت
 قسم جو خدا کی بیشک میں نے اس پر سچ عرض کیا تھا اور حق مجھے نہیں کہتا ہوں تو نہ کل اسنے کچھ خوش کیا تھا سو میں نے اسکے حق میں جو بیان نہ کیا تھا کہ اسکا
 قیہ واغضبت الیوم فقالت فی حقہ افسا اعلمت فوجہ فقال الذی علیہ السلام ان من البیان صحرا وکان علیہ
 اور اسنے اسنے مجھے ناخوش کر دیا تو کچھ جو میری اس قسم کی گواہی میں علیہ السلام نے فرمایا بیشک بعضی فقرہ جو اس پر گواہی میں علیہ السلام
 السلام کہ ذلک وشہبہ بالسر اذا من خصی الاویم بحسین النقیۃ کا اویم ہے کہ اویم ہے من البیان المحجۃ والمذمۃ
 کہ اس معلوم ہوا اور اس سے اسنے کچھ شہابہ فرمایا کہ اگر کوئی نہیں کہ اسنے حال میں نہ لگا دیا تو ایک اور کچھ کہیں یا فقیر نہ ہو سکے
 المجلس سابع والثامن فی بیان النہی عن المصاحمۃ والما کلمۃ مع الفاسق
 مجلس سابع و ہفتم
 قال رسول اللہ علیہ وسلم لا یصلح لک اتقہ ہذا الذی یشہ من حسن المصاحم
 رسول اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مت بھت بھگہ گروں سے اور مت کلمے تیرا لکھا تاکہ تیرے گار یہ حدیث مصباح کی حسن حدیثوں میں سے ہے
 والذی یوسعہ فی المراد بالمؤمن المذکور فیہ المؤمن الخاص لکن یقالہ الفاسق کما فی قولہ تعالیٰ اقمین
 ایسے سے کہ روایت کیا کہ اور کون سے مراد اس حدیث میں خاص کون جسے مقابلہ میں فاسق ہوتا جو عیساکہ اسراہر اللہ تعالیٰ کی اس قول میں کہ بعض

واما ان ترشع عند الغلبة واعد عند الحسب يظهر فعال المحبين من المقاربة والموافقة وليس من خلافه وعند غلبة
 اور تلواریں اسکا ظہر کے وقت ہوتا ہے اور اسلئے کہ محبت کے غلبہ میں دوستوں کے سے افعال ہوتے ہیں اور ان مقاربت اور موافقت اور اس میں کوئی ہرجا نہیں اور ان میں کوئی شک و
 البغض يظهر فعال البغضين من المصاداة والخالفة ويسمى معاداة فان قيل لما قيل طريق يمكن ان يظهر البغض فليجوب
 مراد سے کہ افعال ظاہر ہوتے ہیں جیسے دوری اور مخالفت اور اس کا نام دشمنی جو نہیں اگر کوئی کہ بغض کا ظہر کا سطر چمکے ہے تو جواب یہ ہے جو
 ان افعال لا يظهر ما ان يكون قول القول وفي الفعل ما في القول فيكون تارة يكلف اللسان من مكاشفة معاشرة تارة
 کہ اسلئے اظہار درو مال سے خالی نہیں یا تو قول سے ہوگا یا فعل سے قول سے تو کبھی اسلئے ساتھ بولنے اور یا نہایت سے زبان روک لینے سے ہو تا ہے اور کبھی
 بتخليل القول عليه ما في الفعل فيكون تارة يقطع السمع في امانته وتارة بالسعي في ساعته وافساد ما به
 اسلئے کہ قول سے اور کبھی فعل سے تو کبھی اعداد میں سے بھی ذکر کرنے اور کبھی اسلئے بلائی اور اسکا مقصد شراب کرنے کی کوشش کرنے سے
 في انفسد عليه طريق المعصية لا في الاثر فيه وهذا اذا صدق عن المعصية على طريق القصدية كقوله
 اس بات میں کوئی کوشش کرنا ہوگا اسلئے کہ لعل لعل معصیت کا دور سے تاثر نہیں کہ کوئی قصدیت کے کالوں میں اسلئے کہ فرہو اور یہ جب و کبھت اس سے قصد یا کچھ ہو
 او صغرى واما ما جرى مجرى الهوة التي يعلم ان دام عليها غير مصر عليها فالاولى فيه الاغراض والستار
 یا صغیرہ اور کہنا کہ کا حکم مقام الخش کے ہیں سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ اشپزش شرمندہ ہو گیا اور انہیں تو انہیں چشم پوشی اور پردہ پوشی کرنا اور اس سے
 كما اذا كانت معصية بالجناية على حقك ارجى من يتعلق بك فعدم الاعتراض حسن لان الاعتراض ظلال
 ظلم کرنا کہ وہ معصیت تیرے حق میں یا تیرے کسی متعلق کے حق میں قصور ہو تو اسچہ اعتراض کرنا اچھا ہے کہ نہ کرنا اچھے سے جو ظہر ظلم کرے
 واساء اليك من اخلاق الصديقين واما من ظلم الله وعنه الله تعالى به فعدم الاعتراض على احسان
 اور جسے ساتھ برائی کے بعد یقین کی عادت ہو اور جو عقل اور نظر کم کرے اور اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کرے تو اسچہ اعتراض کرنا اسلئے ساتھ احسان ہو کرنا جو
 اليه فلا يحسن احسان اليه لان الاحسان اليه اسلئے الى المظلم وحق المظلم لو ان المظلم اعاد وتقوية عليه
 کہنا اچھے بر احسان کرنا چاہئیں کیوں کہ اسلئے ساتھ احسان کرنا مظلوم کے ساتھ بدسلوکی ہو اور مظلوم کے حق کی رعایت زیادہ ہوتی ہو اور مظلوم کا دل ظالم سے
 بالاعتراض من الظالم احب الى الله تعالى من تقوية قلبه لظالم وقد اتفق السلف على اظهار البغض والعداوة
 اعتراض کر کے قوی کرنا اور اللہ تعالیٰ کو کام کے دل کی تقویت سے زیادہ محبوب ہے اور سب تقویٰ میں ظالموں اور عقیلوں اور جو کوئی خدا کی
 للظلمة والمبتدعة وكل من عصي الله تعالى به معصية متعدية منه الى غيره واما من عصي الله تعالى في حق
 یا کسی نافرمانی کرنا کہ اسکا اعتراض نہ ہو کچھ اسچہ بغض اور عداوت ظاہر کرنے پر متفق ہیں اور زیادہ شخص کہ اپنے حق پر خدا کی نافرمانی کرتا ہو
 نفسه فقد اختلفوا فيه منهم من نظر اليه بنظر الرحمة ولو يعرض عنه ومنهم من شد دلائلها عليه واختر
 تو اس میں اختلاف کیا کہ اسلئے اسکا لطف نظر سے دیکھتے ہیں اور بیزاری نہیں ہوتے اور بعض نے اسے سخت اٹھا کر دیا اور اس سے ترک متعلق ہے
 المعاجرة عنه لقوله تعالى لا تحذقوا بآيهم موتون بالله واليوم الآخر يعادون من جحد الله ربهم واولئك اولاد
 اختیار کر لیا بدلیل اس بات کے کہ تو دیکھ کہ کاسی قوم کو اپنا کلمہ کہتے ہوں انچہ برا دیکھتا ہوں پر بدیہہ تو کہیں انچہ سے جو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول اور اللہ اور اللہ کے اولاد
 اقابتهم واولئ اخراتهم اذ عشتهم فذل لا يطلع من ترك المعصية والمنكرات يجب هجرهم ولو كان من
 یا اپنے پیچھے ہٹا یا اپنے پیچھے لڑے کہ پس اس بات نے یہاں تک کی کہ جو شخص معاصی اور منکرات پر عمل کرتا ہو اس سے متعلق چھوڑ دینا واجب ہو اگر چہ
 الاقران و يكون هذا الجعل وجه العقوبة والتاديب بمنزلة التعزير واما النظر اليه بنظر الرحمة فيفيض الى هذا
 تاملہ اور یہ جو دنیا اور دوزخ اور تادیب سے بمنزلہ تعزیر کے ہے اور اسکو نظر رحمت سے دیکھنا دین میں سستی پیدا کرتا ہے
 لان اكثر البواعث على الاعتصام على المعاصي الملهية ومراعاة القلوب الخوف من نقرتها ووجه توافيق
 اسلئے کہ اکثر اسباب گناہ کی اوراد کی ہی عداوت ہے اور دلداری کرنا اور نفرت اور وحشت سے خوف کرنا پس اہم : سبھ
 الغي الاحرق من نظر اليه بنظر الرحمة ووجه ذلك ان كان يتحمل عليه عند جناية على حصة ويقول هذا شيء
 یہ خیال کہ تیرے کہیں اسکو نظر رحمت سے دیکھتا ہوں اور اسکا استعجاب ہو کہ اگر اپنے حق میں قصور کرنے سے بھی محبت کرنا ہو اور یہ کہتا ہو کہ تیرے یہ دین

قد ورد فی الحدیث علیہ السلام قال یاتی علی الناس من مکن ینوب قلبا المؤمن فی حکما ینوب علیہ فی المعراج فی الماء للکثرة
 حدیث میں آیا کہ جو شخص علیہ السلام نے دنیا کو گھوم کر دیکھا ہے اس کا رتبہ کنز میں مل جاتا ہے کیونکہ معراج کنز سے
 جاری من المکمل ولا یقصر علی دفعها ورجوعی عن الی شریة ان رجلا یصلح برجل یدفع الفیتو هو لا یفر فیقول
 دیکھنا اور منع کرنے کی قدرت ہوگی اور اگر کسی آدمی کا قیامت کے دن دیکھ کر ہوگا اور وہ انکو پہچانے گا اور اس سے کہیگا
 لہذا لا یصلح فی معراج ینوب قط فیقول یاتی قدس ربی بوجہ منکر فلو یغیر فی المعراج فیما یقع السلامة
 تھکے کیا ہو اگرچہ ہشتادو میں نہ تو جو کو بھی دیکھا ہے شیخ اور دیکھا ہو تو یقیناً تو نے دیکھا لیکن ایک گناہ پر دیکھا تھا لیکن کیا تھا لہذا یہ تو عقل پر عمل کرتا ہے
 منہ اذ یظهر فی کل حین وزمان کثیر من المکملات فلا تغیر بل یقع السکوت عن الاستیمائس للنفوس ولعلنا
 ہو تا کہ جو نہ کہ وہ وقت اور مرد و عورت کے گناہ ظاہر ہو کر آئے ہیں اور کچھ روک تھام جو فی جہت رستہ پر تاہر کیونکہ دل جس سے مانوس ہو سکے ہیں اور اسی سے
 قال بعض العلماء علیہ السلام ان یسکون المکملات والبدیع واما الجاہل احاق من تانکس القلوب مکان الاشیاء اذا
 لینے عمارت سے کیا ہو کر آگیا اور اور بعضوں کا زبانی کہ کچھ پر وہاں سے چھو کر خوف اور ڈر دلو کہ اس سے مانوس ہو جائے گا اور کیونکہ جو چیز میں
 یوالی مباشرتھا انفسہ النفس النفس ذلالت شیا قال تنانیر یوحی الحدیث اور فی تغیر المکمل وهو
 برکات الہی فی نفس اس سے مانوس ہو جاتا ہے اور نفس جب کسی سے مانوس ہو جاتا ہے تو کم اور قبول کرے اور اس کا فائز و صریح کرے اور جو کچھ گناہ میں آئی ہو وہ جو کچھ
 ماہر عن ابی سعید علیہ السلام قال من رعی منکر منکرا فلیغیر ببید فان لم یستطع فلیسأله فان لم
 اور جو کچھ روک تھام کرے علیہ السلام تو فرمایا ہو کہ میں سے برا کام دیکھ کر تو لازم کر کہ اپنے ہاتھ سے روکے اور اگر قدرت نہ ہو تو زبان سے اور اگر
 یستطع قبلہ وقد لا یضعف الایمان فانہ علیہ السلام اخبر فی ہذا الحدیث ان التغیر بالقلب یضعف
 طاقت ہو تو دل سے اور یہ بہت ضعیف دل میں جو کسی کی علیہ السلام نے اس حدیث میں یہ خبر دی کہ دل سے بیزار ہو جا بہت ضعیف
 الایمان وهو کثیر المؤمن فی قلبہ من البغض لذات الفعل المعراج وان صاحبه وقاعہ وهو فی الغالب انما
 انما کا اور یہ وہ ہے جو جس سے اپنے دل میں اس دیکھ کر ہوسے کام سے بغض اور اس سے باز رہنا اور دفع کرنا پاتا ہے اور یہ آخر الحی میں ہوتا ہے
 یحصل فیما یندر وقوعہ واما الاشیاء الی تنشاہ فی کل حین وزمان فتستأسمها النفس فلا یوجد فی
 جو کچھ کسی ہوتا ہو اور جو کام ہر وقت اور ہر جگہ دیکھ جاتے ہیں پس نفس اس سے مانوس ہوتا ہے لہذا دل میں
 القلب لبقی ولا ینزعج الذی مواضع الایمان والذی یوجد فی القلب یضعف الایمان فماذا یجوز
 اور نفرت ہو کہ ضعف ایمان پر نہیں آتی باقی اور جب دل میں ضعف ایمان نہ ہو تو پھر کیا امید ہو کر کیا ہوگا
 یوجد فیہ ویزیدہ ایضا كما ذکر فی قوت القلوب ان الحسن البصری قال یبدع رب بکلت الہم
 اور اس کی تائید وہ توضیح اس سے ہوتی ہے جو قوت القلوب میں مذکور کہ حسن البصری نے کہا پہلے پہل برحق جو میں نے دیکھی تو میں کا پیشاب آگیا
 ثم بعد ذلک بکلت اصغر ثم عاد الی العادة فانہ لقوة ایمانہ ودریہ مالم یعدہ اقوی انزعاجہ حتی
 بعد اس کے زبردیشاب آیا پھر اس کے عادت کے موافق ہونے لگا کیونکہ سب قوی ایمان کے سبب بکرت کی عادت دینی آیت خدا کا ایمان تک کر ان کے
 تغیر مزاجہ وظہر اثرہ فی مائہ فان ازج الانسان اذا غریظہ لثروہ فی مائہ لا ینزل ان الہلجہ یستدلون
 مزاج میں تغیر ہو گیا اور انکا اثر پیشاب میں ظاہر ہو گیا کیونکہ آدمی کا مزاج جب بدلتا ہے تو انکا اثر پیشاب میں ظاہر ہو جاتا ہے جو کیا میں دیکھنے کی طرح لوگ ہمارے
 علی داع المریض من مائہ فلما استمر تلک البدعہ ولم یقد علی تغیرھا تغیر ذلک الانزعاج الاول
 مرض پریشانی سے استعمال کر کے نہیں چھوڑ دے وقت قرار ہو گئی اور ان کے روک تھام کی قدرت ہو گئی تو پہلی دفعہ کا سنا کھد
 الاستیمائس النفس بھا وبقی عنک من الانزعاج قدر ما یزید من التغیر بالقلب لا یحکم بالقلب لیستط
 نفس کے مانوس ہو جانے کی وجہ سے نہیں ہوا اور من اپنی ہی نفرت روک تھام کی لازم ہو اس واسطے کہ دل سے انکساری طرح ساقط
 بوجہ من البصر اذ لا یفزع منہ ولا یقتصر علی الامنی فیضجق الا ایمان سواہ استطاع الاکمال بالیہ اللسان
 نہیں ہوتا اس لیے کہ انکساری کی حالت میں نہیں جو اس سے روکے اور اسی قدر برا گفتار ہی کرتا ہے جو ضعیف الایمان جو خواہ مائہ اور زبان سے انکار کرنے پر قادر ہو

[illegible]

وقال عتقا فان حقا عليكم انكم لم تروا ميتين وقال حقا فانك ان كنت متواضعا على رؤسهم فافهموا انهم ميتان
 اور فرمایا ان اگر تم نے حقا علیکم انکم لم تروا میتیں اور حقا فانک ان کنت متواضعا علی رؤسہم فافہموا انہم میتان
 مقتضی الايمان بنقص نصيب من النعم التامة ولهذا قيل ما أصاب احد من صبيبة في نفسه او ما لا يطلبه
 مقتضای ایمان بنقص نصیب من النعم التامہ و لهذا قیل ما اصاب احد من صبیبہ فی نفسہ او ما لا یطلبہ
 الصد وعليه ما هو ذنوبها ما يتلوه واجاز فعل محرم ثم ان ههنا امور لا يدين من معرفتها الا اول ان ما يصيب
 الصد و علیہ ما ہو ذنوبہا ما یتلوہ واجاز فعل محرم ثم ان ہہنا امور لا یدین من معرفتہا الا اول ان ما یصیب
 الانسان في بعض الاحوال فان من حظية العدو وعليه ان لا فاعلا ولا ملطبعة البشرية والانشاء الانسانية لا لا
 انسان فی بعض الاحوال فان من حظیۃ العدو و علیہ ان لا فاعلا ولا ملطبعة البشریۃ والانشاء الانسانیۃ لا لا
 الا لایة والحكمة التي انبعاثها الشديدا والرد القوي ولا فرغ اليهم الغم الا الحق لاجل الاطفال البهايم
 الا لایۃ والحکمۃ الی انبعاثہا الشدید والرد القوی ولا فرغ الیہم الغم الا الحق لاجل الاطفال البہائم
 فلو تمح المحرم عن الشر والمنفع عن النعم الذرة عن الام لان هذه العالمات اخر عجم هذا العالم وانشاء اخرى
 پس اگر تمہرے موضوع فرستہ اصلہ تمام سے خالی ہوتا تو یہ عالم اور ہی عالم ہو جاتا اس عالم کے علاوہ اور پیدایش
 غیر هذا النشاء والقتلان لانسان مدني بالظہر لا يمكن ان يعيش وحده بل لابد له ان يعيش مع الناس
 غیر ہذا النشاء والقتلان لانسان مدنی بالظہر لا ممکن ان یعیش وحدہ بل لابد لہ ان یعیش مع الناس
 ولانسان ملات واعتبارات يطلبون منها ان يوافقهم ويوافقوا ان لم يوافقهم يذونونه ويذونون وان يوافقهم
 ولانسان ملات واعتبارات یطلبون منها ان یوافقہم ویوافقوا ان لم یوافقہم یذونونہ ویذونون وان یوافقہم
 وكان موافقهم اياهم على ما لم يحصل العذاب الا من وجبه اخذوا ريبا ان لم المخالفة لهم في باب طهر
 وكان موافقہم ایاہم علی ما لم یحصل العذاب الا من وجبہ اخذوا ریباً ان لم المخالفة لہم فی باب طہر
 اسهل من ان لم المرتب على موافقهم فالويل من يعقب لذ عظمة دائمة او لا احتمال من لذ عسيرة يعقبها الي
 اسهل من ان لم المرتب علی موافقہم فالویل من یعقب لذ عظمۃ دائمۃ او لا احتمال من لذ عسیرۃ یعقبہا الی
 عظمه جازوا ان لا ان البلاء الذي يصيب الانسان في طبعه الحق لا يخلو ما ان يكون في نفسه وما لا عرض
 عظمہ جازوا ان لا ان البلاء الذی یصیب الانسان فی طبعہ الحق لا یخلو ما ان یکون فی نفسہ وما لا عرضہ
 ولا هل وانشاء هذه الاحكام مكان في فسحة غايته ان يقتل ويكون شهيدا واصل الشرف الموتات واسهلها
 ولا ہل وانشاء ہذہ الاحکام مکان فی فسحۃ غایتہ ان یقتل ویكون شہیداً واصل الشرف الموتات واسہلہا
 لان الشهيد لا يدين من الامم الا مثل القصة وليس في قتل الشهيد الزائد على هول المعاتاة بل هو عند موته
 لان الشہید لا یدین من الامم الا مثل القصة ولیس فی قتل الشہید الزائد علی ہول المعاتاة بل ہو عند موثہ
 على قشمة ولا موت مقدم على جله لان المستطوع في لكتيل الكرامة الميت مقتول باجله من فوم الموت و
 علی قشمۃ ولا موت مقدم علی جلہ لان المستطوع فی لکتیل الکرامۃ المیت مقتول باجلہ من فوم الموت و
 من القتل و ان يذبح ليطول عمره و يبقته بالعيش المكتبر فقد كذب الله تعالى في هذا الظن وقال قتل كن
 من القتل و ان یذبح لیطول عمرہ و یبقتہ بالعیش المکتبر فقد کذب اللہ تعالیٰ فی ہذا الظن وقال قتل کن
 من القتل و ان يذبح ليطول عمره و يبقته بالعيش المكتبر فقد كذب الله تعالى في هذا الظن وقال قتل كن
 من القتل و ان یذبح لیطول عمرہ و یبقتہ بالعیش المکتبر فقد کذب اللہ تعالیٰ فی ہذا الظن وقال قتل کن
 من القتل و ان يذبح ليطول عمره و يبقته بالعيش المكتبر فقد كذب الله تعالى في هذا الظن وقال قتل كن
 من القتل و ان یذبح لیطول عمرہ و یبقتہ بالعیش المکتبر فقد کذب اللہ تعالیٰ فی ہذا الظن وقال قتل کن

فی قابوهم من الخواطر المنزوعة واحادیث النفس فان ما یقع فی القلب من الخواطر الالهیة الذمویة موسوسة
 یولد من سبب خلاف اولی نفسانیة و من سبب غیره من سبب الخواطر الالهیة الذمویة موسوسة
 وما یقع فی القلب من الخواطر المرضیة الحسنیة لیس الا ما تأثم الموسوسة اما فی حقیقة او اختیاراً و فی حقیقة فی الخواطر
 اور جو اچھے عمدہ خیالات دل میں آئیں انکو الہام کہو یہ سبب وسوسہ تو سبب اختیار ہی کا ہے یا اختیار ہی پس سبب اختیار تو وہ خیالات ہیں
 التي تدخل فی القلب من غیر اختیار و هذا معنی عن جمیع الامم لکن من خارج جمیع الامم الاستطاعة و الاختیار
 جو دل میں بے اختیار آجائے ہیں اور یہ تو تمام امتوں کو معاف ہیں اس واسطے کہ یہ حد قدرت سے باہر ہیں اور اختیار ہی وہ خیالات ہیں
 الخواطر التي تدخل فی القلب تستلج علیها الطبع وتتبعها النفس تردد ما و متلذذ ما فقیل ان الاعمال بالکلیات و اما
 جو دل میں آئے ہیں اولیہ طبع انکو کھینچ لاتی ہے اور نفس انکے پیچھے لگا ہوتا ہے اور بار بار انکو تازہ کر دیتا ہے لہذا ہر کچھ عمل کی بنیاد پر کسب اور یہ
 النوع مولد فی غیر هذه الامم دون سائر الامم و تشریف اللہ بجا و تفصیل الامم اما العقائد کما لیس کما و سائر
 و قسم جو اس امت کو معاف ہے اور انکو ترک کرنا ہے نبی کی شرف بخشی اور انکی امت کی فضیلت کو جو ہم سے اور سبب فاسد اختیار سے اور پڑی
 الا خلاف و انفس الیہ ان الاعمال النفسیة معنی العمل فی القلب و العمل فی القلب و العمل فی القلب و العمل فی القلب
 عاقلین اور جو اس کے مشابہ ہیں یعنی اعمال قلب سوسہ امور و سوسہ دل میں داخل ہونے سے انکے ہر بلکہ یہ اعمال قلوب سے ہیں
 التي یولد عن الاکسان و الاکسان من ما یقع فی القلب عن حسن و رداء لا ولی الہا کسب و ما یقع فی الابدان ثم الخاطر
 جس میں انسان سے مولد ہوگا اور اصل یہ ہے کہ جو دل میں پڑے گا وہ پڑے گا تو جس پر اور وہ جو پڑے گا وہ پڑے گا پس آنا پر بھرنا طریقی
 و هو یولد من ما یقع فی قلب حدیث النفس مولد تردد فیما یقع فیہ من العمل لا کما لیس الہم و توجہ حاسب لیل عمل ثم
 اور یہ انکے باہر ہوتا ہے جو دل میں پڑے گا وہ پڑے گا و اور یہ اس دل کی پڑی بات میں تردد کا ہونا ہے کہ کون یا نہیں کسب جو اور یہ کہ کسب کا نتیجہ ہے
 العزم و هو القطع علی الفعل یا العزم یہ و هذا الخواطر انکانت فی المعاصی ففیہا انقص الیہ ما لیس الہا کسب فلا یؤخذ
 عزم جو کہ کسب کا ارادہ اور یوں کہ قطع کا ہونا ہے یہ خیالات اگر کسب ہوئے ہوں تو اس میں فیض نہیں ہے مگر جس پر تو بوالفاق کسب سے مواخذہ نہیں ہوتا
 احداً عاماً لانه لیس من فعل العبد انما هو شیء ورج علیہ لا کما لیس الہا کسب ففیہا انقص الیہ ما لیس الہا کسب فلا یؤخذ
 کیونکہ یہ نہ کہ کامل نہیں ہے تو ایسی بات کو کوئی کسب پر قدرت نہیں اور نہ انکے دفع پر قدرت نہیں اور نہ انکے دفع پر قدرت نہیں
 فالعبد قادر علی دفع بصرف الہا کسب و لا ردة و مع هذا هو ما یعد من حدیث النفس من فروع الامم
 سو انکے دفع پر آدمی کو قدرت ہے اس طرح کہ جس کو کسب ہے پھر دے تب ہی یہ اور انکے بعد الیہ حدیث النفس اس امت کو سبب معاف ہیں
 بالحديث الصحيح اما الهم فقد بین فی الحدیث الصحيح ان الهم بالحقیر الاولی هذا الثلثة لو كانت فی الحسنات لا یتکلم بها
 انص حدیث صحیح کہ یہ سبب اس امت سے حدیث النفس کے معاف ہونے کے بارے میں آئی ہے وہ ہم علیہ السلام کا یہ ارشاد جو میری امت کو معاف کر دیا گیا ہے کہ النفس
 نفوسهم فاذا ارتفعت حدیث النفس برفع ما قبله بالطریق الاولی هذا الثلثة لو كانت فی الحسنات لا یتکلم بها
 خیالات کا کچھ نہیں جس حدیث النفس انصاف سے پہلے درجہ کے طریق اولی اسلاف ہوئے اور یہ تینوں اور انکیوں میں ہوں تو انکا کچھ تو اب نہیں کہا جاتا
 اجر لہم القصص اما الهم فقد بین فی الحدیث الصحيح ان الهم بالحقیر الاولی هذا الثلثة لو كانت فی الحسنات لا یتکلم بها
 کیونکہ قصص نہیں ہوا اور نام جو حدیث صحیح میں بیان ہوا ہے کہ کسب کا ثواب ہو تا ہے اگر یہ سبب کسی مال کے
 والهم بالحقیر الاولی هذا الثلثة لو كانت فی الحسنات لا یتکلم بها
 اور ہاں لی کہ ہم کا گناہ نہیں کما عبادت بلکہ عبادت ہی کے لئے انکے لئے اس لئے ترک کر دے تو انکے لئے کسب جاتی ہے اور اگر اگر گناہ تو ان میں مل گئے انکے لئے
 و حدیث الہم لان الهم رفع عن هذه الامم و اما العزم علی السبب فبعض العلماء ان جعل الہم لرفع الہم
 ہم کا کہہ کر ہم اس امت کو معاف ہوا ہے بارگاہی کا عزم جو بعض علماء نے اسکو اگرچہ ہم میں داخل نہیں ہے جو جو معاف ہے
 ان الحقیقین علی کون العبد مؤخذاً بکسب ان ذمہ علی عزم و تری ان الفعل خوفاً من الله تعالی یتکلم حسنة لان عزمہ
 محققین اس پر ہیں کہ عزم سے اس پر مواخذہ ہوگا لیکن اگر عزم عزم پر نام ہوا اور انکے خوف سے وہ کام دیکھا تو انکے لیے ایک نیک عمل ہاں ہے کہ عزم نکلیں

لعمري قد دمن في هذا العمل بعد وبعين هذا امتثال تلك التعهد بان عملنا يحسن في حقنا انما نرى العمل كيف نعتقد
اننا نرى في دورتي من برضا اليس ليس في غدا نعتقنا اننا لم عمل في حقنا انما نرى العمل كيف نعتقد
اننا نرى في دورتي من برضا اليس ليس في غدا نعتقنا اننا لم عمل في حقنا انما نرى العمل كيف نعتقد

انہ علیہ صلی اللہ علیہ وسلم تاکد حجۃ اللہ تعالیٰ اما علمہ المکاشفۃ فهو العلم بالہ تعالیٰ صفاتہ واسمائہ فی حکمہ ہذا
حجت الی الامم لہر قاضی و راہ کاشف سوہ اولیٰ ذوات الہیۃ کشفات الی اسکے ناموں کا علم ہو جو جیسے اس

العلماء اهل العلم وضعوا الله تعالى فيهم من رايه فغيروا رايه على انهم يحصلون مع قول الله لا الاله الا هو

دون المعلن لان اوعا لله الحق معرفته بخشي واقفا كما قال الله تعالى انما يخشى الله من عباده العلماء

[illegible]

بَابُ الدَّمِ وَالْمَلِكِ لَمَّا قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ الشَّيْءَ الْبَيْنَ الدَّمِ وَالْمَلِكِ
أَنَّكَ تَلْقَى بَوَّاحًا أَوْ أَيْكَلُكَ فَرَسْتَهُ كَوَيْلًا رَسُلًا خَدَا صُلْبًا أَهْرَ لَيْلِيهِمْ لَمْ يَزَلْ فَرَمَا بِكَ بِخِيَارِ الدَّمِ سَاهِيًا بِكَ تَلْقَى شَيْئَانِ كَوَيْلًا أَوْ أَيْكَلُكَ فَرَسْتَهُ كَوَيْلًا

لمت فوالمة: سلطان بھادشاہ نے کذاب بائبل کو امامت ملا، فایہذا درالحجرت مجیدہ میں حق میں خدا کے ان فیاعلم
اس سلطان کا کلام: تو میں ان کا وہر کر کے اچھڑا کر دیتا ہوں کہ ان کے حق میں خدا پر جو شخص ایسا بائبل کو تو میں...

[illegible]

حسان المتكبرين والذين مسحقوا ولله المذكر فممن لا يماموه والقهر من كل واحد كان ملكا والشيطنان
حسن عتق من بينهم في سنة ثمان مائة واثنين كما هو اورد لفظ الجواس حديث من اكرام الامام يشرح جواس اما لم يقرب ويذهب كخرقة او ذيلان بين اكرام

یہی ہے اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے انسان کے قریب سے پہلے ہر نبی (علی کا و عہدہ دینا کا و بھلائی کا و عہدہ کرنا اور مراد ان دونوں سے ۱۶ دونوں حصہ میں جو ان میں ازین میں ہے۔

بواسطہ اللہ تعالیٰ کے توسط سے اور جو فرشتے کے واسطے سے ہو ان کو اشیاء نام الہام ہے اور جو شیطان کے واسطے سے ہوں ان کو اشیاء نام

[illegible]

لا یندرج احادیث از ادب الاتباع الہوی ولا یندرج علی الشہود او یخلف الکوہلہ عراض بن سہبوت

انسان ادا البم کے لئے مشہور اور غضب کی پیر وی کرتا ہے تو اس کے دل پر بواسطہ جو اسے شیطان کا غیلہ ہے وہ جاتا ہے اور احوال کا دل شیطان کا

[illegible][illegible]

مظان بشری سے جو ہوا کی خاشاں ہیں خالی نہیں چرا سیکے کوئی ایسا دل نہیں پایا جانا جو بدیر دوسو کے شیطان کے گزرتے خالی ہو

لو خیر بین ما کنین الحاکمین لا خیار ان یکون مظلوماً کان ما یصیب من اذی الخلق ینکون کما فی الخلیا یا اذی یصیب
 اگر ان دونو حال تو بین حق و باطل باشد اولی الامر آنست که سرایتی که از آن مخلوق سے جو تکلیف ہو جائیگا وہ اس کے لئے ہونا چاہیے جو کمزور ہو سکے
 المؤمن من وہ حکم اذی لا کفر لک تعالیٰ به من خطایا و ذلك فی الحقيقة داوایہ یستغفر بہ اهل الخطایا
 جو معتقد ہو کہ حق پر تو خدا تعالیٰ اس کے لئے سزا کا وعدہ کرتا ہے اور یہ حقیقت میں اس کی وہاں کہ اس سے گناہوں کو نسی کر دے یا عبادی عمل کا قیاس ہے
 ان ما یصیب من اذی الخلق ینکون له کماله المالك ربه فینبغی ان لا یظفر الی مرساة الله وکراهة لئلا یمن
 کیونکہ اس وقت سے جو آدمی جو کچھ ہو وہ اس کے لئے مثل شری اور ناکارہ اور اس کے لئے ناکارہ ہو جائے کہ وہ اس کی نسی کر دے اور اس شخص کو جس کے لئے کفر
 یصل الیہ من تحت بل ینبغی له ان یظفر الی نفعه و وصوله الیہ من تحت من نفعه مضرة المحلس الخ امس
 اس کو پہنچے جو بلکہ اس کے لئے نفع ہو اور اس کے لئے طرف ہو چکے جو اس کی ضرورت سے فائدہ پہنچا کر
 والتسعون فی بیان رخصة الصحة والفراغ و بیان مغنوة صلحی قال رسول الله صلی الله
 تندرستی اور فراغت کی نعمت اور ایمان و تقویٰ والہ کے میں میں جو اس کے لئے بیان ہیں
 علیه وسلم نعمتا یغنون فیہما کثیر من الناس للصحة والفراغ هذا الحد من صحیح الصلی علیہ وسلم ان ابن عباس
 نے فرمایا جو دو نعمتیں ہیں جن میں پیسہ لوگ کھاتے ہیں رہتے ہیں تندرستی اور فراغت یہ دونوں صحیح کا صحیح حشر و ان میں سے جو ایک ہی اس کو روایت کیا ہے
 ومغناة ان الصحة والفراغ نعمتان عظمیٰ ان لکن یرفع کثیر من الناس قدرهما ما داموا فیہما حیث لا یصلون
 اور اس کے معنی یہ ہیں کہ تندرستی اور فراغت دو بڑی نعمتیں ہیں جن میں پیسہ لوگ اعلیٰ قدر ان دونوں میں رہتے ہیں جگہ نہیں جانتے کہ ان دونوں کا صحیح
 الصالحات لا یتحیون لیوم المات فان الانسان فی حال صحته یقدر علی کسل الخیرات ببذل ماله واذا
 کرتے ہیں اور نہ موت کے دن کا فائدہ مانا کرتے ہیں کیونکہ تندرستی کی حالت میں اپنے بدلہ اور بدل سے بیکار کی کس قدر قدرت رکھتا ہے اور جب
 مرض یضعف بدنہ عن العمل یتقصیر یدہ عن الخیرات وعلی الثالث فلا یتدر علی الطاعة ببذل ماله ولا علی
 بیمار ہو جائے تو اس قدر عمل سے کسل جاتا ہے اور اس کا فائدہ حال سے ہٹا دیتا ہے اور ان میں سے کوئی ایک نہ ہو جائے کہ نہ تو اپنے بدلہ سے طاعت پر قادر ہو جائے اور نہ اپنے
 التصرف فی ماله لا یقدر ان یفعل فی ان یتقصر عن العمل یتقصر یدہ عن الخیرات ببذل ماله واذا
 مال میں نہ ہونے سے زیادہ برکت ہو سکتی ہے اور اس کا فائدہ حال سے ہٹا دیتا ہے اور ان میں سے کوئی ایک نہ ہو جائے کہ نہ تو اپنے بدلہ سے طاعت پر قادر ہو جائے اور نہ اپنے
 حال فراغه یقدر علی الطاعة بلا ما کفر فاذا بدل الفراغ بلا شغل ینظر لولایة فلا یتقصر علی الطاعة فان الانسان
 فراغت کے زمانہ میں عبادت پہلے روک لوگ قدرت ہوئی جو ہمہ جہ فراغت کے دھندلے بدل گئے تو وہ ان میں پیدا ہوا تو چاہا ہی طاعت پر قدرت نہیں رہتی کیونکہ انسان
 قد ینکون صحیحاً لکن لا ینکون متفرغاً لعل یکن مشغولاً بالمرالحات وقد ینکون مستغنیاً لکن لا ینکون صحیحاً فاق
 کسی جگہ بیمار رہتا ہو لیکن فراغت نہیں ہوتا بلکہ ماحوش کے کاروبار میں لاپرواہ ہوتا ہو اور کسی تو اگر ہوتا ہو لیکن تندرست نہیں ہوتا
 اجتمع فیہ الصحة والفراغ فقل علی کسل علی الطاعة فهو معنوب بیان قال ان الدنیا من رعة لآخره وفيها
 اس میں صحت اور فراغت دونوں ہوں تو کسی طاعت کی کسی بھی غالب آجائے تو وہ ٹوٹے میں جو اس کا بیان ہے جو کر دینا آخرت کی طبیعت ہے اور اس میں
 التجارۃ التي یظهر ربحها فی اخرتہ فمن مشغل فراغه وصحته فی طاعة الله تعالیٰ فهو المضبوط ومن مشغول فی
 ایسی تجارت ہوئی جو جس کا فائدہ آخرت میں ظاہر ہوتا ہو اور آخرت کی فراغت اور تندرستی کو اثر نہ دے اور صرف کرے وہ غلبہ والا ہوا ہو اگر کو اللہ تعالیٰ
 معصیت اللہ تعالیٰ ہو وہ معنوب لان الفراغ بعقبه الشغل والصحة بعقبه السقم ومن سار وسل فی الصحة مع نفسه
 کی معصیت میں صرف کرے وہ ٹوٹے والا ہوا اس لئے کہ فراغت کے بعد شغلی اور تندرستی کے بعد بیماری کی ہوئی تو اور جو شغل صحت میں اپنے نفس پر ناہی حکم
 لا ما فی السوء الخالد الی الرحلة فترك الحافظ علی الحدیث والمواظبة علی الطاعات لیکون مضبوطاً وکن لک اذا کان
 کرنے والے جس کا کام طلب کو صیبا دینے اور حدود کی نگہبانی اور طاعات پر مداومت کو چھوڑ دے وہ خسارے میں پڑا اور ایسے ہی جب
 فراغ فان المشغول قد ینکون له معدنۃ خلاف لفراغ لا یرفع عنہ المعدنۃ ویقوم علیہ الحق فینبغی لہ ان یتقصر
 فانی جو کیونکہ اگر کسی کو بھی تندرست ہوتا ہو فراغت کے اس لئے کہ اس سے تمام غدار اٹھ جائے ہیں اور انجی صحت قائم ہو جائیگی جو لہذا اس کو چاہیے کہ

القد لا یثبذ علی حاجته من الطعام والشراب واللباس بكون مضرة علیه لان یتستعین به علی طاعة الله تعالی حاجته سے نہ یاد رکھا جائے اور لباس کی کوئی چیز جس میں ضرورت ہو اگر اس صورت میں کراحت آتی ہیں اس سے استمداد سے
 کان کل ما حبه لاسان وظفر قد ابدان یفارق فان کان احبه لغير الله تعالی یحذف به بغوطة اذ یحصل
 یوم یسیر من کوئی پسند کرے اور اس کو حاصل کر لیتا تو ضرور اس سے جدا ہو گا پس اگر اس سے غیر اللہ کے لیے محبت نہ کرتا تو اس وقت ہر ایک کی غریب و غنی کے لیے
 له من لا قدس ما تعلق به قلبه فان من معه ما یکفیه فهو فارغ القلب ووجه ما کان دنیا ینبعث من قلبه عشر
 اس کے دل کو اس سے تعلق ہو گا اسی قدر کہ جو کسی کے پاس سر یا ہر قدر کثرت موجود وہ فاضل ہو کہ اگر اس کا خیال بدلے تو اس کے دل میں غم آئیں اسی قدر کہ
 بقضوات یحتاج کل شیء منها الی ما یتدری ان لا یکفیه ما وحده لذل یحتاج الی تسعی یتحری وقد کان قبل
 جس کی خواہش میں سو سو افراد ہوں کہ ان کو حاجت ہو پس اگر وہ آگاہی ہو گا اور فوسل کی حاجت ہوگی حالانکہ ان سو کے پاس سے
 وجود المانع مستغنیاً فان وجد ما وظن انه صابر غنیاً جوا ولا شعراً صابر محتاج الی تسعی آخرے
 پہلے مستغنی تھا اب جو وہ پائین لوگ ان کو تیار کر رہی ہو گی اور ان کو یہ خبر نہیں کہ وہ تو اور فوسل کا محتاج ہو گیا
 لیشتری داراً و یبعث یرثی جاراً ویبأساً فاخلعها وینفسہ علی من یستدعی ما یناسب قلبه به مما
 ہا کہ کلان خریدے یا اس کو بیخود کرے اور نوڈی مول سے اور اس کے اور اپنے لیے قیمتی ہو شک خریدے اور ہر ایک کے لیے ان کو اہم کی ضرورت ہو کہ اس کے دل میں
 لا آخر له فقیع فی ما یرثه آخرها فقیر جھنڈا آخر لها سواہ وقد حکلن واحد من الملوء علی لیه قدس من
 کہیں انتہائیں ہیں اس لیے کہ جس نے بیجا بیجا کیا انعام و بخش کا اگر وہ اس کے کوئی اس کی انتہائیں اور کثرت ہو کہ کسی ایک بادشاہ کے پاس فروزہ کا
 فیرثہ و کان ذلک القدر موصیاً بالجوهر فلم یورثه فقیر به المان فحماشہ لذل کان عندہ حکیم فقال
 بیار لای گیا اور وہ پیرا لہ چاہا اس سے بیزار تھا اس کے کل کچھ میں نہیں آتا تھا پس بادشاہ اس سے بہت خوش ہوا اور اس کے پاس ایک حکیم تھا بادشاہ نے
 له المان کہتے تھے ذلک قال لہ اے علیک مصیبة وقد قال کہت قال کان کل من یملکہ لا انسان فذلک لای کان و م
 اس سے کہ تم اس کو کیسا جانتے ہو عرض کیا کہ جو تو میرے لیے مصیبت اور فقر معلوم ہوتا ہو کہ کیوں عرض کیا اس لیے کہ جس کا انسان دنیا میں نہ ہو وہ پیرا لہ
 فہذا القدر ان صناعاً و انکسر تصدیر محتاج الیہ ولا یوجد مثله و یكون علیک مصیبة لا جبر لہا وقد کنت
 پس یہ پیرا اگر مائید یا تو کیا تو کو اس کی حاجت ہو گی اور ایسا لایا کہ میں تو میری مصیبت ہو کہ جس کا علاج نہیں اور بیشک تم
 قبل ان یجعل لک فی الامر المصیبة والفقر ثم فی يوم من الايام قد التفت الی القدر قد انکسر فغطت فیہ مصیبة
 قبل اس کے کہ یہ پیرا لہ اسے باس جیسا کہ مصیبت اور احتیاج سے اس میں تھے پیرا ایک روز اتفاق سے وہ پیرا کوٹ گیا تو بادشاہ کو خبر ایج ہوا
 المان وقال ما قال حکمک مکان حقاً لیم یحل الی و امثالہ ذلک المصیبة بل عظم منہا کذل بل کل من لہ علاقتہ بالذم
 اور کہ حکیم نے جو کہا تھا شیک تھا کاش وہ میرے پاس نہ لایا جاتا اور اسی قسم کے رنج بل اس سے بہت زیادہ اور ایسے شخص کو جو کچھ میں مسکود نہ اسے ملا وہ
 فانہم معذون بالحق علیہا والحق العظیم فی تحصیلہا والحق الذم الذم عذرت فواتها ولہذا قال بعض
 کہ یہ لوگ ان کے سر میں اور ان کے لیے سخت محنت اٹھاتے اور ان کے ہاتھ کے وقت محنت میں ہڑا کرتے میں عذر ہیں اور اسی لیے بعض متقدمین نے
 السلف من حبل لہ دیا فلیوطن نفسه علی تحمل المصائب فان محبتہ لا تنفک عن ذلک مصائب ہم لازم و تعب
 کیا جو جیسے دنیا کو دوست بنایا اور ان کے لیے دوست بنے کیوں کر دنیا کو دوست بنیں مصیبتوں سے خالی نہیں رہتا فکر ہر وقت کی اور ہمیشہ کی
 دائم و حسیلاً تنقض فلو لم یکن لمحہ من العذاب العاجل لہذا یلزم مصیبة فلیت اذا حبل بینہ و بین
 محنت اور بے انتہا محنت پس لہ دنیا کے دوست کو مال کا غلاب اس کے سوا اور کچھ نہ ہوتا تو اس کے لیے کہ فی مصیبت ہو کہ حال ہو گا جب اس کے اور بچے نام
 محبوتہ ولذاتہ کلوا بالملوت وصاحبہ ذبا بنفس ما کان متلذذاً بے فی قہ لذل نہ الی شغلہ عن مسعیہ فی
 مجبور اور ذات میں موت حال ہو گیا اور جس سے لذت اٹھاتا خود اسی سے غراب پائےا ہر اس لذت کے جسے روز قیامت کے لیے توشہ کی سہمی سے
 طلبا ذلک یوم معادہ لذل کان لاجد الف محب یلزل بہ عند الموت فی وقت احد الف مصیبة لان کان یحب
 روک رکھا تھا اس لیے کہ اگر کسی کے ہزار محبوب ہوں تو میرے وقت ایک دم میں اس پر ہزار مصیبتیں پڑ جائیں گی کیونکہ وہ سب کو دوست رکھتا تھا

یہی جو کہ بعد از موت قبل الموت والمازاجی لما آخر یعنی آخر وقت و ہول کا یہ تصور نہ تھا بعد الموت
 و یا نام پر اور وہ ہر وہ چیز جس کی لذت موت سے پہلے ہو چکی اور پھر مال کی بھل جات کا آخرت نام پر اور وہ ہر وہ چیز جس کی لذت بعد موت کے تمام نہ
 فعلی مٹان چکا ہو مگر انسان البہ میل و سكون له حظا جل پس مضموم بل کل ماکان لہ فیہ حظ
 اس بنا پر سب چیزوں کی لذت آدمی کو رحمت ہو اور اس کو اس میں مل کی لذت ہو مضموم نہیں ہیں بلکہ جس میں ایسی موت سے
 عاجل قبل الموت ولا یحقلہ ثم بعد الموت یعنی دنیا و حقہ و کل مایکون لہ فیہ حظا جل قبل الموت یعنی
 پہلے لذت ہو اور پھر کچھ قبل موت کا بعد باقی ذرہ وہ اس کے حق میں دنیا پر اور اس میں اٹھو ایسی موت سے پہلے لذت ہو اور اس کا
 شریعتہ بعد الموت الطاعات لکھا کرتے ہیں ماکون لہ امان علیہا فہو پس من الدنیا فی حقہ بل ہون الاخرۃ اذ سر وی
 کچھ قبل موت کے بعد بھی باقی ہے جس سے لامعات اور عبادات اور حب و کرم و عبادت کچھ دیکھا رہی ہو وہ اس کے حق میں دنیا نہیں بلکہ آخرت میں داخل ہوا اس لئے کہ دنیا کی
 اذہ علیہ السلام قال حبیل بن دینار ثلث العبد النساء وقرۃ عینی فی الصلوۃ فانہ علیہ السلام جعل
 کوئی علیہ السلام نے فرمایا کہ تیری دنیا میں سے تیرے تین چیزیں ہیں جو محبوب بنائی گئی ہیں خوشبو اور عورتیں اور میری آگہی کہ شہدک گناہ میں جو پس ہی علیہ السلام نے نماز کو
 الصلوۃ من جملة ملاذ الدنیا و لکن ارضافہا الیہ لان التلذذ بتجربہ الجوارح فی الوکوع والسمیج انما یكون فی
 منہ و دنیا کی لذتوں کے بعد دنیا کی لذتوں کی طرف نسبت کیونکہ کوکب اور شہد میں ہاتھ پاؤں ہانسنے کی لذت دنیا میں ہوتی ہے
 الدنیا و کل ما یدخل فی الخس لمشاہدۃ قوم عاشر الشہادۃ فیکون من الدنیا لکن لا یعد منها بل یعد من
 اور جو چیز محسوس اور شہاد ہوتی ہو وہ عالم ظاہر سے ہو لہذا دنیا ہی سے ہوتی لیکن دنیا میں شمار نہیں ہوتی بلکہ آخرت میں شمار ہوتی ہے
 الاخرۃ لبقاء غمرۃ یسر اللہ تعالیٰ لہا وفاقا للرضاۃ المجلس السادس والتسعون فی بیان
 کیونکہ اٹھوا سبیل باقی رہتا ہے پھر اپنی پسینہ کے موافق عمل آسان فرمائے مجلس خود و ششم اس شخص کے
 نمی من اکل مافیہ را حجتہ کریمہ من خول السجود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من اکل من
 سب چیزیں جہان سے ممانعت کے بیان میں جیسے بدو دار پتھر کھائی ہو رسول شہد علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص اس بدو دار
 ہذا الشجرۃ المنتدۃ فلا یقرین مسجدنا فالملکۃ تنادی ما یتادی منہ الا ندمی اللہ من صیامہ المصالح
 و دوزخ سے کھائے وہ ہماری مسجد کے نزدیک ہرگز نہ آئے گی اور کوئی فرقہ ایسی چیز سے اپنے پاس لے جائے جس سے آدمی کو ایذا ہو تو وہی کہ حضرت صفحہ کی کچھ حدیثوں میں
 راہ البہرۃ و فیہ واسم الاشارة الواقعة فیہ اشارة الجنس لہ را حجتہ کریمہ والمض ان من اکل شیئا مالم را حجتہ
 البہرۃ نے روایت کیا ہے اور اسم اشارہ جو اس میں واقع ہے اس میں جنس کی طرف اشارہ ہے جس میں بدو دار اور منی ہیں کچھ شخص ایسی چیز کھائے جس میں بدو دار
 کریمہ فلا یقرین مسجدنا والظاهر من الاضافة ان یکون المراد من المسجد مسجد النبي صلی اللہ علیہ وسلم لکن کچھ
 توہر کہ ہماری مسجد کے پاس آئے اور اضافت سے ظاہر ہے کہ مسجد مراد نبی علیہ السلام کی مسجد ہو لیکن تمام علما
 قالوا هو عام لکل مسجد لقوله علیہ السلام فی حدیث آخر فلا یقرین المسجد بل لا یحقرہ بل کل مجمع الخیر المجلس العلم
 کتر ہیں کہ سب مسجد کے لیے عام ہے اس لیے کہ ایک اور حدیث میں روایا ہے کہ وہ مسجدوں کے پاس نہ جائے بلکہ ہر مسجد کو کسی اکرم میں کہ جسے مجلس علم کی
 ومصلی العید الجنائزۃ وغیرہا جو العلة التي هي تادی الملکۃ والناس فہا اثر اللہ انیس نوعیا عن دخول
 اور حدیث گاہ اور جنازہ وغیرہ کی وجہ سے ظاہر ہے کہ مسجد مراد نبی علیہ السلام کی مسجد ہو لیکن تمام علما
 المسجد حضور البیاء لان البیاء مستمکدة تشبہ الواجب فلا ینبغي ترکها استعمالا لکن من حضورھا
 طے سے ممانعت نہیں ہوتی اس لیے کہ حاجت مستحککہ واجبہ کہ شہادہ لہذا ایسی چیز کے استعمال سے جماعت میں حاضر ہونے سے ہوا اسکا حرج نہ لائق نہیں
 بل ہو نعمی تناولا و لم یمنع من دخول المسجد وحضور الجماعة وقد رآنا علیہ السلام کان ذا وجہ من رجل
 بلکہ ایسی چیز کے کھانے سے ممانعت نہیں ہے مسجد میں آئے اور جماعت کی مالاری سے منع کرے اور روایت ہے کہ نبی علیہ السلام جب کسی شخص سے
 فی المسجد ریح الصلوات والنعم ایدہ فاخرہ الی البقیع و ہذا قال الفقہاء کل من وجد فیہ را حجتہ کریمہ یتادی ما بہ
 بیاز یا اس میں کہ مسجد میں پائے تو ہرگز نہیں روایا ہے کہ اس سے منع کیا گیا ہے اور اسی لیے فقہاء کہتے ہیں کہ مسجد میں ایسی چیز کو پانی پانی نہیں سے آدمی کو تکلیف ہوتی ہو

القائد الذی یؤید البطلان لا یصلح فی من اغتال وطاع اصحاب موصی نقضاً لاطباء علی ان طاع الخیر ضرر
 فانہ سے بھی غلطی کی کہ غدا اور دو اہل حق سے اہل کفر کا نام لایا نہیں ہے بلکہ وہ مفسر ہے کیونکہ تمام طبیبوں کا اس پر اتفاق ہے کہ وہ عداوت مطلقاً مفسر ہے
 قال ابن سینا لعل الدخان القیم لعاقل ابن آدم الف عام وقال الجلیسون جتنبوا ثلثہ وعلمیکم اربعة ولا
 ابن سینا کہتا ہے اور گرد و غبار نہ ہوتا تو البتہ آدمی نہ رہا برس بھر کا اور جالیونوس کہتا ہے تین چیزوں سے بچو اور چار چیزوں کو یاد رکھو اور پیرام کہتا ہے
 حاجۃ لکم الی الطبیج جتنبوا الدخان والغباء والثلثین وعلمیکم بالحدود الحاکم والطیب الحام و ذکر فی القانون
 طبیب کی کچھ حاجت نہیں ہے دھوئیں اور غبار اور بدبو سے بچنے نہ ہو اور کھانا کی اور مشائی اور خوشبو اور حاکم کو لازم کہ اور اور قانون میں مذکور ہے
 ان جمیع اصناف الدخان محفوف بوجہ الارض فیہ ناریت لیس فیہ قال بعض الفضلاء فاذا کان جمیع اصناف الدخان
 کہ دھوئیں کی سب سے کمین ایسے بڑے وادی کی کہ دھوئیں سے خشکی کرتی ہے اور اس میں جو دھوئیں سی تاربت ہوتی ہے ایسے فضا کہ تین برس بھر دھوئیں کی اقسام خشکی کرتے ہیں
 محضاً لیکن ان الدخان محفوف الارطوباء لیس نتیجہ فیکون مودیا لوصول امراض کثیرہ فلا یجوز استعمالہ اور بوجہ صلیتہ
 تو یہ مفسر بھی ہے کہ طوبان کو خشکی کا زیادہ اثر ہے اس امر پر ابھوٹا سبب ہوگا ایسے اسکا بیٹا جائز نہیں کیونکہ مفسر سے
 النفس عن حقوق الضرر و ذکر فی نصاب الاحتیاط ان استعمال بعض حرام قان قبل بعض الاطباء قد یباعا جون
 نفس کا بچاؤ واجب ہے اور نصاب الاحتیاط میں مذکور ہے کہ ضرر کا استعمال کرنا حرام ہے اگر کوئی کہے کہ ایسے طبیب کبھی کبھی یعنی
 بعض الامراض بعض اصناف الدخان یہ شاهد من نفعہ فیکون یصلح عن استعمال جمیع اصنافہ فالجواب
 جاریوں کا علاج یعنی قسم کے دھوئیں سے کیا کرتے ہیں اور اسکا نفع ظاہر ہوتا ہے لہذا تمام قسم کے دھوئیں سے کلفت کیونکہ درست ہے تو جواب یہ ہے
 القوم یباعا جون بہ لعلہ یسار لعل الی الام حتم یحصل ما یكون الخبیث فان قبل ما ذکر من الخبیث لا یضر فی
 کہ وہ مفسر بھی دیکھ کر کہ یہ علاج کرتے ہیں نہ پیشہ کے لیے تاکہ وہ خشکی پیدا ہو جسکا ذکر ہوا اگر کوئی کہے کہ خشکی مذکور یعنی مزاج واسے کو فرہم نہیں کرتی
 البتہ لیکن کثیرہ طویلتہ و انتفاعہ بجمعہ فیہا فارجوہ الممنوع من الدخان الخیار ان حد الانتفاع بحمل ولا بد فی
 کیونکہ اس میں طوبان بہت ہوتا ہے اور خشکی سے فائدہ ہوتا ہے پس ضرر سے ممانعت کی کیا وجہ ہے تو جواب یہ ہے کہ نفع کی حد معلوم نہیں لہذا
 صحفہ دلائل من طبیب بق عارف بالامریجۃ والقدالی یقطع بہ ولا فلاحام علیہ حرام مطلقاً لوقوع
 کسی طبیب کا ذوق ہے جو امر جو کو جائز ہو ہی نہ انداز اس مقدار کا جائز اس میں فائدہ ہو ضرر وچاہے ورنہ اور قدر کم نہ کہنا مطلقاً حرام ہے بلکہ کھانا
 الذر وہ بین السلام وعد معا قال اعلیٰ من استعمالہ قد اختلافوا فیہ فہم من قال بضرہ ومنعہم من قال
 مرض میں تردد ہے کیونکہ جتنے حصے واسے عادل لوگ اس میں مختلف ہیں ایسے تو اسے ضرر کے قائل ہیں اور ایسے ضرر نہ کرنے کے قائل ہیں
 بعدم ضررہ ومنعہم من شئ فیہ لکن الفریق لا یمیل الی جانب احدی الباقی قال نہ یحدث فیہ ثلثہ توقف
 اور بعضوں کو اس میں شک ہے لیکن فریق اغلب جبکی جانب قریب حق ہے کتب میں کہتے ہیں پہلے پہلے تو جسم میں
 الجسم حد فی البصر فشا فی الاعضاء وھضم فی الطعام فاذا حصلت المذوۃ یورث ضعفاف البدن وثقلا
 قوت اور نظر میں قہری اور اعضا میں نشاط اور کھانے میں ہضم پیدا کرتا ہے جو کبھی ہمیشگی ہوتا ہے جو کہ بدن میں ناتوا فی اور اعضا میں
 فی الاعضاء وعشاۃ فی البصر فشا فی لھا ضرر وہذا لان کما قال الاطباء محفوف مع نوعاۃ فیفعل فی
 بوجہ اور اگر کم نہ ہو جالا اور اعضا میں کم و زیادہ کر دینا اور یہ اس لیے کہ حسب قول طبیبوں کہ ضرر خشکی کرتا ہے جو کم نہیں کہ حرارت کے سوا اول میں
 ابتداء ما ذکر لولا فی انتہا ما ذکر اخرا اعلیٰ نہ لو تحقق نقص ففعل النفع من استعمالہ نہ یحدث لکن
 تو وہ اثر اگر جو پہلے بیان کیا اور آخر کو وہ اثر جو بعد کو بیان کیا وہاں وہ برہن اگر نفع ختم نہیں ہوا کہے کہ بعد نفع کی کمی ہونے سے ممانعت ہوئی دیکھ کر اس میں تردد
 دوام ولا یجوز استعمالہ لیس بعدہ والارض لکنہ اذا لم یجد مضایرہ یلہ یا خدم البدن یموڈی لی الضرر وما
 وہاں اور یا جی جلتے رہنے کے بعد وہاں استعمال کرتا ہے تین حصے کہ دوا جب بیماری کو نہیں لے لے سکودور کہ نوزدین اثراتی ہے پس ہر کام میں ہوا ہی جانتے
 یوڈی لی الضرر کہ حصہ من استعمالہ لیس ان الخمد المحفوف بالنقص قد احدث القدران فھما محال لک لھما یسکون لک
 چیز نقصان کرتی ہوا کے استعمال سے ممانعت ہوئی تو نہیں دیکھ کر شراب جو آیت سے حرام ہے جو قرآن نے اس کے نفع کی خبر دی ہے چنانچہ اندر لہا نے فرمایا ہے جتنے

غلبہ لا غنا ہوا۔ بطل حقہاں لافقہ علیٰ زبانی، سو اعانت کبیرا اوصغر قابلہ للوطی وان ام تکن قابلہ للوطی لا دو توند اسے کہ اسکا تو کمری کے نقشہ کچھ خاور غریب عالم نہیں کہتے تو وہاں سو مائتہ صحت کہ قابل ہو اور اگر صحت کہ قابل نہ ہو تو اسکا

پروژه: سازه های دریایی و سازه های ساحلی

[illegible]

خاتمة

何

[illegible]

[illegible]

